بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو۔ گجراتی

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

اگست سنہ 2021ء محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

14 اگست یوم آزادی کا دن
اہل وطن، میمن برادری اور
بانٹوا میمن برادری کو دلی مبارک ہو

تصور پاکستان اور تحریک پاکستان کے اکابرین

سر سید احمد خان

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح

مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح

اسمٰعیل ابراہیم چندریگر

قائد ملت لیاقت علی خان

عثمان عیسیٰ بھائی میمن وکیل

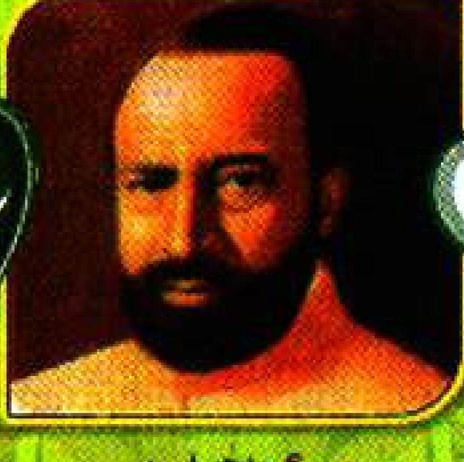

سر عبداللہ ہارون

سر آدم جی حاجی داؤد

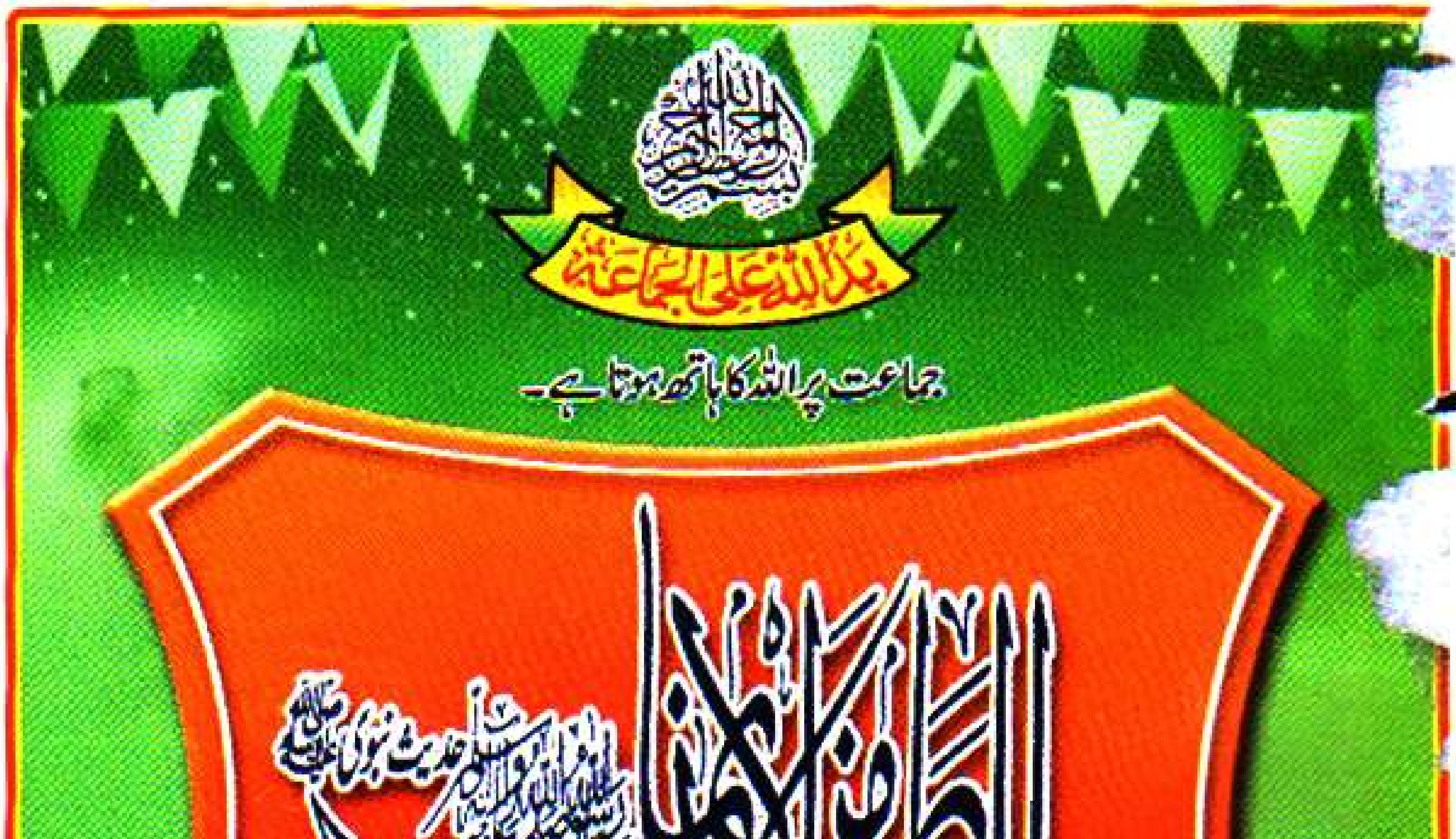
بسم الله الرحمن الرحيم
يد الله على الجماعة
جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔
حب الوطن من الایمان
اپنے وطن سے محبت ایمان کی علامت ھے

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

માસિક
મેમણ
સમાજ
ઉર્દૂ-ગુજરાતી

ماہنامہ میمن سماج

Monthly
Memon
Samaj
Urdu Gujrati

کراچی

اردو۔ گجراتی

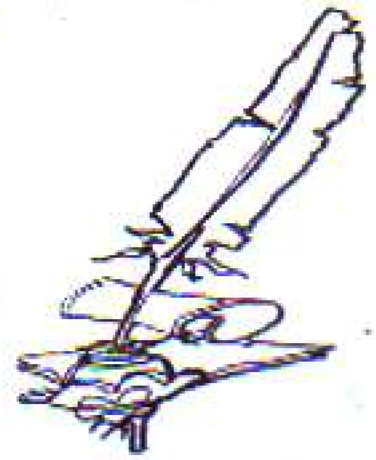

مدیر اعزازی انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر عبدالجبار علی محمد بدو

اگست 2021ء

محرم الحرام ۱۴۴۳ھ

شمارہ: 08

جلد: 66

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

32768214
32728397

Website : www.bmjr.net

E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، محمد جو ہر بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد ریو مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

بانٹوا میں مسلم لیگ فنڈ ریزنگ کے موقع پر نامور میمن سماجی رہنما
سلیمان پیر محمد دیوان قائداعظم محمد علی جناح
کو نوٹوں سے بھرا بیگ پیش کررہے ہیں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

جماعت کے سماجی قوانین اور ضابطوں پر عمل وقت کی اہم ضرورت ہے

وہ انسان بہر صورت کامیاب و کامران ہوتے ہیں جو اپنی برادری، اپنی جماعت کے سماجی قوانین اور ضابطوں پر عمل کرتے رہیں اور اس سے وابستہ رہیں، اپنے جماعتی پلیٹ فارم پر متحد و منظم ہو جائیں۔ ان کی کامیابی و ترقی اس حقیقت کی متقاضی ہے کہ وہ ایک جگہ جمع ہو کر یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔ قانون اور ضابطے انسان کو وہ شعور عطا کرتے ہیں جن سے انسان میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ اور ڈھنگ پیدا ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ قانون اور ضابطے ایسے بندھن ہوتے ہیں ان قوانین کو لوگوں کے لئے قابل قبول بنانا چاہیے۔ یہ عمل عرصے سے بانٹوا میمن برادری میں بھی جاری ہے۔ اپنی بانٹوا میمن جماعت نے آپ کی سہولت، آسانی اور آپ کو مشکلات سے بچانے کے لئے بہت سے قوانین اور ضابطے بنائے اور پھر اس امید کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیئے کہ آپ ان کو نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ ان پر خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں کو عمل کرنے کی تاکید کریں گے۔ لیکن کافی عرصے سے یہ ہو رہا ہے کہ یہ قوانین غیر موثر نظر آ رہے ہیں۔

برادری کے وہ لوگ جن کی خاطر ان ضابطوں کو تیار کیا گیا ہے وہ خود ہی ان پر عمل نہیں کر رہے۔ یہ رجحان خاصا تشویشناک ہے۔ ہم سب کی جماعت آپ کے تحفظ، بقا اور سلامتی کے لئے شب و روز کوشاں رہتی ہے۔ یہ قائم ہی اس لئے ہوئی ہے کہ آپ کے لئے سہولتوں کی فراہمی کو ممکن بنایا جائے۔ ایسے میں آپ کا اپنی جماعت سے تعاون نہ کرنا اور اس کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل نہ کرنا سخت افسوس کا باعث ہے۔ دوسری قوموں اور برادری میں آپ کی جماعت کی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ آپ خود ہی اپنی جماعت کو قوموں کی برادری میں شرمندہ ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ غور کیجئے کہ اس جماعت کی جانب سے برادری کی فلاح و بہبود کے لئے جو سماجی قوانین بنائے جاتے ہیں ان کا اہم اور بنیادی مقصد برادری سے غلط رسم و رواج کی روک تھام ہے۔ بانٹوا میمن برادری میں نت نئے اور غلط رسم و رواج فروغ پا رہے ہیں جن سے فضول خرچی بڑھ رہی ہے۔ ان غلط رسم و رواج کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پوری برادری عمل اور بھرپور تعاون نہ کرے۔

مہنگائی اور بے روزگاری کے سبب برادری کے جن خاندانوں کو گزر بسر کرنے میں مشکلات ہوتی ہیں ایسے خاندانوں میں جب خوشی اور غمی کا موقع آتا ہے تو کیا ہوگا؟ یہ ایک کٹھن سوال ہے۔ یقیناً غریب اور متوسط طبقے کے خاندان کے لئے ان مواقع پر بہت مشکلات پیش آتی

ہیں۔ انہیں سماج میں قرض دار بن کر لین دین کرنا پڑتا ہے۔ منگنی، شادی وغیرہ کے موقع پر لین دین اور رسوم کا اضافہ ہوا ہے ان کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقے کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ برادری کا ہر طبقہ جماعت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق عمل کرے تب ہی غریب اور متوسط طبقے کے لوگ ان فرسودہ رسم و رواج سے بچ سکیں گے۔

غلط رسم و رواج اپنا کر جماعت کے قوانین کو توڑنے والے برادری کے اراکین پر جماعت کی جانب سے جرمانہ کیا جاتا ہے یا قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر انہیں خبردار کیا جاتا ہے تو جرمانے کی رقم ادا کرنے میں پس و پیش کیا جاتا ہے۔ دعوتوں میں کارڈ میں درج وقت پر کھانا شروع کرانے دور دور سے آئے ہوئے مہمانوں مرد، خواتین اور بچوں کو مشکلات سے بچانے اور وقت کی بچت کے لئے جماعت کی اپیلوں پر اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ جب تک برادری کا بھرپور تعاون حاصل نہ ہوگا۔ لیکن وبائی مرض کرونا کی چوتھی لہر نے تمام لوگوں کو مشکلات سے دوچار کر دیا ہے اور دعوتوں کی بندش ہو چکی ہے۔

اس وقت تک جماعت کے قوانین پر عمل کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہوگا۔ اسی لئے ہم پگڑی، جہیز، ولیمہ، روشنی (چراغاں) اور مہندی وغیرہ جیسے غلط رسم و رواج کی روک تھام میں بھی قطعاً کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ جماعت کو برادری کے عملی تعاون کی فوری ضرورت ہے۔ اگر برادری تعاون کرے گی تو غلط رسم و رواج کے خاتمے کی کوششیں ناکام نہیں ہوں گی۔ ہم برادری کی جانب سے مثبت جواب کے منتظر ہیں۔

جماعت کی اہمیت اس کے دل میں وہ اثر پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کو انصاف کی عدالت سمجھنے لگتا ہے۔ بہو بیٹیوں کی ازدواجی زندگی کے مسائل پیدا ہونے کی صورت میں ان کے ماں باپ کو عدالتوں کے چکر کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں بے فکری ہوتی ہے کہ ان کی بہو بیٹی کے ساتھ پیش آنے والے مسئلے کا حل انہیں اپنی سرپرست بانٹوا میمن جماعت کے ذریعے ہی مل جائے گا۔ جماعت ایسے پیچیدہ مسائل کے حل تلاش کرنے کے لئے خصوصی کمیٹی بناتی ہے اور اس کے ذریعے فریقین کی رنجش دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ کبھی کبھی ایک فریق کی اپنی سوچ کے مطابق فیصلہ نہ ملنے پر دل شکنی ہوتی ہے۔ مگر آخر کار جب اسے فیصلے کی اہمیت اور اس کے منصفانہ ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے تو جماعت کے لئے اس کی رنجش ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ایسے مسائل کا حل جماعت سے باہر تلاش کیا جائے تو اس میں تحفظ میسر نہیں ہوتا بلکہ دو کنبوں کے درمیان جو عزت و محبت ہوتی ہے اس کا بھی احترام نہیں ہو پاتا۔ جماعت کے سماجی قوانین اور ضابطوں پر عمل وقت کی اہم ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت زندگی کے ہر موڑ پر نہایت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

یاد رکھئے کہ جماعت آپ کے لیے سرپرست کی حیثیت بھی رکھتی ہے اور سائبان کا کام بھی کرتی ہے۔ جماعت سے جڑے رہنے میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ انفرادی طور پر اپنی ذاتی کوشش سے آپ کو وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے جو اجتماعی طور پر اپنی جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے اور قوانین اور ضابطوں پر عمل سے ہو سکتے ہیں۔

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

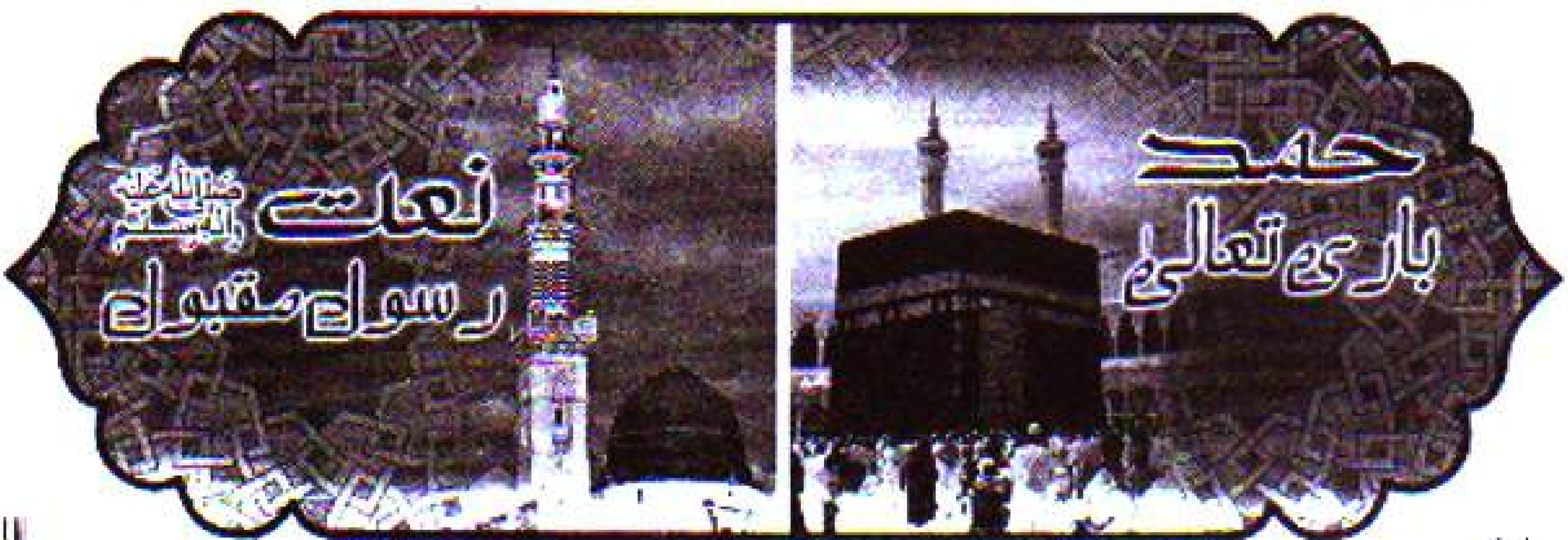

جناب صبیح رحمانی

نشاں اسی کے ہیں سب اور بے نشاں وہ ہے
چراغ اور اندھیرے کے درمیاں وہ ہے

نمودِ لالہ و گل میں وہی ہے چہرہ نما
شجر شجر پہ لکھا حرفِ داستاں وہ ہے

جبینِ شمس و قمر اس کے نور سے تاباں
سنہری دھوپ ہے وہ حسنِ کہکشاں وہ ہے

اسی کی ذات کے ممنون خدوخال حیات
کہ اور کون ہے صورت گرِ جہاں وہ ہے

ہر اک افق پہ اسی کا دوام روشن ہے
جو شے ہے فانی ہے بس اک جاوداں وہ ہے

زبانِ اشک سے مانگو دعائیں بخشش کی
بڑا رحیم، نہایت ہی مہرباں وہ ہے

اسی کی مدح میں لو دے رہے ہیں لفظ صبیح
سخن کا نور ہے وہ لذتِ بیاں وہ ہے

جناب صبیح رحمانی

لب پہ نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

پست وہ کیسے ہوسکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبد خضرا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

فکر نہیں ہے ہم کو کچھ بھی دکھ کی دھوپ کڑی تو کیا
ہم پہ ان کے فضل کا سایہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

قتل ہو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
ان پہ مرمٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بے تاب ہیں پھر
ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

سب ہو آئے ان کے در سے جا نہ سکا تو ایک صبیح
یہ کہ اک تصویرِ تمنا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

مشعل راہ

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں والدین کا ایک اہم فریضہ

اولاد کی تعلیم و تربیت

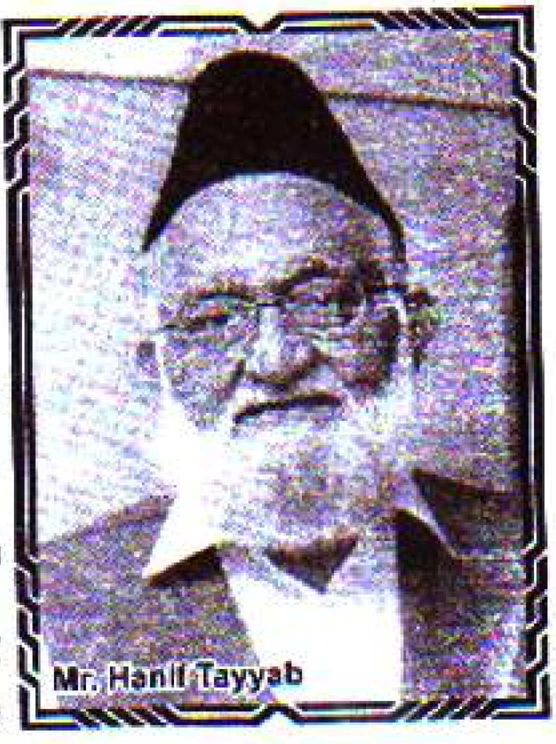

تحریر : محترم ڈاکٹر حاجی محمد حنیف طیب

سابق وفاقی وزیر پیٹرولیم و لیبر، ہاؤسنگ و تعمیرات، سابق صدر APMF

معروف سماجی و مذہبی اور سیاسی رہنما، سرپرست اعلیٰ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی

''اولاد'' والدین کے لیے قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ بعض اوقات اولاد کی خواہش میں انسان زندگی بھر دعا کرتا رہتا ہے، مگر اس کی یہ خواہش بہ مشیت الٰہی پوری نہیں ہوتی تو کبھی اس نعمت و رحمت کے حصول میں طویل صبر آزما انتظار کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں۔ رب العزت کے فضل و کرم سے جسے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے تو ہمارا معاشرہ مجموعی طور پر اولاد کی پیدائش پہ مسرت کا اظہار کرتا، مبارکبادیں وصول کرتا اور خوشیاں بھی مناتا ہے، مگر ہمارا عمومی رویہ کچھ عرصے بعد اولاد کے لیے تبدیل ہوجاتا ہے یا پھر لاڈ پیار کی انتہاؤں کو چھوجاتا ہے۔ بے رغبتی و غیر ضروری لاڈ دونوں رویے ہی انتہائی خطرناک ہیں۔ افسوس ناک صورت حال ہے کہ آج کا مسلم معاشرہ اسلامی تہذیب و تربیت کے برخلاف مغربی تہذیب واطوار کا دل دادہ ہوتا جارہا ہے۔ بعض والدین اولاد کی پیدائش کی خوشی میں اتنے بے خود ہوجاتے ہیں کہ حدودِ شرع کی پامالی کا کوئی احساس ہی نہیں رکھتے، پھر ہر سال اس دن کی خوشی میں بھی ہر طرح کے غیر اسلامی و غیر اخلاقی رویوں کو فروغ دیا جاتا ہے اور بے تحاشا فضول خرچی کی جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ کم سنی میں بچوں کا ذہن سادہ تختی کی مانند ہوتا ہے، اس تختی پر جو کچھ تحریر کیا جائے، بچے اُسی کو اپناتے ہیں، اولاد کو نہ حد سے زیادہ آزادی دی جائے اور نہ ہر بات پر جھڑکنے اور ڈانٹنے کا معمول ہو، بلکہ ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر اظہارِ نفرت کے بجائے موثر حکمت عملی سے ان کی عمر کے لحاظ سے دوستانہ، مشفقانہ رویہ اختیار کیا جائے، ان کے ساتھ نرمی، خوش اخلاقی، پیار، محبت، شفقت اور قدرے دوستانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اطاعت، فرماں برداری اور وفاشعاری کے جذبات اُبھارنا والدین کی اولین ذمے داری ہے۔ اسلام

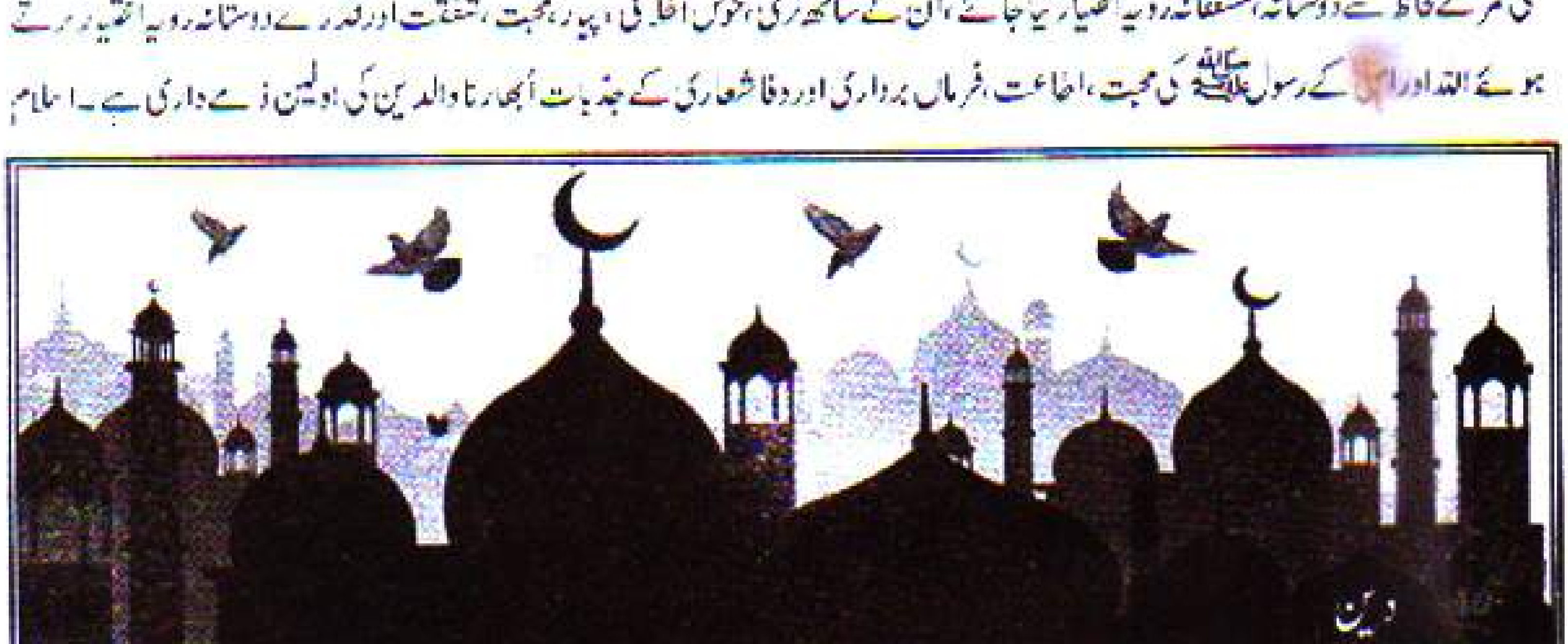

زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے، جس طرح اولاد کے لیے اسلام نے والدین کی خدمت، ادب، احترام اور فرماں برداری کو لازمی قرار دیا ہے، اسی طرح والدین کے لیے بھی اولاد کی تربیت تعلیمات نبوی ﷺ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے والدین اولاد کی، رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے مطابق تربیت کرتے ہوئے مثالی معاشرہ قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

والدین اور خصوصیت کے ساتھ والد کو اس امر کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے، اسی بات کی وضاحت سید عالم ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی ہے: ''ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے وہ دینار افضل ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے''۔ (صحیح مسلم)

حضرت سعید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے''۔ (جامع ترمذی وحاکم)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانو! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ (طبرانی)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو، جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز (سے غفلت) پر انہیں سزا دو، جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کردو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ ان سے پیار کرنے میں بھی۔ (ابن النجار)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کا اکرام (عزت) کرو اور انہیں آداب سکھاؤ۔ (سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے، ان (بچوں) کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو، وہ کہیں گے (ہم اس وقت بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں، اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی)

بیٹیوں کی پرورش کے سلسلے میں خصوصی ہدایات ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب کسی کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو رب العزت اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے، جو آکر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو (پھر) وہ فرشتے لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ کمزور جان ہے، جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی (ہے) جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (طبرانی)

ہمارے معاشرے میں آج بھی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں، جس عورت کی پے در پے بیٹیاں پیدا ہو جائیں تو اسے مارا پیٹا جاتا ہے اور طعنے بھی دیے جاتے ہیں، ان حضرات کو اس حدیث مبارکہ کو پڑھ کر اپنے رویے کو درست کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ آخرت میں رب العزت کے حضور کیا جواب دیں گے؟ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو برابر دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔ (طبرانی)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں؟ (صحیح بخاری و مسلم)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی، میں نے اسے تین کھجوریں دیں (اس عورت نے) ایک (کھجور) لڑکیوں (میں) دے دی، اور ایک (کھجور) کو منہ تک کھانے کے لیے لے گئی (یہاں تک کہ) لڑکیوں نے اس (عورت) سے (کھجور) مانگی، اس نے (کھجور) دو ٹکڑے کر کے دونوں میں تقسیم کر دی۔ جب (میں نے) یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کو سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور جہنم سے آزاد کر دیا۔ (صحیح مسلم)

جو والدین اپنی بیٹی کی عمدہ تربیت کریں، اسے عمدہ تعلیم دیں اور اس کی اچھی پرورش کریں، وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔ (طبرانی) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی بیٹی پیدا ہو، وہ اسے زندہ در گور نہ کرے، اس کی توہین نہ کرے اور دیگر اولاد (بیٹوں) کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (سنن ابو داؤد) اولاد کے بالغ ہونے کے بعد والدین کا فرض ہے کہ وہ ان کی شادیوں کی فکر کریں، چنانچہ حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو، وہ اس کا عمدہ نام رکھے، اسے حسن ادب سکھائے، جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرے۔ (مشکوٰۃ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ والدین یقیناً ادب واحترام اور تعظیم و توقیر کے مستحق ہیں، لیکن اولاد کی تربیت کرنا، انہیں اچھا مسلمان بنانا، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا، یہ والدین کے فرائض میں شامل ہے، صرف علم کے زیور سے آراستہ کرنا کافی نہیں، بلکہ ان میں وہ خوبیاں اور اوصاف پیدا کرنا کہ وہ اساتذہ کا، بڑوں کا، پڑوسیوں کا، رشتے داروں کا، غرض یہ کہ ہر طبقے کے لوگوں کے احترام کے طریقے کو جانتے ہوئے اپنے کردار و عمل سے والدین کا نام روشن کر سکیں۔

بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح

نے سماجی اور فلاحی خدمات کے بارے میں فرمایا

"یہ ہم اپنی تعلیم قوم اور اپنی نوزائیدہ مملکت پاکستان کی تشکیل و تعمیر کے لئے سماجی اور فلاحی خدمات انجام دیں اور ملک کو خوشحالی کی جانب گامزن کریں۔

میں پاکستان کے ہر باشندے سے یہ بات اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ خدمت، ہمت اور برداشت کے سچے جذبہ کا مظاہرہ کریں۔ ایک شریفانہ اور بلند حوصلہ قائم کریں کہ آپ کے ہم عصر و آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں۔

(کراچی کلب۔ اگست 1947ء)

تقسیم ہند سے قبل پاکستان کے ڈاک ٹکٹ

تاریخ بانٹوا کے مصنف حاجی عبدالعزیز کایا (مرحوم) کے قلم سے

Late Haji Abdul Aziz Rehmatullah Kaya

تحریک پاکستان پورے ہندوستان میں زور و شور سے چل رہی تھی۔ اس تحریک کے اثرات بانٹوا تک بھی پہنچ چکے تھے۔ بانٹوا کی تاریخ پر بحث کرتے ہوئے جناب محمد یوسف ہنڈویا (مرحوم) نے اپنی تصنیف ''جیل بیتی'' میں لکھا ہے: ڈاک کے لفافے پر ٹکٹ والے حصے کے برابر میں لفافے کے بالکل پیچھے اس کے ڈھکنے یا کور پر بیل کی طرح چپکانا چاہئے۔ میں نے ایک ڈاک ٹکٹ چھاپا۔ یہ 1940ء کی بات ہے۔ اس ڈاک ٹکٹ میں بائیں جانب قائداعظم کی تصویر چھاپی اور دائیں جانب مملکت پاکستان کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔ اس نقشے میں پورے پنجاب، بنگال، حیدرآباد دکن، بھوپال اور جوناگڑھ کی ریاستوں کو پاکستان کا حصہ دکھایا گیا تھا۔

ٹکٹ پر نیچے کی جانب ایک پٹی پر ''پاکستان زندہ باد'' کے حروف بھی لکھے گئے تھے۔ اوپر اردو میں لکھا گیا تھا اور نیچے انگریزی میں۔ ان کا ڈیزائن اور رنگ ایک تھا۔ یہ ڈاک ٹکٹ اس امپورٹڈ کاغذ پر چھاپے گئے تھے جس پر گوند لگا ہوا ہوتا تھا۔ یہ ٹکٹ مختلف رنگوں میں تھے۔ تحریک پاکستان اپنے شباب پر تھی۔ نئے نئے مسائل ابھر رہے تھے مگر لوگوں کا جوش و خروش بھی عروج پر تھا۔ قائداعظم نے کاٹھیاواڑ کا دورہ کیا تو کاٹھیاواڑ کے بھی مسلمانوں میں جذبے اور جوش کی نئی لہر دوڑ گئی۔

لوگوں کو حکمرانوں کے ارادوں کا علم ہو چکا تھا۔ وہ کانگریس کی دھوکا دینے والی پالیسی کو سمجھ چکے تھے۔ چنانچہ مسلم لیگ نے برصغیر میں ایک الگ مملکت پاکستان کے قیام کا مطالبہ کر دیا۔ پھر کیا تھا دشمن مسلمانوں کے خلاف متحرک ہو گئے اور ایسے میں پاکستان کے حوالے سے چھاپے جانے والے ڈاک ٹکٹ نے لوگوں کو اور بھی پرجوش کر دیا۔ ہر طرف سے ان ڈاک ٹکٹوں کی مانگ آنے لگی۔ پورے ملک کے علاوہ برما، سیلون (سری لنکا) اور افریقہ جیسے دور دراز ملکوں سے بھی لوگوں کے آرڈر آنے لگے کہ ہمیں یہ ڈاک ٹکٹ چاہئیں۔ دن رات پریس چلنے لگے۔ اس کے باوجود ان کی طلب میں کمی نہ آئی۔

یہ ڈاک ٹکٹ کیا تھا، کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا مگر اس نے ساری دنیا میں ایک ہلچل مچا دی تھی۔ مسلمان اس ڈاک ٹکٹ کے حصول کے لئے دیوانے ہوئے جا رہے تھے۔ برما اور سیلون کی حکومتوں نے اس ٹکٹ پر پابندی لگا کر گویا تحریک پاکستان کو دبانے کی کوشش کی۔ پھر بمبئی کے محکمہ ڈاک کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے بھی اس ڈاک ٹکٹ کے استعمال پر پابندی لگا دی۔ انھوں نے اس کی خرید و فروخت کو بھی ممنوع قرار دے دیا۔ حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اگر کسی نے اس ڈاک ٹکٹ کو استعمال کیا، لفافے پر چپکایا یا اس کی خرید و فروخت کی تو اسے قانون کے

Map of Pakistan-India

Stamps showing Junagadh & Manavadar as part of Pakistan

مطابق سزادی جائے گی۔ مردِ مجاہد، بے باک صحافی اور پرعزم جناب محمد یوسف عبدالغنی بانڈویا (مرحوم) کی کس طرح اس چھوٹے سے ''ڈاک ٹکٹ'' نے ایک طرف تو لوگوں کو ''تحریکِ پاکستان'' کے حوالے سے سرگرم کیا تو دوسری طرف حکومت کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔

(مطبوعہ ماہنامہ میمن سماج شمارہ نومبر۔ دسمبر 1995ء)

پیغام امروز

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو | نا آشنا ہے قاعدہ روزگار سے
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ | پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ملت کے ساتھ رابطہ رکھیے

علامہ اقبال نے ان اشعار میں فردیت کے اس رجحان پر سخت تنقید کی ہے جو فرد کو جماعت سے الگ حقیقت سمجھنے پر زور دیتا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے کٹی ہوئی شاخ کی مثال دی ہے کہ جب شاخ پیڑ سے کٹ جاتی ہے تو بہت جلد مرجھا جاتی ہے۔ لیکن جب تک وہ پیڑ سے جڑی رہتی ہے اس پر بہار آنے کی امید برقرار رہتی ہے اسی طرح جب تک فرد اپنی ملت سے رشتہ باقی رکھتا ہے وہ زندگی میں کامیاب رہتا ہے اور اگر وہ اپنی ملت سے کٹ جاتا ہے تو کٹی ہوئی شاخ کی طرح جلد ختم ہو جاتا ہے۔

قیام پاکستان کی جدوجہد میں میمنوں کا اہم کردار

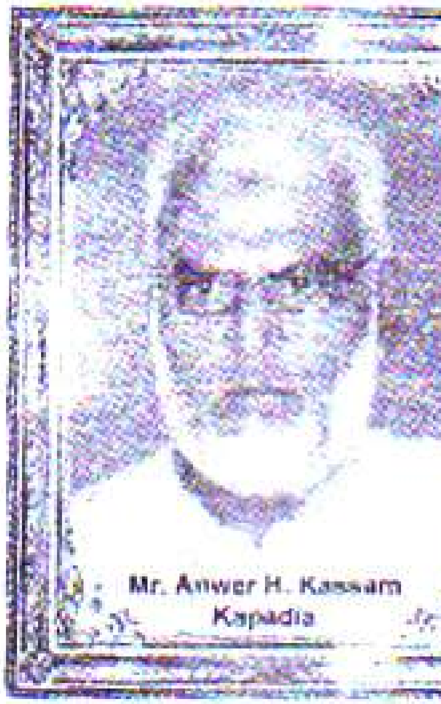

تحریر: جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

مضمون نگار کا مختصر تعارف: جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی شخصیت سماجی فلاح وبہبود کے حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ جن لوگوں کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ موجزن ہوتا ہے وہ بے حد مقبول ہوتے ہیں۔ آپ عوام الناس کی خدمت کرتے کرتے آج ایک معروف سماجی شخصیت بن چکے ہیں۔ آپ کا نام میمن اور بانٹوا میمن برادری میں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اس وقت آپ بانٹوا میمن جماعت کے اعزازی جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہیں اور اپنے فرائض کو ذمہ داری اور خوش اسلوبی سے انجام دہی کر رہے ہیں علاوہ برادری کے ترجمان رسالہ ماہنامہ میمن سماج کے مدیر اعزازی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی رسالے سے خصوصی توجہ کے سبب منفرد اور معلومات افزا رسالہ بن چکا ہے۔

جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی پیدائش 10 ستمبر 1952ء کو ہوئی یعنی قیام پاکستان 1947ء کے پانچ سال بعد ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام حاجیانی امینہ بائی بنت حاجی رحمت اللہ میسیا تھا۔ جناب انور کاپڑیا کی تعلیم کا آغاز مدرسہ اسلامیہ سے ہوا مگر وہ اس مدرسے میں صرف آٹھویں جماعت تک ہی پڑھ سکے اور پھر انہوں نے دوسرے اسکول میں داخلہ لے لیا اور اس طرح اپنی تعلیم کے حصول کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان نیشنل اسکول سے کامرس گروپ میں میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کرلیا اور پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے [illegible] کالج میں داخلہ لیا۔ 1974ء کا سال ان کی زندگی کا وہ اہم سال تھا جب انہوں نے ایس ایم کامرس کالج سے بی کام (فائنل) کا امتحان پاس کرلیا اور عملی زندگی میں آگئے۔

جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا کی شادی 9 اپریل 1977ء کو حاجی عبدالستار عبداللہ جانگڑا کی دختر نیک اختر محترمہ رخسانہ حاجیانی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ شادی کے بعد اللہ پاک نے اس گھرانے کو اولاد کی نعمت سے بھی نواز دیا۔ آپ کی بڑی بیٹی کا نام محترمہ صائمہ ہے جو جناب ایم ریاض عبدالرزاق موسیٰ موسانی کے عقد میں آئیں اور دوسری بیٹی محترمہ سمیرا کو جناب عمیر ادریس کوڈواوی کی شریک حیات ہیں۔ آپ کے بیٹے کا نام جناب راحیل انور ہے اور آپ کی شریک حیات کا نام محترمہ فاطمہ طارق عبدالستار آکھائی

ہے۔ بھائیوں میں جناب امان اللہ، جناب یوسف اور جناب اشرف ہیں۔ ایک بہن محترمہ انیسہ ہیں جو جناب عبدالرزاق لدھا کی شریک حیات ہیں۔

1970ء میں جوڑیا بازار میں اس فیملی نے خشک دودھ کی درآمد سے اپنا کاروبار شروع کیا جو 1977ء میں بدل کر پاور لومز کا کاروبار شروع کیا جو اب تک اس سے وابستہ ہیں۔ خدمت خلق کے کاموں سے وابستگی نوجوانی سے ہے۔ سماجی کاموں کا آغاز قربانی کی کھالیں جمع کرنے سے کیا۔ بانٹوا میمن جماعت کی مختلف کمیٹیوں کے کنوینر رہے ہیں۔ جماعت کی فنڈ ریزنگ میں بھی ہمیشہ نمایاں خدمت گزاری رہی ہے۔ اس وقت جماعت کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور ماہنامہ میمن سماج کے مدیر اعزازی کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی سماجی، فلاحی اور کاروباری مصروفیات بے انتہا ہیں۔ آپ میمن قوم کو تجارت، صنعت اور فلاح و بہبود کے کاموں میں ترقی یافتہ قوم دیکھنا چاہتے ہیں۔

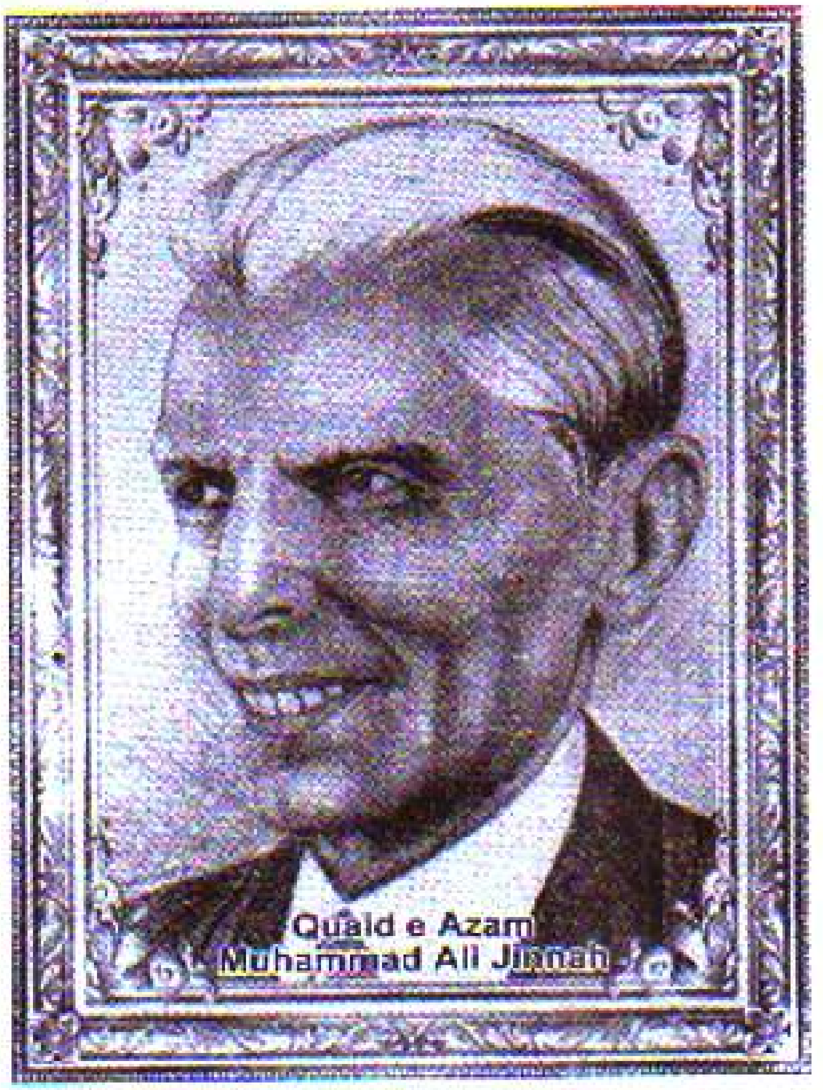

برصغیر کے مسلمانوں نے تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کے ہر موڑ پر جان و مال کی وہ قربانیاں پیش کیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس خطے کے مسلمانوں نے اقتصادی، تجارتی اور کاروباری زندگی کی سطح پر ہر چیلنج نہایت شجاعت اور پامردی سے قبول کیا اور تحریک پاکستان میں اپنا اہم اور تاریخی کردار ادا کیا۔ جدوجہد آزادی میں گجراتی اور میمن برادری نے بھی نمایاں حصہ لیا جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جس وقت تحریک پاکستان شروع ہوئی اس وقت میمن برادری کے جوش و خروش کا جو عالم تھا وہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب حصول پاکستان کی راہ میں رکاوٹیں حائل ہوئیں تو برادری نے بڑی پامردی سے انہیں عبور کیا۔ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم پریس فنڈ کے قیام کے لئے جنوری 1940ء میں گجراتی برادری سے مالی سپورٹ مانگی تو برادری نے اپنے عظیم قائد کا نہ صرف پرجوش استقبال کیا بلکہ ان کے راستے میں اپنی پلکیں تک بچھا دیں۔

جذبہ قربانی، جذبہ خدا ترسی، انسانیت سے محبت کا جذبہ، وطن سے محبت کا جذبہ، اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ، مذہب سے والہانہ محبت یہ سب جذبے اور خصوصیتیں میمن برادری میں موجود ہیں اور آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے وہ ان خصوصیات اور روایات کی امین ہے۔ انہی جذبوں نے میمن برادری کو تحریک پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لینے پر اکسایا اور حصول پاکستان کے بعد اس برادری نے اس اسلامی مملکت کے استحکام میں بھرپور کردار ادا کیا۔ قائداعظم کی خدمت میں سونے اور چاندی کی گولیاں پیش کیں۔ بانٹوا میمن برادری کے مخیر حضرات اور

سیٹھوں نے ہر طرح کا مالی تعاون کیا تھا اور بانٹوا آمد 24 جنوری 1940ء کو پریس فنڈ کے دورہ کو کامیاب بنایا۔ دنیا کے ہر ملک میں آباد میمنوں اور دیگر حضرات نے بھی تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ عملی اور مالی تعاون کیا۔

اپنے رہنماؤں کا پیغام ہر طرف پہنچایا۔ درحقیقت پاکستان ایک قوم، کسی ایک شخص، کسی ایک فرد کی ذہین نہیں بلکہ یہ مشترکہ اور اجتماعی کوششوں کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سدا سلامت رکھے۔ قوموں کی تاریخ میں آزادی کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں ہر سال 14 اگست کا دن ایک قومی تہوار کی حیثیت سے بڑے جوش وخروش کے ساتھ منایا جاتا ہے مگر اس دن کو دھوم دھام سے منانے کے بعد ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اس کی سلامتی اور استحکام کے لیے کوشش کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر عائد ہوتی ہے جس کے لیے ہمیں شب وروز انتھک جدوجہد کرنی ہوگی۔

جناح صاحب کا تعلق بھی گجراتی برادری سے تھا۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور انہیں آزادی کا پیغام سنا کر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ چونکہ حضرت قائد اعظم بھی گجراتی تھے اس لیے انہیں دیکھ کر پوری گجراتی برادری ان کے زیر سایہ آگئی اور اس برادری نے قیام پاکستان کے لیے کمر کس لی۔ پھر تو ان حضرات نے جان و مال کی قربانیاں پیش کیں۔

تحریک پاکستان کو مضبوط، متحرک اور فعال بنانے کے لیے عطیات اور ڈونیشن دیے اس کے بعد جب پاکستان بن گیا تو اس کو معاشی اور اقتصادی لحاظ سے مضبوط کرنے کا بیڑہ بھی اٹھایا اور اس قدر دل و جان سے محنت کی کہ وہ ملک جس کے بارے میں انڈیا کے متعصب ہندوؤں کا

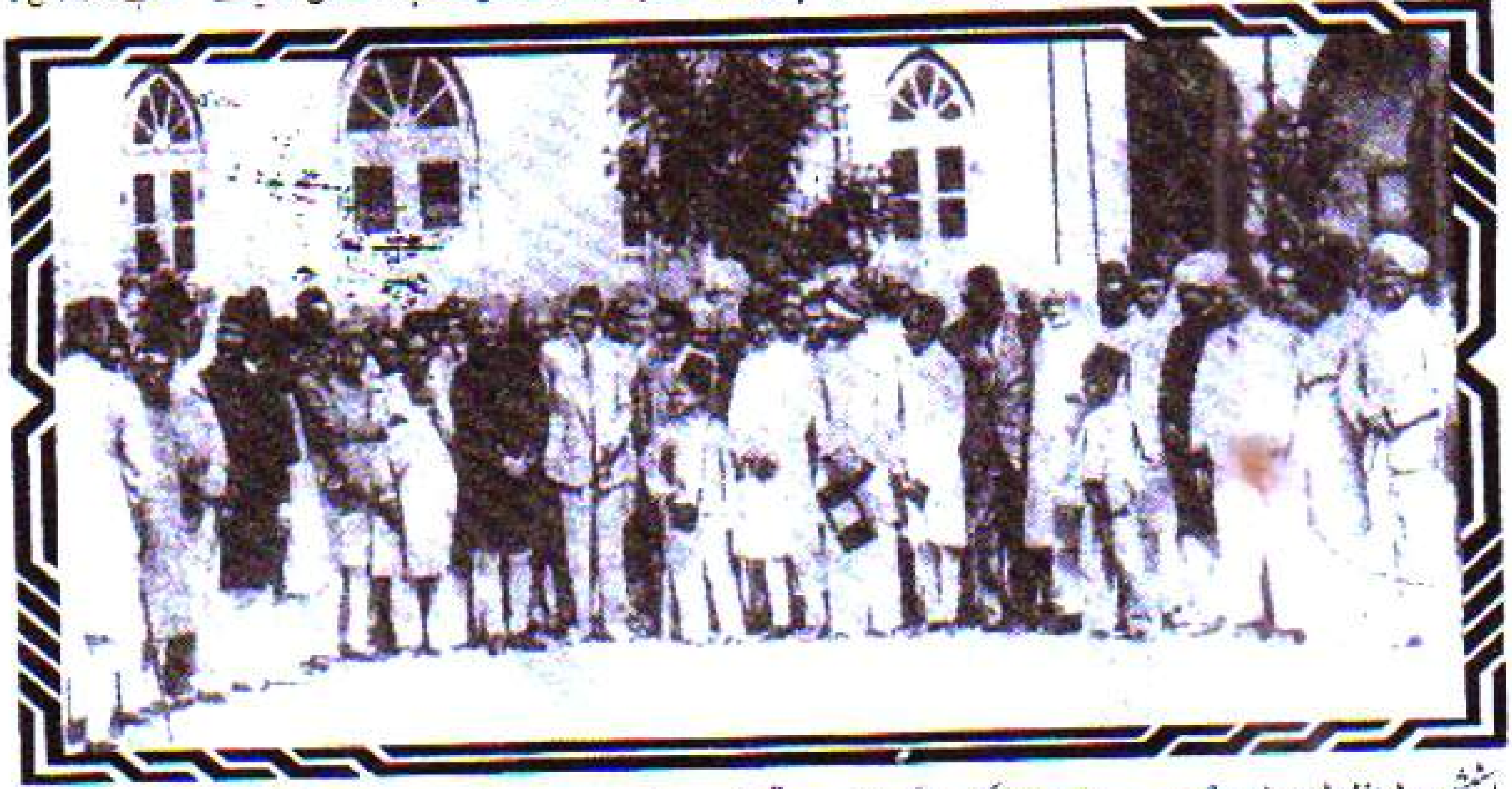

اسٹیشن روڈ بانٹوا میں سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا کی طرف سے تعمیر کردہ عالیشان شاندار اسپتال کا افتتاح قائداعظم محمد علی جناح کے دست مبارک سے کیا گیا تھا۔ اس موقع پر لی گئی یادگار تصویر بانٹوا کی سرکردہ شخصیتوں کے ساتھ۔

خیال تھا کہ یہ چند روز کا مہمان ہوگا، وہ نہ صرف قائم رہا بلکہ اب تک قائم ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے ایٹمی دھماکہ کر کے انڈیا جیسے ملک کو یہ بھی بتا دیا کہ "ہم کسی سے کم نہیں۔ ہماری طرف میلی نظر سے نہ دیکھنا ورنہ ہمیں کمزور سمجھنے کی غلطی کرنا۔"

جب ہم پاکستان کی روشن اور زریں تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ میمنوں نے اس ملک کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی جس کے حوالے اور حوالہ جاتی حقائق آج بھی تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔ میمن اور گجراتی برادری نے تحریک پاکستان کے وقت اس تحریک کے لیے دل کھول کر فنڈز پیش کیے تھے۔ فنڈز کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں جس کا قائد اعظم کو احساس تھا اسی لیے انہوں نے ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے میمن اور گجراتی برادری سے رجوع کیا تھا اور ان برادریوں نے قائد اعظم کو بالکل مایوس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دل اور اپنی تجوریوں کے دروازے ان کے سامنے کھول دیئے تھے جن میں بانٹوا کے تمام شاہ سوداگران اور مخیر حضرات بھی شامل تھے۔

میمن برادری ہمیشہ سے ایک محب وطن، محب قوم اور محب علم و فن کی حیثیت سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس کی اولین تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس نے ہر دور میں، ہر وقت، ہر لمحہ اپنی قوم اور برادری کی فلاح و بہبود کے لئے اقدامات کیے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پوری میمن برادری کے ہر فرد کو اس نمایاں وصف سے سرفراز کیا ہے کہ یہ صرف اپنے بارے میں نہیں سوچتا، اس کی سوچ اجتماعی ہے۔ ان کی منصوبہ بندی انفرادی نہیں ہوتی بلکہ قوم کی بھلائی اس میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی تحریک پاکستان کی داغ بیل ڈالی گئی میمن برادری نے سب سے پہلے اس پر لبیک کہا۔ حالانکہ جغرافیائی طور پر میمن ایسے علاقوں میں آباد تھے جو کبھی بھی پاکستان میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ انہیں بہر صورت ہندوستان میں ہی رہنا تھا۔ میمن حضرات اس سے بخوبی واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ تحریک پاکستان میں حصہ لینے سے اگر انہیں ہندوؤں کے ظلم و قہر کا نشانہ بننا پڑے گا تو وہ اپنی دولت جائیداد، زمین، خوشحالی، عیش و عشرت سب سے محروم ہو جائیں گے۔ میمنوں کی سوچ اجتماعی ہے وہ برادری اور قوم کے لئے سوچتے ہیں۔ مذہب کی فکر کرتے ہیں چنانچہ میمنوں نے سرگرمی سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ اپنی دولت اپنا کاروبار اپنا عیش و آرام سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ ہندوؤں کا غصہ مول لیا مگر حصول پاکستان کے موقف سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے بالآخر پاکستان قائم ہو گیا۔ قیام پاکستان میں میمن برادری کے کردار کا اگر سرسری سا جائزہ بھی لیا جائے تو شاید ایک ضخیم کتاب بن جائے مگر ان اکابرین کا ذکر ضرور کروں گا جنہوں نے تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں وہ کارنامے انجام دیئے کہ جن کی جتنی زیادہ ستائش کی جائے کم ہے۔ سر عبداللہ ہارون اور ان کے دونوں بیٹے جناب یوسف اے ہارون اور جناب محمود اے ہارون، جناب آئی آئی چندریگر، جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن (وکیل)، سیٹھ حسین قاسم دادا، سیٹھ حاجی آدم حاجی پیر محمد، سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد، سر آدم جی حاجی داؤد، سیٹھ حاجی سلیمان بھورا، جناب قاسم دادا اور عمر ماچس والا، حاجی یوسف چھیل وغیرہ کون کون سے نام لکھے جائیں۔

ایسے بے شمار لوگ بھی ان میں شامل ہیں جنہوں نے پس پردہ رہ کر پاکستان کے قیام کے لئے قابل صد ستائش کوششیں کیں۔ مگر آج ان میں سے کتنے حضرات کو ہم جانتے ہیں۔ تحریک پاکستان کے ان نامور ہیروز میں سے کتنوں سے نئی نسل واقف ہے۔ یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے

جو نوں کے نذرانے پیش کیے۔ مال و دولت کو داؤ پر لگایا اور پھر اس نوزائیدہ مملکت کے استحکام کے لیے صدیوں سے آباد باپ دادا کی زمین کو خیر باد کہہ دیا۔ نئی مملکت میں آ کر انہوں نے کتنی دشواریاں اٹھائیں اور کیا تکالیف برداشت کیں یہ بالکل ایک الگ موضوع ہے مگر ان حضرات کا کردار تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ مگر اب ہم دیکھتے یہ ہیں کہ نہ صرف ان ہیروز کو ہم بھول چکے ہیں بلکہ ان کے کارنامے بھی لوگوں کو پتا نہیں پرانی نسل تیزی سے ختم ہو رہی ہے اور نئی نسل ان حضرات سے واقف نہیں۔ سرکاری میڈیا بھی میمن برادری کے ان کارناموں کو اجاگر نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ لوگ انہیں فراموش کر دیں گے اور پاکستان کی وہ برادری جس نے قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا تھا لوگوں کو یہ بتانے سے قاصر رہے گی کہ اس ملک کے قیام میں ہمارا بھی حصہ ہے۔

سر آدم جی حاجی داؤد نے تو پاکستان کے قیام کے بعد اس ملک کی معاشی اور اقتصادی ضروریات پوری کرنے کے لیے قائداعظم کی خدمت میں بلینک چیک پیش کر دیا تھا جس پر صرف اپنے دستخط کیے تھے اور قائداعظم کو اختیار دیا تھا کہ وہ اس میں جتنی رقم چاہیں، خود لکھ دیں دیگر میمنوں کی طرح بانٹوا کے شاہ سوداگران سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا مرحوم، سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا اور سیٹھ حسین قاسم دادا مرحوم وغیرہ نے تحریک پاکستان میں عملی اور مالی تعاون کیا۔ دنیا کے ہر ملک میں آباد میمنوں اور مخیر حضرات نے بھی تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور استحکام پاکستان میں لازوال کردار ادا کیا۔ عملی اور مالی تعاون کیا۔ اپنے رہنماؤں کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا۔

درحقیقت پاکستان ایک قوم، کسی ایک شخص، کسی ایک فرد کی دین نہیں بلکہ یہ مشترکہ اور اجتماعی کوششوں کا ثمر ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے۔ ہم سب کی دعا ہے اللہ تعالیٰ پاک وطن کو قائم و دائم رکھے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

برادری سے پرزور اپیل

بانٹوا میمن برادری سے اپیل کی جاتی ہے کہ آپ کے یہاں ہونے والی ہر خوشی کے موقع پر مہمانوں کو دعوت کا کھانا کھلانے کی ابتداء رات 10 بجے سے شب 10.30 بجے کے دوران کر دیں تاکہ مہمانوں کو تکلیف سے نجات ملے اور موجودہ خراب اور غیر محفوظ حالات میں وہ بروقت اپنے اپنے گھروں کو پہنچ سکیں۔

آپ کے تعاون کا طلب گار

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

قومی نغمہ

شاعر لکھنوی

شاعر لکھنوی (1989 - 1917ء) اصل نام محمد حسن پاشا ان کا شمار غزل کے ثقہ شعراء میں ہوتا تھا۔ لکھنو میں 1932ء میں پہلے مشاعرے میں شرکت کی اور مقبولیت کی مسند پر فائز ہوئے۔ ابتداء ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے بعد میں ہمدرد فاؤنڈیشن سے منسلک ہوگئے۔ بقول جناب ڈاکٹر فرمان فتح پوری شاعر لکھنوی نے ہمیشہ سنجیدہ اور بامقصد شاعری پر توجہ دی۔ حسن پاشا ہفتہ 23 ستمبر 1989ء کو حرکت قلب بند ہوجانے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے اپنی رحلت سے قبل وہ سڑک کے ایک حادثے میں مجروح ہوگئے تھے۔ شاعر صاحب کا تعلق ہمدرد پاکستان سے کم وبیش 34 برس تک قائم رہا۔ وہ مختلف عہدوں پر فرائض انجام دیتے رہے۔ شاعر صاحب کا شمار ملک کے نامور غزل گو شعراء میں ہوتا تھا مگر انہیں نظم و غزل دونوں پر یکساں عبور تھا۔ نظم ہنر کے نام سے 15 برس قبل ان کا شعری مجموعہ شائع ہوکر مقبول ہوچکا ہے۔ وطن کے لیے ان کی دلکش و تعمیری نظمیں بچوں کے مقبول ترین ماہنامہ رسالے ہمدرد نونہال میں مسلسل شائع ہوتی تھیں۔ جب میں جولائی 1970ء میں ہمدرد نونہال سے استہ محترم شاعر لکھنوی سے قریبی رفاقت رہی۔

(تحریر: محترمی مسرت علی چھیل)

اے نگارِ وطن تو سلامت رہے

اے نگارِ وطن تو سلامت رہے
تو سلامت رہے تاقیامت رہے
اے نگارِ وطن تو سلامت رہے

ہو سکی تیرے رخ پہ نہ قرباں اگر
اور کس کام آئے گی یہ زندگی
اپنے خوں سے بڑھاتے رہیں گے سدا
تیرے گل رنگ چہرے کی تابندگی
جب تجھے روشنی کی ضرورت پڑی
اپنی محفل کے شمس و قمر دیں گے ہم

تو سلامت رہے تاقیامت رہے
اے نگارِ وطن تو سلامت رہے

سبز پرچم ترا چاند تارے ترے
تیری بزمِ نگاریں کے عنوان ہیں
تیری گلیاں، ترے شہر، تیرے چمن
تیرے ہونٹوں کی جنبش پہ قربان ہیں
جب بھی تیری نظر کا اشارہ ملا
تحفۂ نقدِ جاں پیش کریں گے ہم

اے نگارِ وطن تو سلامت رہے
تو سلامت رہے تا قیامت رہے

بانٹوا کی تاریخ کا ایک روشن باب

جب قائداعظم محمد علی جناح 24 جنوری 1940ء میں "لیگ پریس فنڈ" جمع کرنے کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے تھے

سیٹھ محمد حاجی غنی مرحوم نے قائد محترم کو خطیر رقم کی تھیلی پیش کی

Mr. M. Najib Abdul Aziz Balagamwala

ممتاز سماجی رہنما

جناب محمد نجیب عزیز بالاگام والا کی

ایک اہم تحریر

صدر بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

مضمون نگار کا تعارف: جناب نجیب عزیز بالاگام والا کا تعلق بانٹوا میمن برادری سے ہے اور ان کی سماجی خدمات کا دائرہ ایک وسیع عرصے پر محیط ہے۔ آپ اس ملک اور برادری کے ایک معروف اور نمایاں صنعت کار بھی ہیں۔ آپ ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت ہیں جس نے زندگی کے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور برادری اور ملک کے لیے بڑا نام کمایا ہے۔ جناب نجیب عزیز بالاگام والا کے والد محترم کا نام حاجی عبدالعزیز بالاگام والا ہے

جناب محمد نجیب عزیز بالاگام والا کے دادا سیٹھ محمد حاجی غنی بھی بانٹوا میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جناب محمد نجیب عزیز کے خاندان کا بانٹوا سے کس قدر مستحکم اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ 1898ء میں ان کے پردادا بحری جہازوں اور اسٹیمرز سے سامان اتروانے کا کام کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ کام خاصا مضبوط اور مستحکم تھا۔

بالکل اسی طرح پورے 80 سال بعد جناب محمد نجیب بالاگام والا نے بھی بالکل یہی کاروبار کیا۔ آپ کا بھی بحری جہازوں سے سامان ان لوڈ کرانے یعنی جہازوں سے اتروانے کا کاروبار ہے۔ آپ کے پردادا نے 1900ء اور 1905ء میں کینولا کی باربرداری کا کام کیا تھا اور جناب محمد نجیب بالاگام والا نے یہی کام 1995ء میں کیا اور کینیڈا اور یورپ سے کینولا کی پاکستان باربرداری کی تجارت کی۔

جناب نجیب عزیز بالاگام والا کی شادی جناب عبدالستار گھیارا (مرحوم) کی صاحبزادی اور جناب حاجی قاسم گھیارا کی بہن محترمہ شاہینہ ستار گھیارا کے ساتھ انجام پائی۔ گھیارا فیملی کی یہ خاتون ان کی زندگی میں خوشیوں بھرا پیغام لائیں۔ اللہ نے انہیں تین بیٹیوں اور ایک بیٹے کی دولت سے نوازا ہے۔ ان کے بچوں کے نام اس طرح ہیں: جناب عمر نجیب بالاگام والا جن کی شادی دیوان فیملی میں ہوئی ہے۔ محترمہ نجوہ نجیب بالاگام والا جن کی شادی جناب حسیب دادا سے ہوئی ہے۔ وہ حاجی ہارون دادا کے بیٹے ہیں۔ محترمہ میمونہ نجیب بالاگام والا اور آنسہ حرا۔

یہ گروپ 1973ء میں کراچی (پاکستان) میں قائم ہوا تھا۔ اس وقت سے یہ گروپ مسلسل ترقی کررہا ہے آگے بڑھ رہا ہے۔ اب یہ پاکستان میں اور بیرون ملک ایک نمایاں شپنگ ایجنسی کی صورت اختیار کرچکا ہے۔ گروپ نے اپنے اس سفر کے دوران اعلیٰ کوالٹی کی خدمات کی فراہمی کے معیار کو برقرار رکھا ہے اور اپنے اصولوں کے مطابق اپنے کسٹمرز اور کلائنٹس کی تسلی کو اولیت دی ہے۔ بحر ہند میں اس گروپ نے اپنی تجارتی اور خدمتی سرگرمیوں سے ملک کی بڑی متحرک نمائندگی کی ہے۔ پاکستان میں کسی ٹریڈ گروپ کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ پاکستان میں گندم کی شپنگ کے کاروبار اور پاکستان اسٹیل مل کے لیے خام لوہے اور کوئلے کی امپورٹ میں اس گروپ کا کردار بہت اہم ہے۔ صرف مذکورہ بالا کاروبار سے ہی سالانہ 5 ملین ٹن کی کارگو خدمت کا اعزاز آپ کے گروپ کو حاصل ہے۔

پیدائش اور تعلیم : سیٹھ محمد حاجی غنی ولد جناب علی بالاگام والا لیڈوانی 1871ء میں بانٹوا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے پرائمری کی کلاسیں ایک پرائیویٹ اسکول سے پڑھیں۔ اور گجراتی میں ساتویں کلاس بانٹوا کے تعلقہ مڈل اسکول سے پڑھی تھی۔

ملازمت : آپ کی پہلی ملازمت ایک اسکول ٹیچر کی تھی جو آپ نے سرنورا گاؤں میں نوتعمیر شدہ اسکول میں کی تھی۔ یہ اسکول بانٹوا سے کوئی دس میل دور واقع تھا۔ اس وقت بانٹوا کے سیٹھ حسین قاسم دادا اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ 1898ء میں وہ بانٹوا واپس آئے اور وہاں سے بمبئی چلے گئے۔

جہاں انہوں نے سیٹھ حسین قاسم دادا کے ہاں ملازمت کرلی۔ جنہوں نے جناب حاجی محمد غنی کو بحری جہازوں سے سامان اتروانے اور ان پر سامان لوڈ کرانے کی ذمے داری دے دی تھی۔ جب سیٹھ قاسم دادا نمک کی تجارت کرتے تھے تو وہ بمبئی سے مالابار نمک برآمد کرتے تھے، وہ بھی بہت بڑی مقدار میں حاجی محمد غنی کا لگ بھگ سارا وقت بمبئی کی ان بندرگاہوں اور جیٹیوں پر ہی گزرتا تھا۔

جب بانٹوا آئے: 1900ء میں وہ دو تین ماہ کی چھٹیاں گزارنے بانٹوا آئے تو ان کے دوست حاجی اکولی احمد (محترمہ خدیجہ حاجیانی کے والد) نے انہوں بتایا کہ سیٹھ محمد ابراہیم محمد جعفر کو ایک تجربہ کار اور قابل اعتماد آدمی کی ضرورت ہے جس سے وہ کلکتے میں اپنی تجارت کے لئے کام لیں گے۔ اگر تمہیں ایسی کوئی خواہش ہے تو میں ان سے بات کرتا ہوں اور انہیں مشورہ دوں گا کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ رکھ لیں بلکہ تمہارے ساتھ شراکت (پارٹنرشپ) کرلیں۔ سیٹھ محمد ایسی پرکشش پیشکش کو کیسے رد کرسکتے تھے؟ لہٰذا وہ سیٹھ محمد ابراہیم محمد جعفر کی فرم کے ساتھ شامل ہوگئے۔ اس پارٹنرشپ میں انہوں نے سرمایہ بھی لگایا اور اپنی محنت بھی۔ سیٹھ محمد ابراہیم محمد جعفر بمبئی (Oran) کے ایک بہت بڑے سوداگر تھے۔ انہوں نے اپنی فرم کی کئی شاخیں بمبئی کے علاوہ ملک کے دوسرے چھوٹے بڑے شہروں میں بھی قائم کررکھی تھیں۔ غرض ان کا بہت بڑا کاروبار تھا۔

بینائی سے محرومی: 1909ء میں سیٹھ محمد حاجی غنی ایک بیماری کے باعث اپنی بینائی کھو بیٹھے لہٰذا انہوں نے اپنی اس ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس واقعے کے بعد سیٹھ محمد ابراہیم بانٹوا آئے اور اپنے ساتھ محمد حاجی غنی کو بھی لے کر کھوے پھرے جس کے بعد انہوں نے کلکتہ میں پارٹنرشپ میں فری ٹریڈ کا آغاز کردیا۔ یہ شراکت (پارٹنرشپ) آٹھ سال تک جاری رہی مگر بعد میں چند اختلافات کی بنا پر ختم ہوگئی۔

کلکتہ میں نیا بزنس: اپریل 1927ء میں انہوں نے کلکتہ میں ایک نیا بزنس شروع کیا۔ یہ بھی ایک پارٹنرشپ تھی مگر اس میں درج ذیل حضرات بطور پارٹنر شامل تھے:

☆ ان کے چھوٹے بھائی شکور حاجی غنی ☆ ان کے سالے حاجی آدم دوجکی

☆ داؤد اے رحمٰن حاجی بیکیا ☆ حاجی حبیب داؤد جہ گمڑا اور دوسرے رشتے دار۔

اس نئی فرم کا نام تھا "سیٹھ محمد حاجی غنی" اور یہ کلکتہ کے ایک بھرپور آبادی والے علاقے "امرتا" میں قائم کی گئی تھی۔

بانٹوا میں نیا گھر: اس وقت تک سیٹھ محمد بانٹوا کی انجلی اسٹریٹ میں رہتے تھے۔ 1932ء میں ان کا نیا مکان بن کر تیار ہوگیا جو بانٹوا کے نیو پول ایریا میں واقع تھا۔ چنانچہ وہ اپنے نئے گھر میں شفٹ ہوگئے انہوں نے اپنا آفس اپنے اس گھر میں ہی قائم کرلیا جہاں بیٹھ کر وہ انڈیا کے مختلف حصوں میں اور انڈیا سے باہر قائم اپنی کاروباری فرم کی تمام شاخوں کی نگرانی کرتے تھے اور اسی جگہ سے انہوں نے اپنے وسیع و عریض کاروبار کے انتظامی فرائض انجام دینے شروع کردیے۔ یہ بزنس وقت کے ساتھ ساتھ خوب وسعت پاتا جارہا تھا۔ پھر ان کی فرم میں دوسرے پارٹنرز بھی شامل کرلیے گئے جن میں ان کے بھائی شکور حاجی غنی اور اے رحمٰن حاجی کریم بیکیا (داماد) کے علاوہ ان کے بڑے انکل جناب محمد میاں بھی شامل تھے۔ یہ پارٹنرشپ 1938ء میں ختم ہوگئی۔ جناب اے رحمٰن حاجی کریم بیکیا 1938ء میں انتقال کرگئے تھے۔

قائداعظم کی بانٹوا آمد: 1940ء میں سیٹھ محمد حاجی غنی کی عمر 69 برس تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب قائداعظم نے بانٹوا کو اپنے وجود سے رونق دی۔ وہ مسلم لیگ پریس فنڈ جمع کرنے کی غرض سے اس شہر میں تشریف لائے تھے۔ بانٹوا نے قائداعظم کا پرجوش اور فقیدالمثال استقبال کیا اور ان کی زبردست آؤبھگت کی مگر اس موقع پر سیٹھ محمد حاجی غنی کو تیز بخار تھا جس کے باعث وہ اس اہم موقع پر بھی اپنے گھر سے باہر نہیں جاسکے۔

قائداعظم جب خود چل کر ان کے پاس آئے: یہ سہ پہر کے تین یا چار بجے کا وقت تھا کہ سیٹھ محمد حاجی غنی سر پر سبز مخملی ٹوپی اوڑھے اپنے جسم کے گرد ایک شال لپیٹے اپنے گھر کے آفس میں روئی کے گدے پر ایسے بیٹھے تھے کہ انہوں نے تکیے کا سہارا لے رکھا تھا۔ اس موقع پر ان کے آفس میں ایک شخص روزمرہ کے رجسٹر اور حساب کتاب کے منیجر کے ساتھ موجود تھا۔ ایک اور ملازم کے علاوہ ان کا نواسہ عزیز بیکیا

بھی دفتر میں بیٹھا تھا۔ ایسے میں ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا اور اس نے سیٹھ صاحب کو بتایا کہ مہمان آرہے ہیں۔ وہ سب تین چوپہیوں میں سوار ہیں اور یہ کہ ان میں جناح صاحب بھی شامل ہیں۔ چنانچہ یہ خبر سنتے ہی سیٹھ محمد نے خود کو سنبھالا اور معزز مہمان کے استقبال کے لئے تیار ہو گئے۔

اس دوران سیٹھ آدم ان کے دروازے پر نمودار ہوئے اور سیدھے ان کی طرف آئے۔ قائداعظم محمد علی جناح بھی ان کے ساتھ تھے۔ جناب کھتری اسمعیل ابراہیم چندریگر، جناب محمد عثمان عیسیٰ بھائی میمن وکیل اور دوسرے ساتھی ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ اس موقع پر سیٹھ محمد حاجی غنی بہت زیادہ جذباتی ہو گئے۔ انہوں نے جناح صاحب سے عاجزی سے درخواست کی کہ ان کے پاس اس گدے پر ہی بیٹھ جائیں جس پر وہ خود بیٹھے تھے۔ قائداعظم فوراً گدے کے سرے پر بیٹھ گئے اور پھر نہایت ملائم اور شیریں لہجے میں ان سے کہا ”میں یہاں بالکل ٹھیک ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔“

قائداعظم کا شفیق رویہ : بلاشبہ یہ ایک نہایت نادر اور تاریخی موقع تھا۔ یہ اس دھرتی کے ایک بیٹے کی حوصلہ افزائی تھی۔ بانٹوا کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہوا تھا کہ اس نے بانی پاکستان کو عزت وتکریم سے نوازا تھا اور یہ عظیم شخصیت اس دھرتی کے ایک بیٹے کی درخواست پر اس کے قریب گدے پر بیٹھی اس سے گفتگو کر رہی تھی۔ اس موقع پر ایک اور ناپ کے مسلم لیگی لیڈر اور تحریک آزادی پاک و ہند کے چیمپئن جناب کھتری اسمعیل ابراہیم چندریگر بھی ان کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ وہ درحقیقت احمد آباد کے رہنے والے تھے جو قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے تھے۔ بعد میں وہ پاکستان کے وزیراعظم بھی بنے تھے۔ آدم سیٹھ اور دیگر مہمانان گرامی بھی اپنی اپنی پسند اور آسانی کے مطابق وہاں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ معزز مہمانوں کے پرجوش استقبال کے بعد اور ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرنے کے بعد مہمان ایک دم اصل موضوع پر آ گئے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے سیٹھ محمد حاجی غنی کے سامنے مسلم لیگ پریس فنڈ کی بات کی اور انہیں بتایا کہ وہ اس کے لئے فنڈ جمع کرنے کی مہم پر نکلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت سیٹھ محمد دوسرے سیٹھوں کے مقابلے میں کم دولت مند تھے پھر بھی انہوں نے ان تمام سیٹھوں کے مجموعی انفرادی عطیات کے مقابلے میں نصف کے قریب عطیہ دینے کا اعلان کیا۔ اس موقع پر قائداعظم محمد علی جناح صاحب نے کہا:

”فراخ دل اور فیاض وہ نہیں ہے جس کے پاس ڈھیروں دولت ہے بلکہ فیاض اور فراخ دل تو وہ ہے جو کشادہ دل اور کشادہ ذہن کا مالک ہے۔ وہ کشادہ ذہنی سے سوچتا اور غور وفکر کرتا ہے۔ میں کبھی بن بلائے کسی راجہ یا مہاراجہ کے پاس نہیں جاتا اور نہ بغیر بلائے گورنر یا وائسرائے کے پاس جاتا ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں آپ کی دہلیز پر آیا ہوں لہٰذا جو رقم دوسرے سیٹھوں نے عطیے میں دی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اتنی ہی رقم آپ بھی ہمیں دیں، اس سے زیادہ نہیں۔“

قائد کے تاریخی الفاظ : اس موقع پر آدم سیٹھ نے بھی قائداعظم کے خیال کی تائید کی۔ سیٹھ محمد مسلمان قوم کے اس عظیم اور محبوب لیڈر کی خواہش اور فرمائش کو رد نہ کر سکے اور انہوں نے قائداعظم کے حکم کے مطابق عطیہ دینے پر آمادگی ظاہر کر دی اور اس طرح یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ ان کے گھر سے باہر آتے ہوئے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کھتری اسمعیل ابراہیم چندریگر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

”حالانکہ ان کی بینائی ضائع ہوچکی ہے جو بلاشبہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔اس کے باوجود یہ جس طرح اپنے وسیع و عریض کاروبار کی دیکھ بھال، نگرانی اور اس کی انتظام کاری کررہے ہیں، بلاشبہ یہ کام کسی بھی طرح ہرکولیس کے کام سے کم نہیں ہے۔

آج میں بے حد خوش ہوں کہ میری ملاقات صحیح معنوں میں ایک جینئس سے ہوئی ہے۔“

ایک آئل کنگ : 1947ء تک سیٹھ محمد حاجی غنی کی فرم کی بمبئی، کلکتہ، مدراس، کولمبو، سنگاپور اور رنگون میں لگ بھگ 20 برانچیں قائم ہوچکی تھیں۔ وہ تیل کی تجارت کرتے تھے اور بڑے پیمانے پر تیل کی نقل وحمل بھی کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ”آئل کنگ“ کہلائے۔ حالانکہ وہ نابینا تھے، اس کے باوجود تمام تجارتی شاخوں سے ان کا تعلق اور رابطہ شاندار تھا۔ ان کے بھائی نے کتنا اسٹاک روانہ کیا یا بیچا اور خریداری کے لئے کتنے آرڈرز حاصل کیے، اس سب کی سیٹھ محمد کو پوری خبر رہتی تھی۔ وہ اپنے بھائی کی تمام کاروباری ڈیلنگ اور لین دین سے اچھی طرح واقف تھے۔ تمام سودوں کا ریکارڈ ان کے بانٹوا کے مرکزی آفس میں رکھا جاتا تھا۔ ان کا سارا بزنس اور کاروبار ٹیلی گرامز کے ذریعے چلتا تھا۔ پورے بانٹوا میں ان کی فرم وہ واحد فرم تھی جو ہر قسم کے کاروباری رابطے اور تعلق کے لئے ٹیلی گرام استعمال کرتی تھی۔

پاکستان ھجرت : 1947ء کے اختتام پر جب سیٹھ محمد غنی کی عمر قریب 76 سال کے لگ بھگ تھی تو وہ بھی ہجرت کرکے پاکستان چلے آئے اور کراچی میں آباد ہوگئے۔ اس شہر کے ایک علاقے میٹھادر میں انہوں نے مستقل رہائش اختیار کی۔

وفات : پاکستان آمد کے صرف ایک سال بعد یعنی 1948ء میں ہی وہ وفات پاگئے۔ ان کی اولادوں میں سے عمر سیٹھ بھی انہی کی طرح میٹھادر کراچی میں قیام پذیر ہوئے۔ وہ ادب (لٹریچر) کے گرویدہ تھے اس لیے ادب کا مطالعہ کرتے رہے۔ بعد میں انہوں نے ایک بڑی لائبریری قائم کی جس میں ہزاروں کتابیں تھیں۔ ان میں گجراتی، اردو، عربی اور انگریزی زبان کی کتابیں شامل تھیں۔ ان کا اسٹڈی روم ہر وقت آنے والے مہمانوں سے بھرا رہتا تھا۔ ان دونوں معروف مذہبی اسکالر مولانا احتشام الحق تھانوی، ریڈیو پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل جناب زیڈ اے بخاری اور دیگر راہ نما، مصنفین (رائٹرز) شعراء اور دانشور بھی ان سے ملنے کے لئے پابندی سے آتے تھے۔ جناب ستار سیٹھ ہماری تجارت اور ٹریڈ کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے تھے۔ اقبال سلک ملز پاکستان کی بڑی اور مشہور ملز میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کے چھ ارکان میں جناب سلیمان، محترمہ حاجیانی زلیخا بائی، محترمہ حاجیانی حوا بائی اور محترمہ حاجیانی عائشہ بائی شامل ہیں۔

حدیث رسول ﷺ

”اگر کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے جس سے انسان، چرند، پرند روزی حاصل کرتے ہیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

قومی نغمہ

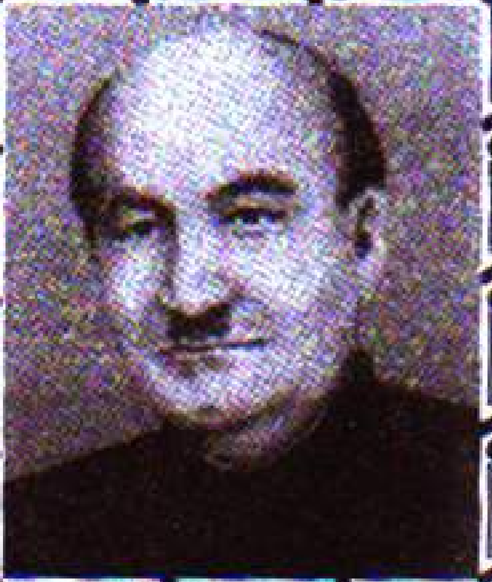

جوش ملیح آبادی

جوش ملیح آبادی (1982 - 1898ء) اصل نام شبیر حسن خان اردو کے قادرالکلام عظیم شعراء میں سے ہیں اور ان کو اردو زبان کے محسنوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بقول جناب پروفیسر سحر انصاری وہ اپنے سلسلۂ فن کے آخری نمائندہ شاعر تھے۔ جوش ملیح آبادی نے اگرچہ تمام اصناف شعری میں طبع آزمائی کی لیکن اردو نظم کی روایت کو انہوں نے اپنے اظہار و بیان سے فروغ بھی دیا اور مستحکم بھی کیا۔ ان کے شعری مجموعوں کی تعداد تیس 30 سے زائد ہے۔ نثر میں بھی یادوں کی برات کے علاوہ ان کی کئی تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ جوش ملیح آبادی انقلابی فکر کے نمائندہ شاعر تھے۔ انہوں نے متعدد [illegible] نظمیں لکھیں جو عوام و خواص میں مقبول ہوئیں۔ فلموں کے لیے بھی گیت لکھے مگر ان کا ایک قومی نغمہ اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں آج بھی جوش و ولولہ اور قومی حمیت کو بیدار کرنے کے حوالے سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ نغمہ جوش ملیح آبادی نے فلم آگ کا دریا کے لیے لکھا تھا اور معروف گلوکار مسعود رانا اور ہمنواؤں کی آواز میں ریکارڈ ہوا تھا۔

اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں

اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں
زندگی ہوش میں ہے جوش ہے ایمانوں میں

دل عشاق کی مانند یہ تپتے صحرا
یہ چٹکتے ہوئے جنگل یہ تھرکتے میداں
یہ پہاڑوں کی گھٹاؤں میں جوانی کی اٹھان
یہ مچلتے ہوئے دریاؤں میں انگڑائی کی شان
کتنے روشن ہیں دیے تیرے شبستانوں میں
اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں

تیرے مزدور کی آنکھوں کے شرارے لے کر
تیرے دہقان کے ماتھے کے ستارے لے کر
چاندنی بوئیں گے جھلسے ہوئے میدانوں میں
اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں

ہم تجھے آگ کا دریا نہیں بننے دیں گے
ظلم و نفرت کا تماشا نہیں بننے دیں گے
تجھ کو ڈھالیں گے محبت کے گلستانوں میں
اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں
زندگی ہوش میں ہے جوش ہے ایمانوں میں
اے وطن ہم ہیں تری شمع کے پروانوں میں

قومی نغمہ

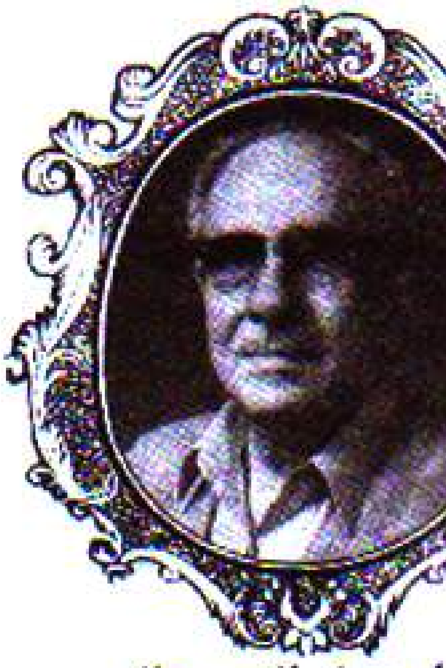

مرزا جمیل الدین عالی

مرزا جمیل الدین عالی (1926ء) دہلی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اردو نظم اور نثر میں بھرپور تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ انکم ٹیکس اور بینکنگ کے شعبہ میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ادبی منظر پر گزشتہ 65 سال تک فعال رہے۔ پاکستان رائٹرگلڈ کے عرصہ تک سیکریٹری جنرل اور پھر نیشنل پریس ٹرسٹ کے سیکریٹری رہے۔ انجمن ترقی اردو کے تاحیات اعزازی سیکریٹری رہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری اعزازات سے نوازے گئے۔ بقول جناب ڈاکٹر فرمان فتح پوری بحیثیت شاعر ان کی شہرت پاک و ہند تک ہی محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیل چکی تھی۔ شاعری اور نثر میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ جن میں ان کے سفرنامے اور مختلف کتابوں پر لکھے گئے مقدمات کے مجموعے بھی شامل ہیں۔ ان کے لکھے ہوئے ایک قومی نغمے جیوے جیوے پاکستان کو اندرون ملک اور بین الاقوامی حلقوں میں بے حد شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ نغمہ ابتدا مشرقی پاکستان کی گلوکارہ شہناز بیگم کی آواز میں ریکارڈ ہوا تھا جسے بعد میں متعدد گلوکاروں نے اپنی آواز میں ریکارڈ کرایا۔

جیوے جیوے پاکستان، جیوے پاکستان

جیوے جیوے پاکستان، جیوے پاکستان
پاکستان، پاکستان جیوے پاکستان
جیوے، جیوے، جیوے پاکستان
من پنچھی جب پنکھ ہلائے کیا کیا سر بکھرائے
سننے والے سنیں تو ان میں ایک ہی دھن لہرائے
پاکستان، پاکستان، جیوے پاکستان
جیوے، جیوے، جیوے پاکستان
بکھرے ہوؤں کو بچھڑے ہوؤں کو اک مرکز پر لایا
کتنے ستاروں کے جھرمٹ میں سورج بن کر آیا
پاکستان، پاکستان، جیوے پاکستان
جیوے، جیوے، جیوے پاکستان
جھیل گئے دکھ جھیلنے والے اب ہے کام ہمارا
ایک رکھیں گے ایک رہے گا، ایک ہے نام ہمارا
پاکستان، پاکستان، جیوے پاکستان
جیوے، جیوے، جیوے پاکستان
جیوے جیوے پاکستان، جیوے پاکستان
پاکستان، پاکستان، جیوے پاکستان
جیوے، جیوے، جیوے پاکستان

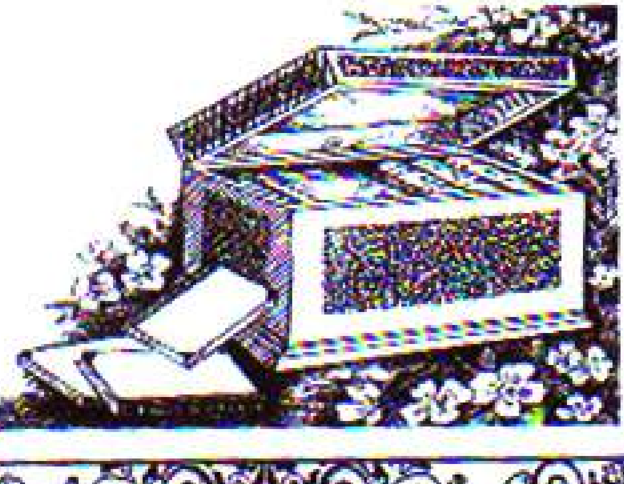

تاریخ کا سنہرا اور تابناک باب

اوراقِ گم گشتہ

تحریک پاکستان میں بانٹوا میمن برادری کا کردار

سینئر اور ریسرچ اسکالر تاریخ و ثقافت کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

یوں تو قیامِ پاکستان کے لئے برصغیر کے ہر مسلمان نے جدوجہد کی۔ گھروں کے اندر، گھروں کے باہر، کھیلوں کے میدانوں میں، مدرسوں اور کالجوں میں، فرنگیوں کی سنگینوں کے آگے اور تلواروں کے چھاؤں میں غرض کوئی میدان ایسا نہ تھا جہاں برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں اور مال کا نذرانہ پیش نہ کیا ہو۔ ہر نسل اور ہر زبان کے لوگوں نے قیامِ پاکستان کے لئے جدوجہد اس لئے کی کہ وہ ایک اللہ کو مانتے تھے اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھتے تھے۔ چنانچہ دیگر زبانیں بولنے والوں کی طرح گجراتی زبان بولنے والے مسلم بھائیوں نے بھی پاکستان کے قیام میں جو مثالی کردار ادا کیا اور اپنی جانوں اور مال و متاع کا جو نذرانہ پیش کیا اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہماری نئی نسل تو اہلِ گجرات اور ریاست کچھ کاٹھیاواڑ کی جدوجہد سے واقف ہی نہیں ہے۔

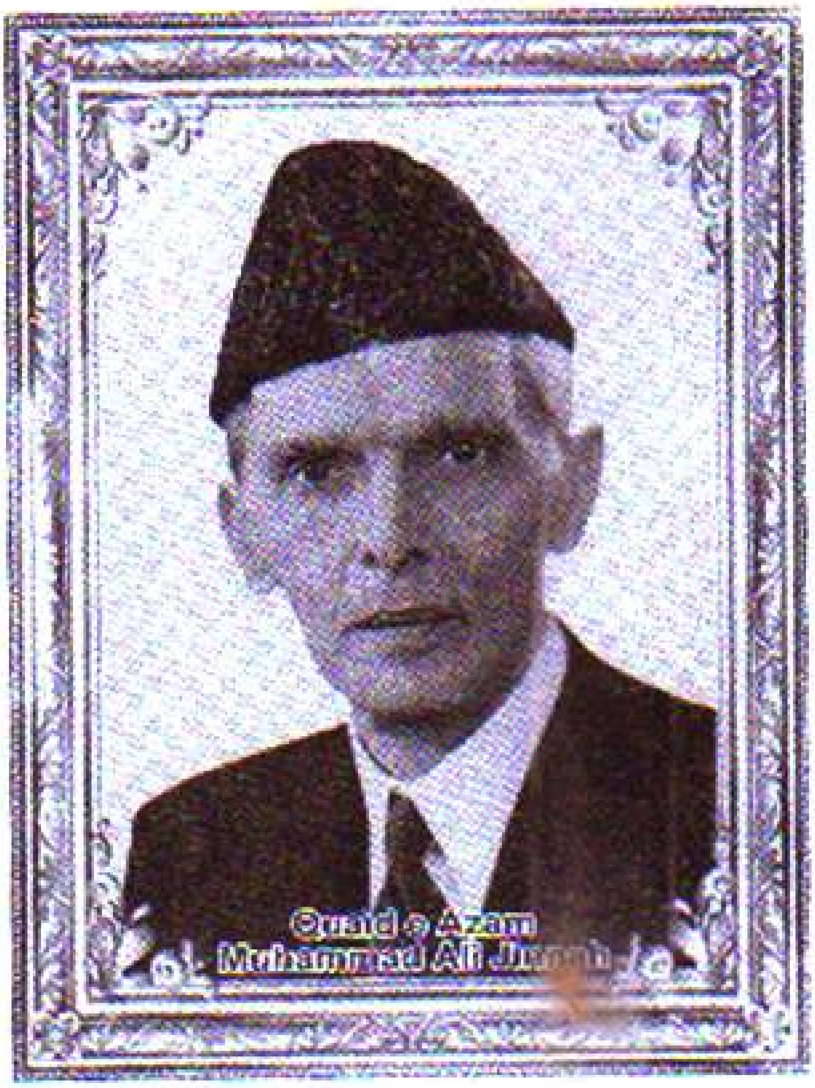

بانٹوا میمن برادری کا کردار: گجراتی زبان بولنے والوں میں ایک محبِ وطن بانٹوا میمن برادری بھی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قیامِ پاکستان کے بعد بانٹوا کے مسلمانوں نے [illegible] تو بے جا نہ ہوگا۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے بانٹوا شہر کو ہندوستان کی دلہن نگری کہا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ چھوٹا سا شہر جو تجارتی اہمیت کا حامل تھا اس لحاظ سے بے حد اہم تھی کہ ہندوستان کے چیدہ چیدہ صنعت کار، تاجر اور سوداگر بانٹوا میں ہی آباد تھے۔ یہ حضرات اپنی تجارتی سوجھ بوجھ اور سوداگرانہ لیاقت کی بنا پر سارے ملک کی توجہ کا مرکز

بن چکے تھے۔ بانٹوا ہندوستان کی تجارت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی تجارت ملک کی حدوں سے نکل کر دوسرے ملکوں تک جا پہنچی تھی اور بانٹوا ہر دوسری اقوام کے لیے اجنبی نہ رہا تھا۔ غیر ملکی قومیں اہل بانٹوا کو بڑی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتی تھیں۔

بانٹوا کے بڑے لوگ : بانٹوا میں آزادی سے پہلے کے صاحب ثروت حضرات میں کئی خاندان بھی شامل تھے۔ سیٹھ حسین قاسم دادا کی 128 کروڑ روپے کی غیر منقولہ جائیداد بانٹوا میں ہی تھی۔ اس خاندان کی ہندوستان میں 102 کاروباری (تجارتی) شاخیں تھیں جن میں سے دس کے سوا باقی سب ہندوستان میں تھیں۔ اس کے علاوہ مختلف بینکوں اور صنعتی اداروں میں دادا فیملی کے پچاس لاکھ روپے نقد اور حصص بھی تھے۔ دادا خاندان کو پاکستان کے قیام کے بعد ان کی ساری املاک اور اثاثوں کا معاوضہ نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے سرکردہ خاندانوں کی بھی کروڑوں روپے کی جائیداد، نقدی، تجارتی سامان، اثاثے اور حصص ہندوستان میں ہی ضبط ہو گئے۔

وہ سب جانتے تھے ! بانٹوا کے مسلمان یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر ان لوگوں نے پاکستان کے قیام کی تحریک میں ساتھ دیا تو وہ اپنی تجارت سے محروم ہو جائیں گے۔ ان کی وہ دولت، جائیداد اور اثاثے ضبط ہو جائیں گے جو ان کے بزرگوں نے صدیوں کی محنت کے بعد

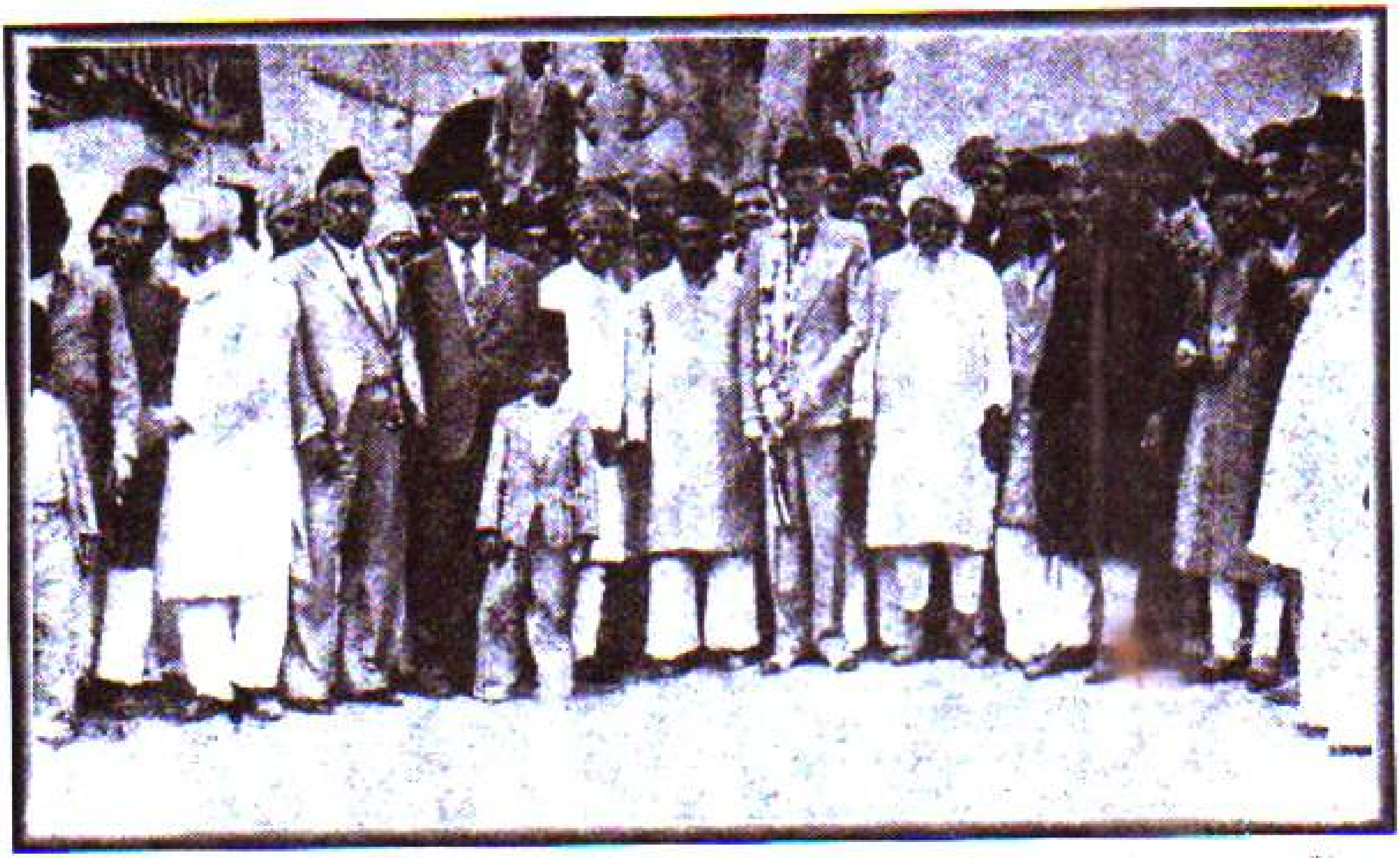

قائداعظم پریس فنڈز کے سلسلے میں کھتری اسمعیل ابراہیم چندریگر اور عثمان عیسٰی بھائی میمن کے ہمراہ جب 24 جنوری 1940ء کو بانٹوا تشریف لائے۔ اس موقع پر بانٹوا کے تاجران، رہنماؤں، سماجی کارکنان کا لیا گیا گروپ فوٹو۔

حاصل کیے تھے۔ مگر سب کے سب وہ مسلمان تھے۔ جذبہ اخوت اور اسلامی محبت سے سرشار انہوں نے ان دو دی چیزوں کی قطعی طور پر کوئی پرواہ نہ کی اور تحریک آزادی پاکستان میں اس زور و شور سے حصہ لیا۔

قائد کا استقبال : 24 جنوری 1940ء میں قائداعظم جب دھن تمری بانٹوا تشریف لائے تو اہل بانٹوا نے ان کا ایسا شاندار خیر مقدم کیا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔ سارا شہر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ لوگوں میں ایسا جوش و خروش بانٹوا نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اہل بانٹوا نے اپنے قائد کو اپنی بھرپور اور مکمل حمایت کا یقین دلایا اور قائداعظم پر غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ ان کی خدمت میں لیگ فنڈ کے لئے 35 لاکھ روپے کی خطیر رقم بھی پیش کی۔ قائداعظم کو بانٹوا نے 21 توپوں کی سلامی لیتے بھی دیکھا۔

بانٹوا کی تباہی : بانٹوا میں بے شمار لکھ پتی تاجر تھے جن کے کاروبار ملک کے طول و عرض میں تو پھیلے ہوئے تھے ہی، ملک سے باہر بھی تھے۔ ان سب تاجروں کو اپنی املاک گنوانی (محروم) پڑیں۔ تجارتی گھرانے، جاہ و جلال اور شان و شوکت والا شہر بانٹوا ویران ہو گیا۔ اس کے رہنے والے مسلمانوں کو اسلام سے محبت کی پاداش میں ترک وطن کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ 1947ء سے پہلے کا پیرس (دھن تمری شہر) اجڑ گیا تھا۔ ہندوستان کی حکومت نے پرانے بانٹوا کو مکمل طور پر منہدم کرا دیا۔ گویا وہاں سے میمن مسلمانوں کی ایک ایک یاد اور ایک ایک نشانی کو مٹا ڈالی

بانٹوا میں مسلم لیگ فنڈ ریزنگ کے موقع پر سیٹھ صدیق داؤد، سیٹھ سلیمان پیر محمد دیوان اور سیٹھ حاجی حبیب کلکتہ والا کا قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ یادگاری گروپ فوٹو

جاتے تھے۔ بانٹوا کے بزرگوں سیٹھ حسین قاسم دادا، سیٹھ حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا، سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا، سیٹھ احمد داؤد اور دیگر بے شمار حضرات کے بنگلوں اور مکانات کو کھنڈر کر دیا گیا۔ خوبصورت و آراستہ بنگلوں کے قیمتی ٹائل تک اکھاڑ دیے گئے کہ کہیں ان کے نیچے سونا چاندی نہ چھپا ہو۔ غرض بانٹوا میں پاکستان بننے کے بعد جو بربادی ہوئی اور بانٹوا کے مسلمان میمنوں نے جو دکھ اٹھائے جو مصیبتیں اور مشکلات جھیلیں ان کو اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو کئی صفحات درکار ہوں گے۔

سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا کی رحلت: سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا کی سماجی، فلاحی اور قومی خدمات بھی فراموش نہیں کی جا سکیں گی۔ مسلم لیگ کی ہر تحریک اور آزادی پاکستان کی جدوجہد میں انہوں نے جس طرح عملی اور مالی تعاون کیا وہ پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ 24 جنوری 1940ء کو قائداعظم کاٹھیاواڑ کے دورے کے دوران جب بانٹوا تشریف لائے تھے تو ان کا فقید المثال استقبال کیا گیا تھا۔ اس کا سہرا سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق ہی کے سر جاتا ہے۔ قائداعظم کو جو سپاس نامہ پیش کیا گیا اسے پڑھنے کا اعزاز بھی آپ ہی کو حاصل ہوا تھا۔ صدر استقبالیہ کمیٹی کی حیثیت سے آپ نے اس وقت جو پرجوش تقریر کی وہ بھی بھلائی نہیں جا سکتی۔

سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا: سیٹھ حاجی آدم پیر محمد اسحاق جانگڑا کے علاوہ بانٹوا کی ایک اور معزز قابل احترام شخصیت سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا (مرحوم) کی تھی۔ مرحوم نے کاروباری میدان میں اپنی مہارت کا لوہا منوایا اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت بھی کی۔ سیاسی میدان میں بھی سیٹھ صاحب پیش پیش رہے۔ بانٹوا شہر کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے انہوں نے جس قدر جدوجہد کی اسے بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قراردادیں پیش کیں۔ ان اجلاسوں میں وہ بانٹوا کے [illegible] کی بھی [illegible]

کرتے تھے اور اس مسئلے پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ ان کو ہم خیال بنانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔

بانٹوا شہر میں قائداعظم کی تشریف آوری کے موقع پر "مسلم لیگ پریس فنڈ" کے لیے رقم جمع کرنے میں جو محنت و مشقت آپ نے کی اور فنڈ کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم اکٹھی کرنے کے لیے جو جدوجہد کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ مرحوم سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد کلکتہ والا ایک بہت عظیم انسان اور بہت کامیاب تاجر تھے۔ بے انتہا دولت کے مالک ہونے کے باوجود آپ کو کبھی نام و نمود کا شوق نہیں رہا۔ وہ نمائشی سرگرمیوں سے دور ہی رہے اور سادگی سے لوگوں کی خدمت انجام دیتے رہے۔ سیٹھ حاجی حبیب نے اپنے مرحوم والد حاجی پیر محمد کی جانب سے تشکیل شدہ ٹرسٹ کی جانب کی خطیر رقم سے بانٹوا شہر میں جدید طبی ساز و سامان سے آراستہ ایک جدید اسپتال قائم کیا تھا جس کا افتتاح قائداعظم کے دست مبارک سے کیا گیا تھا۔

سیٹھ حسین قاسم دادا : اپنی قوم اور پاکستان کی شان کو بڑھانے اس کی کایا پلٹنے اس میں نئی روح پھونکنے والی ایک شخصیت سیٹھ حسین قاسم دادا (مرحوم) کی ہے۔ جس وقت برصغیر پاک و ہند کی تقسیم ہوئی اور نام نہاد عارضی حکومت نے ریاست جونا گڑھ پر ناجائز قبضہ کیا تو

بانٹوا کے قابل احترام شخصیات کی یادگار تصاویر

سیٹھ حاجی آدم حسین قاسم دادا (مرحوم)

سیٹھ حاجی پیر محمد (مرحوم)

تصاویر بشکریہ : عبدالرزاق تھاپلا والا (مرحوم)۔ نیٹ سے لی گئی

بانٹوا کے ہندوؤں نے اس وقت ایک طویل جلوس نکالا اور شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر مسلمان میمن تاجروں کے دل دکھانے والے قابل اعتراض نعرے لکھ کر لگائے۔ ہندوؤں کو اس گھٹیا حرکت پر بھی چین نہ آیا تو انہوں نے بانٹوا جیل کے قریب چوک پر پرچم کشائی کی رسم ادا کرنے کی تقریب منعقد کی اور شہر کی سرکردہ اور متمول شخصیتوں کو اس موقع پر زبردستی لا کھڑا کیا اور بھارت کے ترنگے جھنڈے کو سلام پیش کرنے کو کہا۔ اس موقع پر حسین سیٹھ نے نہایت جرات مندی سے جواب دیا:

''ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان کا سر صرف اللہ تعالیٰ کے آگے ہی جھک سکتا ہے۔''

سیٹھ حسین قاسم دادا کے اس دلیرانہ جواب پر حاضرین میں سناٹا چھا گیا اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں میں بھی ہمت پیدا ہوئی اور کسی نے بھی جھنڈے کو سلامی نہیں دی اور جلسہ ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ صرف میمن قوم کے لئے نہیں بلکہ پاک و ہند کے تمام مسلمانوں کے لئے قابل فخر ہے۔ سیٹھ حسین قاسم دادا نے کراچی میں 4 اکتوبر 1956ء کو حسینی یتیم خانے (موجودہ حسینی دارالاطفال) کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ یتیم خانہ اس وقت دس لاکھ روپے کی خطیر رقم سے تعمیر کیا گیا تھا جس میں آج بھی بے شمار لاوارث بچے اور بچیاں پرورش پا رہے ہیں۔

بانٹوا میں قائد کا قیام اور استقبال : جب قائداعظم 24 جنوری 1940ء کو بانٹوا تشریف لائے تھے اس وقت آپ نے محترم حسین قاسم دادا کے بنگلے پر قیام کیا تھا۔ قائد محترم کو ظہرانہ دیا گیا۔ ظہرانے کے وقت میز پر کھانے کی میز پر ماناودر کے جناب غلام محی الدین سمیت بانٹوا کے دربار جناب شیر جنگ خان، بانٹوا کے دیوان جناب مدنی، ماناودر کے ایجنٹ جناب محمد بھائی جناب مولوی صالح محمد وکیل کے علاوہ سیٹھ صاحبان اور دوسرے چوٹی کے مخیر اور سرکردہ رہنما سیٹھ حسین قاسم دادا، سیٹھ حاجی حبیب، سیٹھ آدم حاجی پیر محمد اسحاق، سیٹھ اسمٰعیل حسین قاسم دادا، سیٹھ رحمت اللہ حاجی ابراہیم الایا، جناب قاسم دادا، جناب صالح محمد دادا، سیٹھ عبدالغنی حاجی حبیب، جناب محمد، جناب آئی آئی چندریگر، جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن وکیل اور دیگر صاحبان بھی قائداعظم کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

قائداعظم آئے۔ اسی روز شام کو بانٹوا کے ''مدرسہ اسلامیہ'' کے وسیع میدان میں انہوں نے پرچم لہرایا۔ اس کے بعد چار گھوڑوں کی روپہلی گاڑی (بگھی) میں ان کا جلوس نکالا۔ قدم قدم پر اور جگہ جگہ ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ عوام نے ان پر پھول برسائے۔ رات کو مدرسہ اسلامیہ کے میدان میں جلسہ عام ہوا۔ اس میں قائداعظم کے ساتھ سیٹھ حاجی حبیب حاجی پیر محمد بیٹھے تھے۔ جلسے کی صدارت سیٹھ حسین قاسم دادا نے کی۔ بانٹوا کی طرف سے سیٹھ آدم پیر محمد اسحاق نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ آپ نے کہا: قائد محترم! ''ہم آپ کی لیڈرشپ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے اشارے پر اپنا جان و مال سب قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اس بات کا آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں۔'' اس کے بعد قائداعظم نے جلسے میں اردو میں تقریر کی۔

کتنا فنڈ جمع ہوا ؟ جلسہ عام کے اختتام کے بعد رات گئے تک پریس فنڈ کے لئے بانٹوا کی سرکردہ شخصیتوں سے گفتگو ہوتی رہی جس کے بعد بانٹوا کی سرکردہ متمول شخصیات جناب حسین قاسم دادا' جناب سیٹھ حاجی حبیب پیر محمد' جناب حاجی آدم حاجی پیر محمد کی طرف سے اپنے طور پر قابل ذکر فنڈ دینے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد فنڈ جمع کرنے کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے حاضرین میں سے ایک کے بعد ایک علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کو بلا کر ان کی حیثیت کے مطابق رقومات ''پریس فنڈ'' کے لئے وصول کی جاتی رہیں۔ قائداعظم اور مسلم لیگ کے کارکنان اس پرخلوص اور یادگار منظر کو دیکھ کر نہایت متاثر ہوئے۔ جناب سیٹھ محمد حاجی غنی کو جو لوگ بلانے گئے تھے انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ ان کو بخار ہو گیا ہے اس لئے وہ

نہیں آ سکتے۔

بینائی سے محروم سیٹھ کا دل : جناب سیٹھ محمد حاجی عبدالغنی بینائی سے پہلے ہی محروم تھے۔ نابینا ہونے کے باوجود کروڑوں کا کاروبار صرف اپنے دماغ سے کیا کرتے تھے۔ ان کی تجارت کی یہ حالت تھی کہ بانٹوا کے دوسرے سب تاجروں کے مقابلے میں ان کا ڈاک وتار کا کام سب سے زیادہ تھا۔ ان کے بخار کے متعلق جب قائد محترم سیٹھ آدم حاجی پیر محمد سے سنا تو قائداعظم کسی اور سے پوچھے بغیر میمن زبان میں بولے: ''چلو ہم ان کے گھر جائیں گے۔''

قائداعظم یہ سن کر کچھ دیر چپ رہے۔ دوسرا کوئی بھی نہ بولا۔ قائداعظم کے چہرے پر سنجیدگی چھاگئی۔ آپ نے فوراً فرمایا۔

''اپنی زندگی میں آج تک میں کسی کے پاس بن بلائے نہیں گیا۔'' یہ کہہ کر قائداعظم کھڑے ہوئے۔ آپ کے ساتھ سب لوگ کھڑے ہوگئے اور آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ ایک کے بعد ایک کاریں قطار میں روانہ ہوئیں اور سب لوگ جناب سیٹھ محمد حاجی غنی کے آنگن (صحن) میں جاکھڑے ہوئے۔ جناب سیٹھ محمد حاجی غنیؒ کو ان لوگوں کے آنے کی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ وہ ایک چارپائی پر سکڑ کر سوئے ہوئے تھے۔ جناب سیٹھ آدم حاجی پیر محمد اسحاق چارپائی کے پاس گئے اور کہا: ''دیکھ محمدؐ آج جناح جیسا آدمی تیرے آنگن میں آیا ہے۔ اس لئے دل کھول کر پریس فنڈ میں اچھی رقم لکھوادے۔''

''یہ سن کر سیٹھ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور چارپائی سے پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ آدم سیٹھ ان کے پیر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور کہا ''بول محمدؐ کیا لکھوانا ہے؟'' (یہ باتیں میمنی زبان میں ہورہی تھیں)

''او پر بیٹھو آدم سیٹھ اوپر! ارے اس طرح نیچے کیوں بیٹھے ہو اور وہ بھی میرے پیر پکڑ کر؟''

''تم تو راجہ آدم ہو راجہ آدمی۔'' آدم سیٹھ نے کہا۔ (یہ بانٹوا کے ان دونوں چوٹی کے مالدار اور شاہ سوداگروں کی باتیں تھیں)

ان کی سادگی دیکھ کر اور خاص طور پر آدم سیٹھ کی سوالیہ نشان جیسی صورت دیکھ کر قائداعظم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر قائداعظم ہنسے اور خوب ہنسے اور زوردار آواز سے ہنسے۔

بانٹوا کے لوگ پاکستان کیوں آئے ؟ انہوں نے اس ملک کو مستحکم کیا : بانٹوا اور ریاست کاٹھیاواڑ کے میمن اور گجراتی تاجر صاحبان جب تباہ و برباد ہوگئے تو اپنی مہارت اور بچا کھچا سرمایہ لے کر وہ اس نوزائیدہ مملکت کو سہارا دینے پاکستان چلے آئے۔ یہاں آتے ہی انہوں نے ہندو تاجروں، سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے چھوڑے ہوئے کام کو بڑی خوبی اور مہارت سے سنبھال لیا اور مختصر عرصے میں ہی انہوں نے نہ صرف پاکستان کی معیشت اور صنعت کو مستحکم کیا بلکہ اپنی اس ساکھ کو بھی دوبارہ حاصل کر لیا جو ان سے چھن چکی تھی۔ پاکستان بالخصوص سندھ میں انگریزوں اور ہندوؤں نے جو تجارتی خلا پیدا کردیا تھا اسے میمن اور گجراتی تاجروں نے بڑی آسانی سے پر کردیا اور اس سے بھی اہم کام انہوں نے یہ کیا کہ بین الاقوامی تجارتی اور کاروباری روابط بروئے کار لاکر پاکستان کے ساتھ دیگر قوموں کے رشتوں اور روابط کو از سر نو قائم کیا اور پاکستان کا شمار جلد ہی تجارتی اور صنعتی ملکوں میں ہونے لگا۔

پاکستان میں مقام : میمنوں نے اور دیگر گجراتی مسلمانوں نے پاکستان میں تجارت، صنعت، تعلیم اور فلاح و بہبود کے شعبوں میں اپنی مہارت کا لوہا منوایا ہے۔ امن پسند، محب وطن، تجارت پیشہ، ہم دوست، درد مند غرض کون سی خوبی ہے جو میمنوں، گجراتی برادری، بوہری

برادری، اسمعلیہ برادری اور کھتری برادری وغیرہ میں موجود نہیں۔ ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے لوگ انہیں بڑی عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھا۔ ہاں ایک اہم بات کا تذکرہ تو رہ ہی گیا۔ ہندوستان سے جو مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے انہوں نے اپنی جائیداد اور املاک کے بدلے میں جو وہ ہندوستان میں چھوڑ آئے تھے حکومت پاکستان سے جائیدادیں حاصل کی تھیں۔ مگر بانٹوا کے میمنوں نے نوزائیدہ مملکت سے اپنی آبادکاری یا امداد کا کوئی مطالبہ نہیں کیا بلکہ دوسرے بدحال مہاجرین کی دل کھول کر سپورٹ کی۔ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں وہ حکومت سے بھی کسی امداد کے طالب نہیں ہوئے، انھوں نے تو صرف نجی وسائل، ذاتی محنت اور خوبیوں سے بے شمار فخریہ کام انجام دے کر میمن برادری کا اور پاکستان کا نام ہمیشہ بلند کیا۔ آج بانٹوا میمن برادری میں مخلص رہنماؤں اور کارکنوں کی کمی نہیں جو صرف اللہ کی رضا کی خاطر یہ کام انجام دے رہے ہیں جن میں سرفہرست بانٹوا کی ایک اہم، معتبر اور قابل احترام شخصیت عبدالستار ایدھی (مرحوم) اور محترمہ خدیجہ حاجیانی (مرحومہ) کی بھی ہے۔

کتابیات (ماخوذات): اس تحقیقی مضمون کی تیاری میں حسب ذیل تصانیف، رسالوں اور مجلوں سے مدد لی گئی ہے۔

1- ''تاریخ کا ایک ورق'' مصنف سراج الدین شیخ (مرحوم)
2- ''القائد'' مصنف یوسف عبدالغنی منڈویا (مرحوم)
3- ''الحاق جوناگڑھ'' مصنف حبیب الکھانی (مرحوم)
4- ''آئینہ پاکستان'' از زاہد حسین انجم
5- ''تخلیق پاکستان اور شاہی ریاستیں'' مصنف: ڈاکٹر سید جمیل الرحمن
6- ''اساس سورٹھ وسندھ'' مصنف گل، ٹھروی (مرحوم)
7- ''تحریک آزادی اور میمن برادری'' مصنف یحیٰ ہاشم باوانی (مرحوم)
8- ''شب چراغ'' از ڈاکٹر راحمد علوی (مرحوم)

رسالہ الکمال بمبئی 1942ء (گجراتی) ہفت روزہ وطن بمبئی 1944ء، میمن سماج 1972ء، میمن بلیٹن 1979ء، ''دی میمن'' اگست 1997ء۔ اس کے علاوہ بانٹوا میمن برادری سے تعلق رکھنے والے بزرگ رہنماؤں سے بھی معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ میں تمام کا شکرگزار ہوں۔

(مطبوعہ: ماہنامہ میمن سماج۔ شمارہ: اگست 1990ء)

قومی لباس

☆ حب الوطنی کی علامت ہے۔ ☆ سادگی کی علامت ہے۔
☆ خوداعتمادی کی علامت ہے۔ ☆ قوم کے رخ کا اندازہ اس کے لباس سے کیا جاتا ہے۔
☆ غیر قومی لباس جسمانی اور ذہنی غلامی کا آئینہ دار ہے۔
☆ غیر قومی لباس احساس کمتری کا آئینہ دار ہے۔
☆ پاکستانی لباس اسلامی طرز کا لباس ہے اسلامی طرز کے لباس کی خصوصیت یہ ہے کہ سر ننگا نہ ہو۔ کرتہ شلوار، ٹوپی، دوپٹہ ستر پوشی اور نظم وضبط کی نشاندہی کرتے ہیں جبکہ ٹائی صلیبی دنیا کا امتیازی نشان ہے۔ شیروانی ہو تو مناسب ہے۔ اگر نہ ہو تو روایات کے منافی نہیں کیونکہ کم آمدنی والے لوگ نہیں بنوا سکتے اور سخت گرمی میں استعمال کرنا مشکل ہے۔

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆ انصاف کی گھڑی برسوں کی عبادت سے بہتر ہے۔
(حضور اکرم ﷺ)

☆ زبان آدمی کو اکثر مصیبت میں پھنسا دیتی ہے۔
(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ زیادہ ہنسنے سے عزت کم ہوتی ہے اور موت سے غفلت ہو جاتی ہے۔
(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے لیکن انسان اپنے اللہ کو نہیں پہچانتا۔
(حضرت عثمان غنیؓ)

☆ ہمیشہ سچ بولو تاکہ تمہیں قسم کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔
(حضرت علیؓ)

☆ سردار بننا چاہتے ہو تو حرمت عمل اور جدوجہد کو اپنا معمول بناؤ۔
(حضرت امام حسینؓ)

☆ اس چیز کے درپے نہ ہو جو تم سمجھ نہیں سکتے یا پا نہیں سکتے۔
(حضرت امام حسنؓ)

☆ انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے غصہ پی جانا افضل ترین عبادت ہے۔
(امام جعفرؒ)

☆ بچوں پر پیار کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔
(مجدد الف ثانیؒ)

☆ انسان ہو کر ایسے کام نہ کرو جس سے انسانیت کا دامن داغدار ہو جائے۔ (حضرت سفیان ثوریؒ)

☆ جو علم کو دنیا کمانے کے لئے استعمال کرتا ہے علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا۔ (حضرت امام ابوحنیفہؒ)

☆ جو زبان قابو میں نہیں رکھتا ندامت اٹھاتا ہے۔ (حکیم لقمان)

☆ میٹھی زبان بے شمار دشمنوں سے بچاتی ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ زبان دراز کی موت خود اس کی زبان میں پنہاں ہے۔
(افلاطون)

☆ کتنے ہی بہادر ہیں جنہیں ان کی زبان نے پچھاڑ دیا۔
(ابن فارس)

☆ اعضائے جسم میں سب سے زیادہ نافرمان زبان ہے۔
(فیثا غورث)

☆ جو شخص دوسروں کے واقعات سے نصیحت حاصل نہیں کرتا دوسرے اس کے واقعات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (بطلیموس)

☆ توبہ انسان کو ہر قصور سے بری کر سکتی ہے۔ (الفردانی)

☆ غصہ اس معلق ہوئی لکڑی کی مانند ہے جو دوسروں کو جلانے سے پہلے غصہ کرنے والے کو جلاتی ہے۔ (ارسطو)

☆ جو چیز بے انصافی سے حاصل ہو وہ زہر کی طرح ہے۔
(گوتم بودھ)

☆ پرانا دوست سب سے بہتر آئینہ ہوتا ہے۔ (وکٹر ہیوگو)

زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے

زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے
اللہ کرے سدا یہ روشنی رہے
دلوں میں کوئی خواب تھا بسا ہوا
نظر میں اک گلاب تھا چھپا ہوا
عجب بہار میں کھلا وہ پھول ماہتاب کا
یہ تازگی یہ زندگی، یہ چاندنی
اللہ کرے سدا یہ چاندنی رہے
زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے

حسیں تر ہو پیرہن بہار کا
بلند تر ہو نام اس دیار کا
یہ راستے سجے رہیں یہ پھول بن کھلے رہیں
یہ مدھ بھری، کلی کلی یہ زندگی
اللہ کرے سدا ہری بھری رہے
زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے

اللہ مہرباں کی یہ نشانیاں
رواں دواں یہ رنگ رنگ بدلیاں
وہ بدلیوں کی اوٹ سے پکارتی ہے کہکشاں
یہ بدلیاں، یہ آسماں یہ کہکشاں
اللہ کرے یہ کہکشاں سجی رہے
زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے

قومی نغمہ

اسد محمد خان

اسد محمد خان (1932ء) معروف شاعر مصور اور کہانی نویس اسد محمد خان ریاست بھوپال میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور پہنچے اور پھر کراچی آگئے۔ اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے آغاز پر مختلف اداروں میں خدمات انجام دیں۔ تخلیقی نثر نگاری اور مختلف بین الاقوامی زبانوں کی تخلیقات کے اردو ترجمے پر عبور حاصل ہے۔ 1956ء میں ریڈیو پاکستان کی بیرونی نشریات کے شعبے سے بطور مترجم وابستہ ہوئے۔ اسد محمد خان ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی لکھی ہوئی متعدد کہانیوں کو جن میں باسودے کی مریم، جنی دادا اور نریدا کو بین الاقوامی قبولیت حاصل ہے۔ تصانیف میں کھڑکی بھر آسمان، برج خموشاں، غصے کی نئی فصل، رکے ہوئے ساون اور ایک ٹکڑا دھوپ کا شامل ہیں۔ اسد محمد خان کے لکھے ہوئے متعدد گیت اور قومی نغمات ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصاً ان کا ایک قومی نغمہ زمیں کی گود رنگ سے امنگ سے بھری رہے خصوصاً ... آج بھی ... وطن کی ایک زندہ آواز کے ... سماعتوں میں گونج رہا ہے۔

احساسِ کمتری تخلیقی صلاحیتوں کو کھا جاتی ہے

ذہنی امراض اور نفسیاتی مسائل مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں، جن کی کوئی نہ کوئی وجہ ضروری ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے کا ہر دوسرا فرد کسی نہ کسی ذہنی مرض میں مبتلا ہے۔ جس میں بہت بڑا ہاتھ معاشی حالات کا بھی ہے۔ ہمارے اطراف بہت سے ذہنی اور نفسیاتی مسائل موجود ہیں جن میں احساسِ کمتری سرِفہرست ہے۔ بدقسمتی سے اس بیماری میں زیادہ تر نوجوان نسل مبتلا ہے۔ احساسِ کمتری کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ احساسِ کمتری صرف یہی نہیں کہ شکل وصورت میں خود کو دوسروں سے کم تر سمجھا جائے بلکہ لباس، گفتگو، علمیت اور امارت وغیرہ اس زمرے میں آجاتے ہیں۔ احساسِ کمتری وہ ذہنی مرض ہے جو کسی فرد میں پیدا ہوجائے تو اس کی پوری زندگی کو متاثر کرکے گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ احساسِ کمتری انسان میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ دوسروں کو خود سے بہتر پاتے ہیں۔

نوجوان اس بیماری میں اس لیے مبتلا ہیں کہ جب وہ کالج یا یونیورسٹی میں جاتے ہیں تو وہاں ہر چیز میں دوسرے نوجوانوں سے مقابلہ کرنے لگتے ہیں۔ اگر دوسرے ان سے آگے نکل جائیں تو وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ احساسِ کمتری میں حسد کا جذبہ بھی شامل ہے مثلاً اگر کوئی پڑھائی میں زیادہ اچھا ہے، کوئی اچھے کپڑے پہنتا ہے، کسی پر دوست اور اساتذہ زیادہ توجہ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب نوجوان یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ اس مقام تک کیوں نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہیں سے احساسِ کمتری جنم لیتا ہے۔ مختلف طریقوں سے اس احساسِ کمتری کو ختم کرنے کے لیے مختلف منفی حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔

احساسِ کمتری میں مبتلا نوجوان یہ مقام حاصل کرسکتا ہے مگر کسی کو نیچا دکھا کر نہیں بلکہ خود میں پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرکے ہم اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں معروف لوگوں نے اپنی معذوری کو کمزوری نہیں بننے دیا بلکہ معاشرے میں ایک مقام بنایا۔ عزت وشہرت حاصل کی۔ مثلاً برطانوی ہوا باز ویم بیدرکی دونوں ٹانگیں حادثے میں کٹ گئیں تو انہیں فضائیہ سے سبکدوش کردیا گیا مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور اپنی مصنوعی ٹانگوں کی مدد سے دوسری جنگِ عظیم میں بہترین لڑاکا پائلٹ کا اعزاز حاصل کیا، یاد رکھیے زندگی ہمیں صرف ایک بار ملتی ہے جس میں ہمیں اپنے ماں باپ کے خوابوں کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے۔ یوں دوسروں کو ہدف بنا کر اپنی تمام صلاحیتیں ان کو نیچا دکھانے میں ضائع کرنے کے بجائے ان صلاحیتوں کے بل پر خود کچھ کریں کہ دنیا آپ جیسا بننے کی خواہش کرے۔ اگر قدرت نے آپ کے اندر کوئی کمی رکھی بھی ہے تو وہ اس کی تلافی بھی کردیتی ہے۔ اگر دنیا آپ کے مخالف کو آپ سے زیادہ عزت اور پیار دیتی ہے تو اس سے حسد نہ کریں اور نہ ہی احساسِ کمتری کا شکار ہوں۔ اس سے وہ گُر سیکھیں جس کے باعث دنیا اس کی گرویدہ بنی ہوئی ہے اور شاید کسی کو اپنا بنانے کے لیے محبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ معروف ماہرِ نفسیات ایڈلر نے اس سے نجات پانے کے لیے چند صورتیں بتائی ہیں۔

- اپنی ذات کا دوسروں سے موازنہ کرنا چھوڑ دیں۔
- بڑا بننے کی اہمیت اور ضرورت کو ترک کردیں۔
- اپنی صلاحیتوں کو نکھاریں۔
- اپنی غلطیوں کا جائزہ لے کر ان کو دور کریں۔
- خود کو نامکمل یا ادھورا سمجھنا چھوڑ دیں۔

احساسِ کمتری کا سب سے بڑا علاج یہی ہے کہ اللہ کی رضا میں راضی ہوجائیں۔ یہ یقین کرلیں کہ جو وہ کرے گا بہتر کرے گا۔ خود سے کمتر کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوازا ہے اور ہم دوسروں کو اعلیٰ دیکھ کر کوششیں کریں کہ ہم بھی ایسے ہوسکیں۔ بس اس کے بعد آپ کا یہ مرض خود چلا جائے گا۔

کورونا وائرس کا مقابلہ قومی عزم اور ہمت سے ممکن ہے

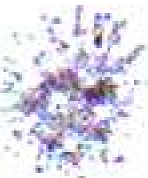

نوول کورونا وائرس

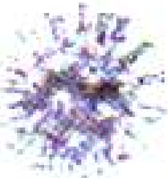

خود کو اور دوسروں کو بچانے کے لئے چند تدابیر

☆ بخار، کھانسی اور سانس لینے میں دشواری کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

☆ کھانسنے یا چھینکنے کے دوران ناک منہ کو ٹشو یا کسی کپڑے سے ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ استعمال کے بعد ٹشو کو مناسب طریقے سے ضائع کریں۔

☆ ہاتھوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

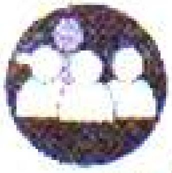

☆ اگر کسی کو نزلہ، زکام ہے تو دوسرے لوگوں سے کم از کم ایک میٹر کے فاصلے پر رہیں۔

☆ گندے ہاتھوں سے آنکھ، ناک یا منہ کو مت چھوئیں۔

☆ اپنی حفاظت کے لئے فیس ماسک استعمال کیا جاسکتا ہے۔

☆ صحیح طریقے سے پکے ہوئے انڈے، مرغی، مچھلی، گوشت سے بیماری پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے۔

لہذا ملک کے ہر شہری اور برادری کو عدم سنجیدگی اور لاپرواہی کو قطعی ترک کرکے بلا تاخیر تمام احتیاطی تدابیر کو قومی فریضہ سمجھتے ہوئے پورے اہتمام سے اختیار اور عمل کرنا چاہیے۔

اگر ہم سب عمل نہیں کریں گے تو قومی یکجہتی کی حقیقی اور پائیدار فضا کا فروغ پانا محال ہوگا۔ اس موذی مرض سے بچنا مشکل ہوگا۔

آیئے ہم اس کورونا وائرس کے خاتمے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں۔

عظمت رفتہ

اوراق گم گشتہ

اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

میمن برادری کا تشخص اجاگر کرنے والا تحقیقی مضمون

ہندوستان اور پاکستان کے میمن
ان کی فلاحی اور سماجی خدمات

ممتاز میمن ریسرچ اسکالر تاریخ وثقافت الحاج احمد عبداللہ غریب (مرحوم)، ممبئی کی اہم تحریر

Alhaj Ahmed Gareeb

ابتداء یا ORIGIN : میمن برادری کی ابتداء یا اس کے آغاز کے حوالے سے اب یہ کوئی راز نہیں رہی ہیں کہ یہ برادری اس وقت وجود میں آئی جب لوہانوں کے چند خاندانوں نے پندرھویں صدی عیسوی کے وسط میں سندھ میں ٹھٹھہ کے مقام پر معروف صوفی بزرگ حضرت سید یوسف الدین قادری کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا جنھوں نے ان مسلمانوں کو "مومن" کہہ کر پکارا اور بعد میں یہ لفظ کثرت استعمال سے بگڑ کر مومن کے بجائے "میمن" ہو گیا۔ بعد میں ان مومنوں یا میمنوں کے لیے سندھ میں حالات سازگار نہ رہے اور مقامی ہندوؤں نے ان کا اس جگہ رہنا مشکل کر دیا تو یہ لوگ اپنے پیر صاحب کے حکم پر اس جگہ سے ہجرت کر گئے۔ کچھ لوگ کچھ گئے اور کچھ بمبئی چلے گئے۔ اس کے باوجود ان میں سے زیادہ تر سندھ میں ہی رہے اور بعد میں اس خطے کی ایک اہم قوت بن کر ابھرے۔ یہ میمن برادری جو سندھ میں ہی رہی اور مشکل حالات کے باوجود یہاں سے نہیں گئی اس نے تجارت کے شعبے میں خوب نام بھی کمایا اور پیسہ بھی بلکہ یہ برادری اس علاقے میں زراعت کے شعبے میں بھی خاصی حد تک کامیاب رہی۔

واضح رہے کہ میمن برادری کے یہ سب لوگ سنی ہیں، حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام سے بھی انہیں خصوصی لگاؤ ہے اور رسول کریم ﷺ سے بھی حد درجہ عقیدت ہے۔ یہ برادری پرامن برادری ہے۔ انسان اور انسانیت سے پیار کرتی ہے۔ علم سے اس برادری کو بڑا لگاؤ ہے اور تجارت اور خاص طور سے MATHS میں بڑی مہارت رکھتی ہے، اس لیے تجارت کے شعبے میں اس نے خوب ترقی کی اور آج تک کر رہی ہے۔ جو میمن کچھ گئے تھے وہ کچھی کہلائے، جو ہالا گئے تھے وہ ہالاری کہلائے۔ انہیں ہالائی بھی کہا جاتا ہے۔ احمد آباد کے علاقے "ڈھونکا" جانے والے میمنوں کو "ڈھونکا میمن" کہا گیا۔ دھوراجی، بھوج و گھر کے میمن ایک الگ شناخت رکھتے ہیں اور ویراول کے میمن ویراوڑا میمن کہلاتے ہیں مگر جو میمن سندھ میں ہی مقیم رہے انہیں آج بھی سندھی میمن کہا جاتا ہے۔

میمن ہندوستان اور پاکستان میں کس طرح پھیلے ؟ میمن قوم ایک سمجھدار اور باشعور قوم ہے۔ اس برادری نے

کبھی کسی جگہ سے خواہ مخواہ ہجرت یا نقل مکانی نہیں کی۔ اس کی ہر ہجرت کے پیچھے کوئی نہ کوئی ٹھوس وجہ ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر اگر اس برادری نے اپنی جگہ پر سیاسی انقلاب یا سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھے جہاں اس کے لیے پرسکون زندگی گزارنا مشکل ہو گیا تو اس برادری نے اس خطے کو خیر باد کہہ دیا۔ بعض اوقات کسی خطے کے سماجی اور معاشرتی حالات بدلے جہاں اس برادری کو اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو گیا تو یہ اس خطے کو اللہ حافظ کہہ کر چلی آئی۔ ایسا بھی ہوا کہ ہمارے معاشرے میں انسانوں کی تقسیم پیشوں PROFESSIONS کے حساب سے ہوئی تو اس برادری میں بھی جغرافیائی طور پر تقسیم کا یہ عمل شروع ہوا اور ہر انسان نے اپنے پیشے یا پروفیشن کے حساب سے خود کو مخصوص گروہ سے وابستہ کر لیا۔ چونکہ یہ برادری ایک دوراندیش اور سمجھدار برادری ہے اس لیے ہر معاملے میں اور زندگی کے ہر شعبے میں مستقبل کو پیش نظر رکھتی ہے۔ چنانچہ اس نے مستقبل کی ترقی اور بہتری کی خاطر بھی ہجرت کی، یہ وہ تمام اسباب REASONS تھے جن کے باعث میمنوں کو وقفے وقفے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑا اور اس طرح یہ لوگ نہ صرف ہندوستان اور پاکستان بلکہ دنیا کے متعدد ملکوں اور گوشوں تک پھیل گئے۔ یہ لوگ نہ جانے کہاں گئے مگر ان کے ہر کام میں ایک خاص سلیقہ اور ڈسپلن تھا۔ یہ گروہوں یا گروپس کی شکل میں مل جل کر رہے اور انہوں نے اپنی اجتماعیت برقرار رکھنے کے لیے جماعتیں اور تنظیمیں قائم کیں اور پھر ان کے تحت زندگی گزارنے لگے جس میں تحفظ بھی تھا اور سلامتی بھی۔ مگر ایسا نہیں تھا کہ انہوں نے ایسے ہی کاغذ پر جماعتیں اور آرگنائزیشنز قائم کر لی ہوں، بلکہ انہوں نے ان اداروں کو مستحکم کیا اور برادری کے سبھی لوگوں کو ان کی سرپرستی میں دے دیا تاکہ انہیں تنہائی یا اکیلے پن کا احساس نہ ہو۔ اس طرح کی میمن برادری کی قائم کردہ تنظیموں نے اپنی برادری کی ترقی، خوشحالی اور تحفظ کے لیے خوب کام کیے جس کے بہت اچھے نتائج سامنے آئے۔

میمن برادری کی سب سے خاص بات ان کی رفاہی اور فلاحی خدمات ہیں۔ انہوں نے ہر زمانے میں ہی بے شمار سماجی خدمات انجام دیں۔ مساجد اور مدرسے قائم کرنا اس برادری کی اولین ترجیح ہوتی تھی۔ یہ لوگ جہاں بھی جاتے سب سے پہلے مسجد تعمیر کراتے تاکہ پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسجد کے ساتھ مدرسے کا قیام بھی ضروری تھا جہاں ان کے بچے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس طرح ان کی مذہبی و اسلامی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک اور خاص کام جو میمن برادری نے کیا، وہ تھا ORPHANGES یا یتیم خانوں کا قیام۔ ان میں قوم کے بے سہارا بچوں کو پناہ بھی دی جاتی تھی اور تحفظ بھی۔ ساتھ ہی ان کی تعلیم کے انتظامات کر کے انہیں مستقبل کے لیے معاشرے کا مفید اور کارآمد رکن بنایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ برادری کے عام بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی تعلیمی ادارے قائم کیے گئے۔ عام لوگوں کی صحت و تندرستی اور کسی بھی بیماری کی صورت میں انہیں علاج معالجے کی سہولیات فراہم کرنا میمن برادری کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اس لیے اس برادری نے بے شمار ڈسپنسریاں اور اسپتال قائم کیے جہاں دوائیں اور طبی سہولیات مفت یا مناسب قیمتوں پر فراہم کی جاتی تھیں بلکہ آج بھی کی جاتی ہیں۔

میمن برادری چاہے وہ انڈیا میں رہی ہو یا پاکستان میں یا دنیا کے کسی بھی ملک یا گوشے میں، یہ ایک مخلص، ایماندار اور پرامن برادری کے طور پر مشہور ہے مگر اس مضمون میں ہم صرف ہندوستان اور پاکستان میں آباد میمن برادری کی اہم شخصیات اور ان کے کارناموں پر نظر ڈالیں گے۔

ایڈیٹر کا نوٹ: واضح رہے کہ اس مضمون میں صرف جون 1967ء تک کی میمن شخصیات اور ان کے کارناموں کا تذکرہ ہے کیونکہ اس کے ایک ماہ بعد 14 جولائی 1967ء کو محقق اور تحقیق کار جناب الحاج عبداللہ غریب انتقال کر گئے تھے۔

ہندوستان کے میمنوں کا مختصر احوال : واضح رہے کہ انڈیا میں آباد میمن برادری کے افراد کی اکثریت یا تو گجرات اور اس کے خطوں میں آباد ہے یا پھر یہ بمبئی کے نواح اور قرب و جوار میں رہائش پذیر ہے۔ مہاراشٹر انڈیا کا ایک بڑا صوبہ ہے جس کے مختلف حصوں میں میمن آباد ہیں۔ کرناٹک، کیرالا اور جنوبی انڈیا (ساؤتھ انڈیا) میں بھی میمن بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ صرف بمبئی میں کچھی میمنوں اور ہالائی میمنوں کے 158 ٹرسٹ قائم ہیں۔

ہندوستان کی کچھ میمن جماعتیں : ہندوستان کی میمن جماعتیں اور ادارے اپنی ابتداء سے ہی سماجی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ان میں زیادہ قدیم دور کے ادارے بھی ہیں اور بعد کے زمانے کے بھی۔

حاجی صدیق صابو : ہندوستان کے ایک سرکردہ میمن خدمت گزار تھے جنہیں لوگوں کی خدمت کرنے کا جنون تھا۔ حاجی صاحب نے حاجی صابو صدیق مسافر خانہ تعمیر کرایا تھا اور اس کے بعد حاجی صابو صدیق ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی داغ بیل بھی ڈالی تھی (واضح رہے کہ مذکورہ ادارہ اب کالج آف انجینئرنگ اور حاجی صابو صدیق میٹرنٹی ہوم بن چکا ہے) حاجی صاحب بمبئی کی وہ نیک دل شخصیت تھے جس نے اپنی ساری دولت دکھی انسانیت کے لیے وقف کر دی تھی۔ انہوں نے اپنے فلاحی اداروں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے بھاری رقوم کی سرمایہ کاری کی تھی۔ واضح رہے کہ حاجی صاحب عین نوجوانی کے عالم میں انتقال کر گئے تھے۔

ہندوستان کے کچھ اور بڑے نام : میمن برادری سے تعلق رکھنے والے ہندوستان کی میمن برادری کے کچھ اور بڑے نام اور عظیم خدمت گزار درج ذیل تھے: (1) حاجی قاسم یوسف آگبوٹ والا (2) حاجی کریم سلیمان اور جعفر سلیمان (3) سر محمد یوسف سوداگر (4) ناصر الاسلام حاجی میاں محمد چھوٹانی (5) عمر سوبانی (6) ڈاکٹر اے یو میمن۔ یہ سب بڑے سوداگر تھے جنہیں اللہ نے بڑی دولت سے نوازا تھا اور بہت بڑا دل بھی دیا تھا۔ اسی لیے ان سبھی مذکورہ بالا حضرات نے دل کھول کر غریبوں کی مدد کی۔ عام لوگوں کی مشکلات دور کیں۔ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں دل کھول کر کام کیا اور خوب سخاوت و فیاضی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے حوالے سے اور اس سے پہلے برطانیہ کے جبر و تسلط کے خلاف بھی خوب تحریکیں چلائی تھیں۔

بمبئی کے میمن شیرف : انڈیا کے عروس البلاد بمبئی کو یہ اعزاز بھی ملا کہ چند میمن حضرات بمبئی کے شیرف کے عہدے پر فائز رہے جن میں درج ذیل قابل ذکر تھے

(1) جناب سلیمان قاسم مٹھا (2) حاجی سلیمان اے واحد (3) سلیمان اے واحد (4) اے وحید (5) ایچ ایچ اسماعیل۔

ان کے علاوہ متعدد میمنوں کو انڈیا کی طرف سے دوسرے ملکوں میں سفارت کار بھی مقرر کیا گیا جن میں درج ذیل شامل تھے: ایچ ایچ اسماعیل (ڈومینیکن ری پبلک) آئی ماکڈ (کوسٹاریکا) اے ایس کابلے (ماریشس)۔ آیئے ایک نظر ان میمنوں پر ڈالتے ہیں جو متعدد شعبوں میں خود کو منوا چکے ہیں۔ جناب غلام محمد بنات والا، جناب امین اے کھانڈوانی، جناب امان اللہ خان محمد موتی والا، محترمہ فاطمہ اسماعیل اور پدم شری اسماعیل کھنڈ والا 1995 میں مہاراشٹر اسمبلی کے رکن منتخب کیے گئے۔ ان کے علاوہ چار میمن حضرات میونسپل کارپوریشن کے ممبر بھی ELECT ہوئے تھے۔ اگر ہم بغور جائزہ لیں تو ایسے بے شمار میمن حضرات نظر آئیں گے جنہوں نے بطور میمن یہ اعزاز حاصل کیا ہے کہ کسی نہ کسی شعبے میں خود کو منوایا ہے۔ ایسے لوگوں کی کوئی گنتی ہے۔ پھر ان حضرات نے یہ اعزاز تو حاصل کر لیا مگر کبھی اس بات کو ریکارڈ پر نہیں لائے اس لیے ان کے درست اعداد و

شمار پیش کرنا مشکل ہے۔

پاکستان میں کام کرنے والی نمایاں میمن شخصیات : ویسے تو پورے پاکستان میں کام کرنے والے میمن حضرات کی کوئی کمی نہیں ہے مگر ان میں کئی حضرات قابل ذکر ہیں جن میں سب سے اہم اور نمایاں نام مولانا عبدالستار ایدھی ہیں جو پاکستان کے قیام کے وقت سے اس ملک میں انسانی خدمت میں سرگرم ہیں۔ آج مولانا ایدھی کا ادارہ ایدھی ٹرسٹ ایک بہت بڑے ادارے میں بدل چکا ہے۔ دوسرا اہم میمن نام حاجیانی خدیجہ بائی کا ہے جنھوں نے پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اسکول اور کالج قائم کرکے ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آدم جی فیملی نے پاکستان میں اور بالخصوص کراچی میں آدم جی سائنس کالج، عائشہ باوانی اکیڈمی کالج و اسکولز قائم کیے اور اس طرح تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ ان حضرات نے متعدد اسپتال اور ڈسپنسریاں بھی قائم کیں جن میں میمن چیریٹیبل اسپتال (حیدرآباد) بانٹوا میمن خدمت کمیٹی (کراچی) راجکوٹ میمن ایسوسی ایشن ہاسپٹل کراچی اور باغ بالار جنرل اسپتال قائم ہیں۔

پاکستان کی سیاسی خدمت کرنے والوں میں درج ذیل نمایاں میمن لیڈرز شامل ہیں: (1) یوسف اے ہارون (وزیر اعلیٰ سندھ) (2) محمود اے ہارون (وفاقی وزیر) غلام نبی میمن (وزیر قانون) جبکہ میمن حضرات کو ان کی تعلیمی اور دیگر خدمات کے بدلے حکومت پاکستان نے اعزازات دیے۔ پروفیسر اے عزیز میمنی (پرائیڈ آف پرفارمنس 1965ء)، عبدالواحد آدم جی (ہلال پاکستان 1960ء)، محمد علی رنگون والا (ستارہ خدمت 1964ء)، ڈاکٹر علی محمد قاسم (ستارہ خدمت 1964ء)

ہم نے اس مضمون میں انڈیا اور پاکستان میں آباد ان میمن حضرات کی سماجی و دیگر خدمات اور کارناموں کا جائزہ لیا جنھوں نے جون 1967 تک دونوں ملکوں میں یہ خدمات انجام دی تھیں۔ ممکن ہے ان میں کچھ نام رہ گئے ہوں مگر ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ اس ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کریں، اگر پھر بھی کچھ نام رہ گئے ہوں تو اس کے لیے دلی معذرت! شکریہ میمن ویلفیئر (گجراتی) بمبئی انڈیا۔ 1966ء

پانی بچاؤ، درخت لگاؤ، ملک کو سرسبز بناؤ

پاکستان سمیت پانی کا مسئلہ اس وقت دنیا بھر میں شدت اختیار کر چکا ہے۔ بارش ہمارے پاس قدرت کا انمول عطیہ ہے اور اس کا پانی بچا کر ہم اس کی کمی پر باآسانی قابو پا سکتے ہیں۔ پانی کو احتیاط کے ساتھ استعمال بے حد ضروری ہے۔ حب الوطنی کا تقاضہ ہے۔

مصنف کی گجراتی تصنیف ''میری یادیں'' میں

قائداعظم کی مادری زبان کے حوالے سے لکھی گئی ایک دلچسپ اور اہم تحریر

گجراتی زبان کا فروغ... رکاوٹ کیا ہے؟

گجراتی تحریر : جان محمد داؤد ایڈووکیٹ (مرحوم)، ممتاز علمی اور سماجی شخصیت

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل، سینئر قلمکار

اس وقت پاکستان میں جو گجراتی رہتے بستے ہیں، ان میں سے بیشتر گجرات اور ریاست کچھ کاٹھیاواڑ (انڈیا) سے ہجرت کرکے پاکستان آئے تھے۔ ہم بمبئی جیسے بڑے شہر میں رہتے تھے۔ اس شہر میں اور انڈیا کے اس جیسے دیگر بڑے شہروں میں حصول تعلیم کا ذریعہ گجراتی زبان بھی تھی اور اردو بھی۔ اس لیے دونوں ہی زبانوں میں تعلیم حاصل کی جاتی تھی۔ گجراتی لوگ شروع سے اپنی زبان گجراتی کی طرف مائل تھے اور اسی زبان میں فخر سے تعلیم حاصل کرتے تھے لہٰذا ہم نے بھی اپنے بزرگوں کی روایت کی پاس داری کی اور گجراتی زبان میں تعلیم حاصل کی۔ بے شک ہم نے گجراتی میں تعلیم حاصل کی مگر اردو سے بھی ہمارا رشتہ برقرار رہا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اور بھی مستحکم ہوتا چلا گیا۔ اس کی دو وجوہ تھیں، پہلی یہ کہ ہمارا اسلامی اور دینی ادب و مواد سارا کا سارا اردو زبان میں تھا۔ دوسری یہ کہ اردو پورے برصغیر کی معروف اور جانی پہچانی زبان تھی اور غیر منقسم ہندوستان کی اکثریت اسی زبان کو استعمال کرتی تھی۔

مگر ہم لوگ گجراتی زبان و ادب کے زیادہ قریب تھے، کیونکہ گجراتی برادریوں کے ساتھ ہم صدیوں سے رہ رہے تھے اور ان کے ساتھ ہی زندگی بسر کر رہے تھے تو ان کا ہم پر زیادہ اثر ہونا لازمی تھا۔ دیگر زبانوں کے مقابلے میں ہمیں گجراتی زبان زیادہ سادہ اور سہل لگی اور اس کی چاشنی دوسری زبانوں سے منفرد محسوس ہوئی۔ گجراتی زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حقیقت اور حقائق حال زیادہ ہیں۔ افسانوی باتیں یا من

تکلفت نہ نمایاں نہیں ہیں جو دوسری زبانوں کا نمایاں وصف ہے۔ اس میں خواہشات بھی ہیں اور جذبات بھی مگر اس کی شائستگی کا جواب نہیں ہے۔ اس کا اب و لہجہ پاکیزہ ہے۔ اس کی نسبت اردو زبان زیادہ وسیع، زیادہ بلند اور معنوی لحاظ سے شدید بھی ہے۔ اس میں اسلامی ادب تو ہے، ساتھ ہی افسانہ، علم، ڈراما اور خیالی باتیں بھی ہوتی ہیں جبکہ مقدرت کے ساتھ کبھی کبھی تو اردو زبان میں مبالغہ بھی نظر آتا ہے اور تصنع و بناوٹ بھی۔ اس میں بعض اوقات حقیقت کچھ زیادہ ہی کم نظر آتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر زبان کا ایک سحر، ایک جادو، ایک اثر ہوتا ہے جو اس کے بولنے والوں پر مسلسل پڑتا ہے۔ گجراتیوں کی سادگی نمایاں ہوتی ہے۔ اس کے مزاج میں حقیقت نظر آتی ہے۔ ان لوگوں کے نقطہ نظر اور سوچنے کے انداز میں بڑا توازن ہوتا ہے۔ یہ ایک ضابطے اور طور طریقے کی پاسداری کا درس دیتی ہے، اسی لیے اس زبان (گجراتی) میں نرمی، ملائمت اور ہلکا پن ہوتا ہے اور وہ شدت سے کوسوں دور ہوتی۔ شاید اسی لیے گجراتیوں کے دلوں میں یہ زبان بڑی شدت کے ساتھ گھر کر چکی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد گجراتی لوگ بھی پاکستان منتقل ہوئے۔ اس موقع پر تعلیم و تدریس و اسکول وغیرہ کے مسائل کھڑے ہو گئے۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ذریعہ تعلیم (میڈیم آف ایجوکیشن) کا سامنے آیا۔ ظاہر ہے گجراتیوں کی خواہش یہ تھی کہ ان کی زبان میں تعلیم و تدریس دی جائے مگر اس حوالے سے دوسری زبانوں اور ان اقتدار کا نقطہ نظر دوسرا تھا۔ ہم ان کے احساسات کو بھی سمجھ رہے تھے۔

قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد ہی گجراتیوں نے محسوس کیا کہ گجراتی تعلیم دینے والے اسکولوں کی تعداد اچانک کم ہونے لگی۔ اس حوالے سے میمنوں، اسماعیلیوں، کھتریوں، سورتیوں، بھانجیوں اور آخر یہ برادری کی طرف سے کوششیں کی گئیں اور کچھ نئے اسکول قائم کیے گئے جن میں گجراتی پڑھانے کے لیے اساتذہ (میل ٹیچرز) تو آسانی سے مل گئے مگر استانیاں (فیمیل ٹیچرز) نہ مل سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گجراتی لڑکیاں اس زبان کی تعلیم سے محروم ہونے لگیں۔ بعد میں رونق اسلام گرلز اسکول کا سلسلہ شروع ہوا تو ان بھی اسکولوں میں گجراتی میڈیم کے بجائے اردو میڈیم میں تعلیم دینا ہماری مجبوری بن گئی۔ لڑکیوں کو گجراتی پڑھانے کے لیے گجراتی خواتین ٹیچرز کہاں سے لاتے؟ اس کے علاوہ یہ وہ دور تھا جب اردو زبان کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیے جانے کی تحریک شروع ہو چکی تھی اور رفتہ رفتہ زور پکڑ رہی تھی۔

مسلم لیگ اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کھلے الفاظ میں یہ اعلان کر چکے تھے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو رہے گی۔ جیسے مغربی پاکستان میں تو اردو کو قومی زبان بنایا جا سکتا تھا مگر مشرقی پاکستان کے لوگ اس کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ بنگالی کو اپنی قومی زبان بنانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ان کے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا گیا اور بنگالی زبان بھی قومی زبان بن گئی۔ مگر مغربی پاکستان میں ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ اردو کے علاوہ کسی دوسری زبان کو قومی زبان کا درجہ دیا جاتا۔

یہ وہ مسائل تھے جن کی وجہ سے گجراتی زبان کی ترقی، نمو اور افزائش کی راہیں بند ہو گئیں اور یہ زبان اس انداز سے فروغ نہ پا سکی جو اس کا حق تھا۔ کراچی اور سندھ میں گجراتی بولنے والوں کی خاص بڑی تعداد رہتی ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ اس زمانے میں مذکورہ بالا خطے میں کم و بیش 15 سے 20 لاکھ گجراتی تو رہتے ہوں گے۔ بعض لوگ سوچتے تھے کہ چونکہ کراچی اس وقت دارالحکومت ہے اور بین الاقوامی شہر کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے گجراتی زبان کو بھی اس شہر میں نئی زندگی مل سکتی ہے اور یہ زبان یہاں اپنا مقام بنا سکتی ہے۔ یہ سوچتے ہوئے گجراتی سے پیار کرنے والے لوگ اس زبان کی بقا اور فروغ کی کوشش کرتے رہے مگر یہ تمام کوششیں لاحاصل رہیں۔

وقت تیزی سے گزرتا رہا اور گجراتی زبان آہستہ آہستہ گجراتی تہذیب وثقافت سے نکل کر اپنا وجود کھوتی رہی مگر شکر ہے اللہ کا کہ وہ ان کے گھروں میں نہ صرف قائم رہی بلکہ مستحکم بھی ہوتی چلی گئی۔ گھروں میں چھوٹے، بڑوں، خواتین اور بزرگوں نے اسے قائم و دائم رکھا اور اپنے در و دیوار سے نکل کر کہیں نہیں جانے دیا۔ مگر گھروں سے باہر کاروباری رابطوں، خط و مراسلت اور گفتگو میں اس کی جگہ اردو نے تیزی سے لے لی۔ اس موقع پر ایک اور نقصان یہ ہوا کہ گجراتی حضرات مختلف جماعتوں، ٹولیوں اور ٹکڑیوں کی شکل میں تقسیم ہوتے چلے گئے۔ ہر ایک نے اپنی برادری اور آبائی علاقے کے حوالے سے جماعت بنا ڈالی جس کی وجہ سے وہ متحد ہونے کے بجائے بکھرتے چلے گئے۔ آخر کار ایک وقت وہ آیا جب گجراتی سیاسی قوت بننے کے بجائے محض ہم چارے کے حصول پر رہ گئے۔ گجراتی سے پیار کرنے والے سچے لوگ اس کیفیت کی وجہ سے بڑے پریشان تھے اور سب کچھ بھی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ تقریب میں میٹنگز میں اور جلسوں میں اس پر بات چیت کرتے تھے مگر صرف باتوں سے کچھ ہونے والا نہیں تھا اس لیے اس سمت میں کوئی تعمیری کام نہ ہو سکا۔

1969ء میں جب جنرل محمد یحییٰ خان کی حکومت تھی تو میں نے گجراتی زبان کی اس حالت زار پر ایک مضمون لکھا جس میں اپنے دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کوئی عملی قدم اٹھانے کی درخواست کی۔ اس مضمون میں، میں نے اپنی اس پیاری اور مادری زبان گجراتی کے تمام مسائل کا احاطہ کیا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ ادیبوں (رائٹرز) اور سماجی کارکنان نے مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ مجھے پاکستان کے گجراتیوں کے لیے ایک مرکزی جماعت یا پلیٹ فارم فراہم کرنا چاہیے۔ وہ سب میرے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لیے تیار تھے اور اپنی زبان کی بقاء اور سلامتی کے لیے پرعزم تھے۔ ان لوگوں کی باتوں سے مجھے حوصلہ ملا تو میں نے فروری 1970ء میں ایک تنظیم قائم کی جس کا عنوان تھا۔ ''گجراتی انجمن'' اس تنظیم کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ پاکستان میں آباد تمام گجراتیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔ ہم چاہتے تھے کہ پاکستان کی تمام ملکی زبانوں میں گجراتی کو اس کا جائز مقام دلوایا جائے۔

''گجراتی انجمن'' کو گجراتیوں سے بڑے پیمانے پر متعارف کرانے کے لیے ہم نے جولائی 1970ء میں رونق اسلام گرلز کالج کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ میں ایک بڑا جلسہ منعقد کیا جس کے مہمان خصوصی تھے۔ جناب حاتم علی علوی (مرحوم) اس تقریب میں گجراتی زبان کے بڑے راہنماؤں، کارکنان، رائٹرز اور صحافیوں نے بھی بڑے شوق اور دلچسپی سے شرکت کی۔

ہماری گجراتی انجمن کو لوگوں نے پسند کیا اور اس کے پیغام کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کئی گجراتی بولنے والی برادریوں، اداروں اور جماعتوں نے اس کے ساتھ تعاون کرنے کا اظہار کیا۔ اپنے بنیادی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ملک کی چند سرکردہ اور نمایاں شخصیات سے بھی ملے اور انہیں اپنی تنظیم کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم اپنی زبان گجراتی کو صوبائی زبان کا درجہ دلوانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کام میں آپ ہماری مدد کریں۔

دسمبر 1971ء میں پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار میں آگئی۔ اس موقع پر سندھ اسمبلی میں جب سندھی کو صوبہ سندھ کی سرکاری زبان کا درجہ دینے کی قرارداد پیش کی گئی تو اردو والوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی، مگر ہماری جماعت نے اس قرارداد کی حمایت کی اور سندھ اسمبلی سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ سندھی کو صوبہ سندھ کی سرکاری زبان کا درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ہماری زبان گجراتی کو سندھ کی صوبائی اور علاقائی زبان کا درجہ دلوائے اور اس کے لیے قانونی اقدامات اٹھائے جائیں۔ اس ضمن میں ہم نے اس وقت کے سندھ کے گورنر جناب سید رسول بخش تالپور سے ملاقات کی

اور اپنا مطالبہ تحریری صورت میں ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گورنر سندھ نے ہمارے مطالبات پر ہمدردانہ غور کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ ہمارے مطالبات درج ذیل تھے

(1) گجراتی زبان کو صوبہ سندھ کی صوبائی زبانوں میں سے ایک زبان کے طور پر قبول کرنے کے لیے جلد از جلد اور فوری اقدامات کیے جائیں۔

(2) سندھ کی سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں گجراتیوں کے لیے ان کی آبادی کے تناسب سے کوٹہ مقرر کیا جائے اور اداروں کی نشستوں کو Reserve کر دیا جائے۔

(3) کراچی میں گجراتی اساتذہ کی ٹیکنیکل تعلیم و تربیت کے لیے کالج کا قیام عمل میں لایا جائے جس کے ساتھ ہاسٹل کی سہولت بھی فراہم کی جائے۔ اس کالج میں ایسے اساتذہ Teachers تیار کیے جائیں جو دسویں جماعت کے طلبہ کو تعلیم دے سکیں۔

(4) اکثریتی گجراتی آبادی والے علاقوں میں گجراتی میڈیم (ذریعہ تعلیم) کے اسکول قائم کیے جائیں جن میں پرائمری سطح کے اسکول بھی ہوں اور سیکنڈری سطح کے بھی۔

(5) کراچی اور حیدرآباد کی یونیورسٹی میں گجراتی زبان میں آرٹز اور ڈاکٹوریٹ (PHD) کے لیے ایڈیشنل صدر کا عہدہ قائم کیا جائے۔

(6) سندھ کی صوبائی حکومت کے محکمہ اطلاعات (انفارمیشن ڈپارٹمنٹ) میں اطلاعات و نشریات (انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ) کا ایک شعبہ قائم کیا جائے جو تمام سرکاری نوٹیفکیشنز گجراتی زبان میں جاری کرے اور تمام سرکاری دستاویزات گجراتی میں شائع کرے۔

(7) گجراتی زبان کے فروغ کے لیے قائم تمام ادبی و تہذیبی جماعتوں کو مالی گرانٹ (مالی امداد) فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنی سرگرمیوں کو انجام دے سکیں۔

(8) سرکاری امداد اور فنڈ سے ایک گجراتی اکیڈمی قائم کی جائے جہاں گجراتی زبان، گجراتی فن کار اور گجراتی تہذیب و ثقافت کو فروغ دیا جائے یعنی پروان چڑھایا جائے۔

(9) گجراتی نصاب بورڈ قائم کرکے اس کے تحت فوری کام شروع کر دیا جائے۔

(10) ریڈیو اور ٹیلی وژن پر طویل دورانیہ کے گجراتی پروگرام شروع کیے جائیں۔

(11) آئندہ مردم شماری کے وقت مردم شماری کے فارم میں گجراتی کا خانہ بنایا جائے تاکہ پاکستان میں آباد گجراتیوں کی اصل اور صحیح سرکاری تعداد متعین کی جاسکے۔

دراصل ہماری اور ہماری "گجراتی انجمن" کی خواہش تھی کہ گجراتی زبان کو بھی معتبر درجہ ملے تاکہ ہمارے بچے کم از کم پرائمری اور سیکنڈری سطح کی تعلیم گجراتی زبان میں حاصل کرسکیں۔ مگر ہماری خواہش اور اصل نیت وارادے کو کوئی نہیں سمجھ سکا، بلکہ اس کا غلط مطلب نکالا گیا اور ہمارے اپنے ہی گجراتی بھائی اس کی مخالفت پر تیار ہوگئے۔ انہوں نے ہماری نیت اور ارادے کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ ہماری مخالفت میں پروپیگنڈا شروع کر دیا اور ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرنے لگے جیسے ہم دشمنوں کے آلہ کار ہیں۔ اس وطن کے ساتھ ہماری وفاداری پر بھی انگلیاں اٹھائی جانے لگیں اور ہمارے بارے میں غلط فہمیوں کی لائن لگا دی گئی۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے کچھ وکیل بھائی میرے خلاف ڈٹ گئے اور دوسرے لوگ اور عدالتیں بھی مجھے گمراہ انسان سمجھنے لگیں۔

س کا نتیجہ یہ نکلا کہ وکالت جو میرا پیشہ تھی، وہ بھی میرے لیے مشکل ہوگئی۔ مجھے اس وقت جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کا اب کیا حال بیان کروں؟ مگر میں نے ان سب مشکلات کو فراموش کردیا۔ میری صرف یہی خواہش تھی کہ کسی طرح گجراتی کو اس کا جائز مقام دلوا دوں اور اس کے لیے میں نے ایک منظم کوشش کی تھی جسے گجراتیوں کی خود آپس کی نااتفاقی نے ناکام بنادیا۔ یہ لوگ آپسی دشمنی اور انتقام کے لیے سب کچھ کر گزرتے تھے۔

اس کے باوجود پاکستان کی گجراتی زبان نے بڑی خدمت کی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پاکستان سے گجراتی زبان کے تین روزنامے Daily نیوز پیپرز شائع ہوئے اور ہفت روزہ و پندرہ روزہ رسالے بھی شائع ہوتے رہے اور اب بھی شائع ہو رہے ہیں۔ ان بھی اخبارات و رسائل نے ایک طرف تو گجراتی زبان و ادب کی خدمت کی اور دوسری جانب صنعت و تجارت کے شعبے کے لیے بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ متعدد گجراتی جماعتیں، تنظیمیں اور آرگنائزیشنز بھی اپنی زبان کے فروغ و استحکام کے لیے کام کررہی ہیں۔ انہی جماعتوں وغیرہ کی سرپرستی میں ادبی مجلسیں اور محفلیں بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ مزید یہ بھی کام ہوا کہ گجراتی زبان میں متعدد گجراتی کتابیں بھی شائع ہوئیں جنہیں بہت پسند کیا گیا مگر ایک تو ان کتابوں کی تعداد قابل قدر نہیں ہے اور دوسرے اس تمام کام پر کسی اطمینان کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں ہمارے گجراتی نثر نگاروں کے ساتھ ساتھ گجراتی شعرائے کرام بھی گجراتی زبان و ادب کی بڑے تعمیری انداز سے خدمت کررہے ہیں۔ مگر اب بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ گجراتی زبان سے پیار کرنے والے اس زبان کے مستقبل کو محفوظ تصور نہیں کرتے اور اس کی بقاء و سلامتی کے لیے متفکر ہیں۔

فی الحال منظرنامہ کچھ ایسا بن گیا ہے کہ گجراتی زبان گجراتی بولنے والے حضرات کے گھروں اور ان کے کاروباری اداروں سے رخصت ہورہی ہے اور اس کی جگہ اردو لے رہی ہے۔ البتہ بوہری اور پارسی بھائیوں کے علاوہ گجراتی ہندوؤں نے بھی اس زبان کے لیے خاصا کام کیا ہے اور مسلسل کررہے ہیں۔ یہ اس کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کررہے ہیں۔ ان مذکورہ بالا برادریوں کی بروقت کوشش اور جدوجہد کی وجہ سے گجراتی زبان کے زندہ رہنے کی امید پیدا ہوگئی ہے اور یہ انشاءاللہ ہمیشہ زندہ رہے گی۔

مگر ہمیں اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ گجراتی زبان سے واقفیت رکھنے والوں اور اسے لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد مسلسل کم ہورہی ہے۔ آج میں آپ حضرات کی خدمت میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا۔ میں اپنی یہ یادداشتیں گجراتی میں لکھ تو رہا ہوں مگر ساتھ ہی یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ آنے والے وقت میں اس تحریر کو پڑھنے والے لوگ پاکستان میں کتنے ہوں گے؟ یہ سوال میرے دماغ پر مسلسل دستک دے رہا ہے۔ شاید آنے والا وقت ہی اس کا جواب دے سکے۔

(مصنف کی گجراتی کتاب ''میری یادیں'' سے شکریہ کے ساتھ لیا گیا اور اردو ترجمہ کیا گیا)

میرے حقوق کیا ہیں

میں اڑ نہیں سکتا کیونکہ ہوا بے حد آلودہ ہے۔
میں تیر نہیں سکتا کیونکہ پانی بے حد آلودہ ہے۔
میں کیا کرسکتا ہوں؟ میرا کوئی مستقبل ہے؟

ملی نغمہ

احمد ندیم قاسمی

احمد ندیم قاسمی (2006 - 1916ء) معروف شاعر، افسانہ نگار، کالم نویس اور ادبی جریدے "فنون" کے مدیر اٹک ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں ہی شعر و ادب سے لگاؤ پیدا ہو گیا تھا لہٰذا افسانے لکھنے شروع کیے اور بہت جلد معروف افسانہ نگاروں میں شمار ہونے لگا۔ وہ انجمن ترقی پسند مصنفین کے بانیوں میں شامل تھے۔ اپنی انقلابی فکر کی بنا پر کئی مرتبہ قید و بند کی صعوبت اٹھائی۔ انسان دوستی اور حب الوطنی ان کی تخلیقات کا امتیاز رہا۔ شعری مجموعوں میں دھڑکنیں، رم جھم، جلال و جمال، شعلہ گل، دشت وفا، محیط، دوام، لوح خاک اور جمال وغیرہ شامل ہیں جبکہ افسانوں پر مشتمل مجموعوں میں چوپال، بگولے، طلوع و غروب، آنچل، آس پاس، سناٹا، بازار حیات، برگ حنا، سیلاب و گرداب، کپاس کا پھول، در و دیوار وغیرہ معروف ہیں۔ حکومت پاکستان اور مختلف ادبی تنظیموں کی جانب سے متعدد ایوارڈز اور اعزازات سے نوازا گیا۔ قومی نغمات بھی لکھے اور ایک نغمہ اللہ کرے کہ مری ارض پاک پہ اترے کو ملک گیر شہرت حاصل ہوئی۔ یہی نغمہ ہم نے یہاں منتخب کیا ہے جسے کئی گلوکاروں نے بطور اعزاز اپنی اپنی آواز میں ریکارڈ کرایا ہے۔

اللہ کرے کہ مری ارض پاک پہ اترے

اللہ کرے کہ مری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں برسائیں
کہ پتھروں سے بھی روئیدگی محال نہ ہو
اللہ کرے کہ وقار اس کا غیر فانی ہو
اور اس کے حسن کو تشویش ماہ و سال نہ ہو
ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوج کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو
اللہ کرے کہ مری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

یاد رفتہ

تاریخ کے جھروکوں سے

تحریک پاکستان میں قلمی جدوجہد کرنے کی پاداش میں

محمد یوسف مانڈویا (مرحوم) نے جیل کی سخت تکالیف اٹھائیں

گجراتی تحریر : یحییٰ ہاشم باوانی (مرحوم) ، میمن ریسرچ اسکالر

قیام پاکستان کی جدوجہد میں جناب محمد یوسف عبدالغنی مانڈویا (مرحوم) کا نام صف اول میں شمار ہوتا ہے۔ جنھوں نے کاٹھیاواڑ میں تحریک کو پروان چڑھایا۔ مورخین اس نام کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں؟ آپ نے جوناگڑھ کی جیل میں صعوبتیں اور سخت تکالیف اٹھائیں۔ تحریک پاکستان کے لئے اس نڈر اور بے باک صحافی اور قلمکار کو قائداعظم محمد علی جناح احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کاٹھیاواڑ کے قومی رہنماؤں نے ہمیشہ آپ کی قلمی کاوشوں کو سراہا۔ چونکہ کاٹھیاواڑ کے شہر شہر گاؤں گاؤں آپ کے چھپے ہوئے پمفلٹوں، اخباری ضمیموں اور اپنی پرجوش تقاریر کے ذریعے آزادی کی تحریک کو پروان چڑھانے میں صف اول کا کردار ادا کیا۔

محمد یوسف مانڈویا کی تحریری کاوشوں کے سبب قائداعظم کا کاٹھیاواڑ کا پریس فنڈ کا دورہ نہایت کامیاب و کامران رہا۔ میمن رہنماؤں میں عثمان عیسیٰ بھائی میمن اور آئی سی چندریگر کی خفیہ رپورٹ نے آپ کو اس تحریک میں ایک نئی جان ڈال دی تھی۔ آپ کی گرفتاری اور جوناگڑھ جیل میں جب تین سال کی قید سنائی گئی تھی۔ جہاں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔ آپ نے اور آپ کے خاندان نے آزادی کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے جانی اور مالی قربانیاں دیں۔

یوسف مانڈویا کے پابند سلاسل ہونے کے سبب ان کے گھر والے پریشان اور گھریلو حالات متاثر ہوئے۔ یوسف مانڈویا کے والد محترم نے اپنے بیٹے کی یاد میں رو رو کر اپنی آنکھوں کے روشن چراغ بجھا دیئے تھے۔ ان کی آخری خواہش یہی تھی کہ کسی طرح مرنے سے پہلے محمد یوسف سے مل لوں مگر ایسا نہ ہو سکا اور وہ بیٹے سے ملنے کی حسرت دل میں لئے دنیا سے چلے گئے۔ یوسف مانڈویا کے لئے 11 مئی 1950ء کا دن

مضمون نگار: یحییٰ ہاشم باوانی مرحوم

نہایت دردناک تھا۔ جب جیلر نے مانڈویا صاحب کو ان کے والد کے انتقال کی خبر والا ٹیلی گرام لا کر دیا تو وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑے۔

محمد یوسف مانڈویا کو اپنے والد کی جدائی ناقابل برداشت دکھ دے گئی تھی۔ ابھی اس خبر کی گرمی اور حدت کم نہیں ہوئی تھی کہ تیسرے دن ایک اور ٹیلی گرام موصول ہوا۔ اس میں خبر تھی 14 مئی 1950ء کو ان کا بڑا لاڈلہ بیٹا محمد بھی انتقال کر گیا۔ یہ حیدرآباد سندھ سے آیا تھا جو مانڈویا صاحب کو نہ تھمنے والے آنسو دے گیا تھا۔ ان غمناک خبروں سے یوسف مانڈویا کی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے بعد ان کی ماں بھی ساری ساری رات روتی رہتی تھی جائے نماز بچھا کر اللہ سے ان کی رہائی کی دعائیں مانگتی تھی۔ اسی طرح ماں کی رحلت کے تیسرے دن محمد یوسف مانڈویا کو 28 اگست 1950ء کو جیل سے آزاد کیا گیا تھا۔ قیام پاکستان کی جدوجہد آزادی کا مرد مجاہد کا نام پاکستان کے قیام کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ آج بھی چند دیگر محمد یوسف مانڈویا کو "آزادی کا روشن ستارہ" کے نام سے پکارتے تھے۔

درحقیقت آزادی کے لئے ہر نسل اور ہر زبان کے لوگوں نے قیام پاکستان کے لئے جدوجہد اس لئے کی کہ وہ ایک اللہ کو مانتے تھے اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھتے تھے۔ چنانچہ دیگر زبانیں بولنے والوں کی طرح گجراتی زبان بولنے والے مسلم بھائیوں نے بھی پاکستان کے قیام میں مثالی کردار ادا کیا اور اپنی جانوں اور مال و متاع کا جو نذرانہ پیش کیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ امر رہیں گی۔

بشکریہ: روزنامہ ملت گجراتی۔ مطبوعہ یوم آزادی ایڈیشن 14 اگست 1980ء۔

اردو ترجمہ: ڈاکٹر بی عصمت علی پٹیل

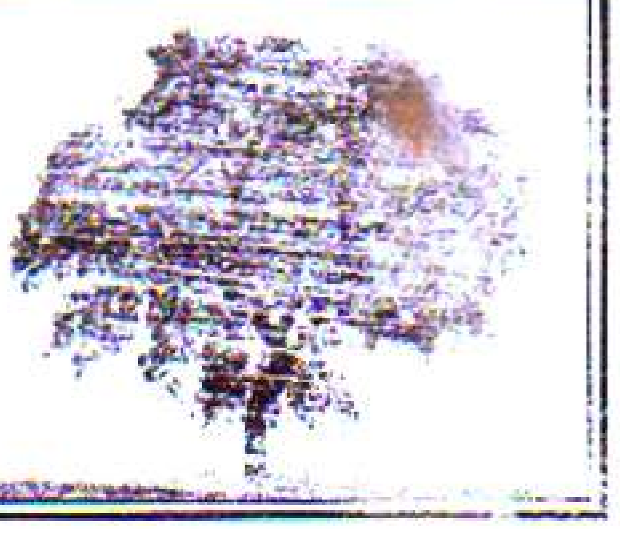

درخت کی حفاظت کیجیے

درخت آپ کی صحت اور زندگی کی حفاظت کریں گے۔ درخت اگائیے۔
درختوں کو نقصان نہ پہنچائیے۔ یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل

آل پاکستان میمن فیڈریشن

میمن فیڈریشن کی روشن و تابندہ تاریخ ساز۔ سماجی اور فلاحی خدمات کا طویل سفر

قیام جمعۃ المبارک 28 اگست 1953ء کو عمل میں آیا

☆ تاریخ ☆ خدمات ☆ کارنامے

28 اگست کو 69 واں یوم تاسیس

جناب محمد حنیف موٹلانی کی صدارت، سیکریٹری جنرل جناب محمد فیصل کھانانی اور چیئرمین سپریم کونسل میمن فیڈریشن جناب حاجی محمد حنیف کھانانی مچھیارا اور دیگر تمام ساتھی عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی قیادت و رہنمائی میں علاوہ وبائی مرض کرونا کی وجہ سے مشکل معاشی اقتصادی حالات کے باوجود میمن فیڈریشن نے میمن جماعتوں اور اداروں کی پرخلوص خدمات کا سفر جاری اور ساری رکھا ہوا ہے۔

ویسے تو میمن برادری اور تحریک پاکستان ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہی ہیں مگر تحریک پاکستان میں میمن برادری نے جس جوش اور جذبے کے ساتھ قائداعظمؒ کا ساتھ دیا، وہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ پاکستان قائم ہو گیا تو میمن برادری بھی اس نومولود مملکت کو مضبوط کرنے کے لیے پاکستان ہجرت کی اور اس کی اقتصادیات، معاشیات، ایجوکیشن اینڈ ہیلتھ اور فلاح و بہبود کے میدانوں میں سرگرم عمل ہوگئی۔

قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو قائداعظم نے میمن برادری کو حکم دیا "COME BACK HOME"

دراصل قائداعظم چاہتے تھے کہ میمن جو سندھ کے اصل باشندے ہیں اور کسی زمانے میں سندھ چھوڑ کر چلے گئے تھے، قیام پاکستان کے

APMF A.R. TABA Sports Complex

Memon Federation House

بعد دوبارہ سندھ واپس آجائیں۔ آپ نے کہا تھا کہ سندھ نئی اسلامی مملکت پاکستان میں شامل ہوگا اور یہ سرزمین آپ کی کامیابیوں اور ترقی کے لئے ایک نیا سنگ میل ثابت ہوگی۔ جب آپ اس زمین کو آباد کر کے اس پر محنت کریں گے اور اسے خوشحال بنائیں گے تو خود بھی خوش حال ہو جائیں گے۔ اس وقت اس سرزمین کو آپ کی محنت کی اشد ضرورت ہے لہٰذا فوراً چلے آئیں۔ میمن برادری نے قائداعظمؒ کے حکم پر لبیک کہا اور سندھ کی طرف ہجرت کرنی شروع کر دی۔

میمنوں نے پاکستان آکر صرف اپنے مفاد اور فائدے کے کام ہی نہیں کئے بلکہ اپنے آباؤ اجداد اور اسلاف کی روایات کا پاس کرتے ہوئے عوام الناس کی خدمت اور بہبود کے بھی کام شروع کیے۔ انہوں نے فلاحی اور رفاہی تنظیمیں قائم کر کے نئے مہاجرین کو سہارا دیا۔ ملک میں نئی صنعتیں لگائیں اور کمزور معیشت کو استوار کرنے پر توجہ دی۔ خوراک اور رہائش کے مسائل حل کیے اور ملک سے بے روزگاری دور کرنے کے لئے نئی فیکٹریاں، ملیں اور کارخانے لگائے۔ عام اشیائے خورد ونوش کی کمی دور کی۔ تعلیم اور صحت کے شعبوں پر توجہ دی اور جب صورت حال کچھ بہتر ہوگئی تو 1953ء میں "آل پاکستان میمن فیڈریشن" کے قیام کی منصوبہ بندی کی مگر انہیں اگست کا انتظار تھا۔ اگست وہ مہینہ ہے جس میں قیام پاکستان کی سالگرہ بھی آتی ہے۔ جب سب نے 14 اگست 1953ء کو اس اسلامی مملکت پاکستان کے قیام کی چھٹی سالگرہ منالی تو ٹھیک 14 دن بعد یعنی 28 اگست 1953ء کو میمن برادری کے بزرگوں اور رہنماؤں نے "آل پاکستان میمن فیڈریشن" کی داغ بیل ڈال دی۔ اس فیڈریشن کے تحت مختلف میمن سماجی، فلاحی، رفاہی جماعتوں، انجمنوں، تنظیموں اور اداروں کو یکجا اور متحد کیا گیا تاکہ اجتماعی بہبود کے کام مزید ٹھوس بنیادوں پر کئے جاسکیں۔ اس کے بعد فیڈریشن کے تحت سماجی اور اجتماعی بہبود کے کاموں کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو آج تک پورے جوش وخروش کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن کا قیام پاکستان کے قیام کے چھ سال بعد عمل میں آیا تھا۔ یہ اعزاز میمن برادری کے لئے کسی بھی طرح کم نہیں ہے کہ یہ فیڈریشن اسی مہینے میں قائم ہوئی تھی جس مہینے میں قائداعظم اور ان کے رفقاء اور مسلمانوں کی بھرپور تحریک نے پاکستان کو استحصالی قوتوں کے شکنجے سے آزاد کرا کے اسے اسلامی فلاحی مملکت بنایا تھا اور آزادی دی تھی۔ یہ بات بھی بڑے فخر اور خوشی کی ہے کہ فیڈریشن نے اپنے قیام کی چند ہی دہائیوں میں اتنے کام کر لئے ہیں کہ میمن برادری اس پر جتنا فخر کرے کم ہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام کی گولڈن جوبلی 28 اگست 2003ء کو بڑی شان وشوکت سے منائی گئی تھی۔

میمن فیڈریشن کے قیام کی کہانی کچھ اس طرح ہے: یہ مارچ 1951ء کی بات ہے۔ برادری کی چند سرکردہ اور ہمہ جہت شخصیات نے جن میں جناب محمد علی رنگون والا، جناب حاجی سلیمان بھورا، جناب عمر فضل فاروق، جناب حاجی عبدالشکور تمبھی، جناب عبدالعزیز ساگر، جناب محمد صدیق کوکس واڈیا، جناب حاجی عبداللطیف زیدھی، حاجی عبدالکریم زیدھی اور دوسرے اکابرین شامل تھے، ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے برادری کی فلاح وبہبود، ترقی اور بھلائی کے لئے غور وفکر کیا اور ان امکانات پر غور کیا کہ برادری کو کس طرح ایک پرچم تلے متحد کیا جائے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ تمام بکھری ہوئی میمن جماعتوں، انجمنوں، اداروں اور تنظیموں کو یکجا کر کے ان کے لئے ایک مرکزی اور وفاقی طرز کی پیرنٹ باڈی بنائی جائے

تاکہ ان تمام جماعتوں کی قومی سطح پر بھی نمائندگی ہوسکے اور ان کی آواز حکومت کے ایوانوں تک بھی پہنچ سکے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا کام مذکورہ ادارے کے اغراض و مقاصد کا تعین کرنا تھا اور آل پاکستان میمن فیڈریشن کے لئے قواعد و ضوابط کے علاوہ ایک آئین بھی تیار کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مزید کمیٹیوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔ یہ کمیٹیاں کراچی میں قائم کی گئی تھیں اور انہیں کراچی کی میمن برادری کے علاوہ سندھ کے دوسرے علاقوں میں آباد میمنوں سے بھی رابطہ کرنا تھا۔

میمن فیڈریشن کا ابتدائی ڈرافٹ تیار ہونے اور فائنل ہونے میں ایک سال کا عرصہ لگ گیا جسے بالآخر 27 دسمبر 1952ء کو ایک اجلاس میں کثرت رائے سے منظور کرلیا گیا۔ اس اجلاس میں چھ بڑی میمن جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی جن کے نام یہ ہیں (1) بالاری میمن جنرل جماعت کراچی (2) کتیانہ میمن ایسوسی ایشن کراچی (3) بانٹوا میمن جماعت کراچی (4) جیت پور میمن ایسوسی ایشن کراچی (5) دھوراجی ایسوسی ایشن کراچی (6) اوکھائی میمن جماعت کراچی

اسی دوران کراچی میں کام کرنے والی دوسری میمن جماعتوں کو بھی خطوط ارسال کیے گئے اور کراچی سے باہر اندرون سندھ بھی یہ خط بھجوائے گئے۔ ان خطوط میں مذکورہ جماعتوں سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ آل پاکستان میمن فیڈریشن کی رکنیت حاصل کرلیں۔۔ رابطوں کے اس تسلسل میں تیزی پیدا کی گئی تاکہ ہر جماعت کے چار نمائندوں پر مشتمل پہلی کونسل کے قیام کا بنیادی مقصد پورا ہو۔ آخر کار آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام اور تشکیل کا اعلان کردیا گیا اور اس کے ساتھ ہی 28 اگست 1953ء کو کراچی میں اس کی نامزد کونسل کا پہلا اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس پاکستان مرچنٹس ایسوسی ایشن کے ہال میں منعقد کیا گیا تھا اور اس کی صدارت جناب محمد علی رنگون والا نے کی تھی۔ اجلاس میں ایڈہاک کمیٹی کے کنوینر جناب عبدالعزیز ایوب ساگر نے یہ کہا کہ اب تک صرف 19 میمن جماعتوں نے فیڈریشن کی ممبر شپ حاصل کی ہے۔ اسی تاریخی اور اہم اجلاس میں میمن فیڈریشن کے پہلے عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں آیا اور اسی اجلاس میں پہلے **"آل پاکستان میمن کنونشن"** کے انعقاد کا حتمی جائزہ بھی لیا گیا جو اگلے دن منعقد ہونے والا تھا۔ ابھی میمن فیڈریشن نے اپنے کام کا آغاز بھی نہیں کیا تھا کہ فیڈریشن ایک غیر متوقع بحران کا شکار ہوگئی۔ دراصل ہوا یوں کہ جناب عبدالواحد آدم جی جو فیڈریشن کے صدر منتخب ہوگئے تھے اس وقت ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ وہ جب واپس وطن پہنچے تو میمن فیڈریشن کے عہدیداروں نے ان سے رابطہ کیا اور بحیثیت صدر آل پاکستان میمن فیڈریشن ان کے انتخاب پر دلی مبارکباد پیش کی مگر چند روز بعد ہی عبدالواحد آدم جی نے یہ ذمے داری قبول کرنے سے معذوری کا اظہار کردیا۔ ان کا کہنا تھا کہ میں پہلے ہی دوسرے امور میں بے حد مصروف ہوں اس نئی ذمے داری کا بوجھ نہیں اٹھا سکوں گا۔ انہوں نے دیگر ذاتی وجوہ بھی بیان کیں اور فیڈریشن کے عہدیداروں اور دوسرے سماجی رہنماؤں کے اصرار کے باوجود یہ فیصلہ نہ بدلا۔ بالکل اسی طرح جناب عبدالرزاق عبدالعزیز تابانی نے بھی فیڈریشن کے اعزازی جنرل سیکریٹری کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور ذاتی وجوہ کی بناء پر اس ذمے داری سے معذرت کرلی۔

چنانچہ اس ضمن میں کئی اجلاس ہوئے اور یہ معاملہ خاصا طول کھینچ گیا۔ کسی بھی طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہو پا رہا تھا۔ آخر جناب حاجی عبدالشکور تمبی اس کے صدر اور جناب عبدالعزیز ایوب ساگر میمن فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری بنائے گئے اور اس طرح یہ بحران ختم ہوا۔ میمن فیڈریشن کے قیام کے بعد تین برس اس کے اغراض و مقاصد کی تشہیر، عام اجلاس کے انعقاد اور رکنیت سازی میں صرف ہوگئے۔ اس دوران کوئی بھی اہم سماجی یا معاشرتی معاملہ زیر غور نہ آسکا۔ پھر جولائی 1956ء کے سال میں میمن فیڈریشن نے حقیقی معنوں میں کام کا باقاعدہ آغاز کردیا۔ اس کی شروعات

اس طرح کی تجی کہ برادری کے ایک بزرگ رہنما سیٹھ کاکا عبداللطیف وانی اس کے صدر منتخب کر لیے گئے۔

فیڈریشن کے اغراض ومقاصد کی روشنی میں اور انصاف کی فراہمی کی وسعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو آل پاکستان میمن فیڈریشن قومی سطح پر میمن برادری کا سب سے بڑا اور مرکزی ادارہ ہے جو پاکستان میں موجود تمام میمن جماعتوں اور اداروں کی پیرنٹ باڈی کا کام انجام دے رہا ہے۔ اس کا کسی بھی سیاسی جماعت، مذہبی تنظیم، سیاسی جماعت یا کسی ذات وفرقے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ مذکورہ کسی بھی جماعت یا فرقے کے اغراض ومقاصد کی تقلید کرتا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ یہ اپنی ممبر جماعتوں، اداروں، انجمنوں یا افراد کی مدد کے لیے دست تعاون دراز کرتا ہے اور مختلف سماجی اور معاشرتی مسائل کے حل میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن کا اسکوپ کافی وسیع ہے۔ یہ میمن برادری کی سب سے بڑی اور خود مختار باڈی کہی جاسکتی ہے۔ فیڈریشن کے پیش نظر برادری کی مجموعی بہبود ہے بالخصوص یہ سماجی، تعلیمی، آبادکاری، معاشی اور ثقافتی شعبوں میں میمن برادری کی خدمت کر رہی ہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن کا ہیڈکوارٹر کراچی میں واقع ہے جبکہ اس کے دو زونل آفس سکھر اور حیدرآباد میں کام کر رہے ہیں جبکہ چند سالوں سے ٹھٹھہ اور ٹنڈو آدم وغیرہ میں کام کر رہے ہیں۔

میمن فیڈریشن اپنے قیام سے ہی بڑے بھرپور انداز سے کام کر رہی ہے اور تمام خدمتی اداروں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ اس ادارے کی قیادت ہمیشہ ہی بڑی مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے اس بڑے ادارے کے لیے کام کرنے والے عہدے داران اور ذمے داران اپنے فرائض سے بخوبی آگاہ ہیں، وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں کس طرح اور کس انداز سے کام کرنا ہے۔ میمن فیڈریشن کے تمام ذمے داروں پر فخر ہے اور ہمیشہ سے رہا ہے کیونکہ اس ذمے دار ادارے کے ذمے عہدے داروں نے ہمیشہ اخلاص، لگن، سچائی اور ایمان داری کے ساتھ کام کیا ہے۔ اسی طرح APMF کی موجودہ قیادت بھی کام کر رہی ہے گویا اس ادارے کی قیادت نے نہ تو کبھی اپنی قوم اور برادری کو کبھی مایوس کیا ہے اور نہ کبھی فرائض کی انجام دہی میں کوئی کوتاہی کی ہے اسی لیے مجموعی طور پر میمن برادری کے بھی سماجی، رفاہی اور فلاحی ادارے اپنی اس سرپرست آرگنائزیشن میمن فیڈریشن پر دل سے فخر کرتے ہیں اور اس کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ میمن فیڈریشن کے موجودہ صدر جناب حاجی محمد حنیف عبدالغفار مولانی اور سیکریٹری جنرل جناب فیصل ابوبکر کھانانی اور دیگر تمام عہدیداران کی فعال قیادت کی وجہ سے تمام کے حوصلے بلند ہوئے ہیں۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن ایک ایسا ہمدرد اور سرپرست ادارہ ہے جو میمن برادری کی سماجی، فلاحی اور رفاہی خدمات انجام دینے والی چھوٹی جماعتوں، آرگنائزیشنز، انجمنوں اور اداروں کی سرپرستی کر رہا ہے۔ اس بڑے ادارے نے چھوٹے اداروں کو اپنی سرپرستی میں لے کر ان کی مضبوطی واستحکام عطا کیا ہے جس سے ان چھوٹے اداروں یا آرگنائزیشنز کے حوصلے بلند ہوئے ہیں اور وہ اپنے اوپر میمن فیڈریشن کا ہاتھ پاکر زیادہ تندہی کے ساتھ خدمات انجام دیئے گئے۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے شروع سے ہی مخلص، دیانت دار اور نیک لوگوں کی سرپرستی ملی جنھوں نے اس پلیٹ فارم کو رفتہ رفتہ مستحکم کیا جس کے بعد پورے ملک کے میمن اور میمن ادارے اس کی طرف مائل ہوئے اور اس کی سرپرستی میں آئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میمن فیڈریشن کے پاس زیادہ مستند اور ٹھوس پروگرام ہیں۔ اس کی پالیسی سازی قومی بلکہ بین الاقوامی سطح کی ہے۔ اس کے وسائل اور ذرائع بھی زیادہ ہیں اور یہ زیادہ ٹھوس بنیادوں پر پوری میمن برادری کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ میمن برادری کا فرض ہے کہ اس مرکزی ادارے کی

افادیت کو سمجھے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرے تا کہ آنے والے وقتوں میں یہ پوری میمن برادری کے لئے زیادہ مضبوط بنیادوں پر خدمت کر سکے۔

میمن فیڈریشن اپنے سماجی اور فلاحی کاموں کو بڑی پامردی کے ساتھ جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ موجودہ قیادت بھرپور انداز میں اپنے فلاحی اور رفاہی کاموں میں ہمہ تن مصروف عمل ہے۔ میمن فیڈریشن کے کاموں کو بہ غور دیکھا جائے تو پتا چلتا ہے کہ یہ ٹھوس بنیادوں پر کام کر رہا ہے اور تمام ممبر جماعتوں، اداروں، تنظیموں اور انجمنوں کو مکمل سرپرستی اور تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ اسے دیکھ کر توقع کی جانی چاہیے کہ اس ادارے کا مستقبل وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روشن سے روشن تر ہوتا چلا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ میمن فیڈریشن کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اس ادارے کے بنائے گئے قواعد وضوابط پر عمل کریں۔ اس کے عہدیداران کی عزت وتکریم کریں اور ادارے کے پیغام کو پوری برادری میں عام کریں۔ شاید اس کے بعد ہم اس کی خدمت کا فرض ادا کر سکیں۔ میمن فیڈریشن کے چھپے بورڈ بھرپور انداز میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میمن فیڈریشن کا ترجمان پندرہ روزہ میمن بلیٹن کا اجراء 1959ء میں کیا گیا تھا۔ یہ رسالہ میمن رہنماؤں اور میمن صنعت کاروں اور ممتاز تاجر حضرات کا مالی اور عملی تعاون بھی شامل رہا۔ میمن برادری کی نئی نسل کے اردو جاننے کے سبب اور میمن فیڈریشن کے مشن اور وژن کو ہر میمن گھرانے میں پہنچانے کے لئے جنوری 1981ء میں میمن فیڈریشن کے اس وقت کے صدر جناب لطیف ابراہیم جمال مرحوم کی ہدایت اور خواہش پر اس میں حصہ اردو کو شامل کیا گیا۔ اشتہارات کی کمی اور بروقت اشاعت میں دشواریوں کے سبب اسے پندرہ روزہ کے بجائے ماہنامہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اردو حصے کی تحریر، ترتیب، تدوین اور ترجمے کی ذمہ داری کے لئے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے خاکسار (کھتری عصمت علی پٹیل) کی قلمی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ ماہنامہ میمن بلیٹن کا مقصد میمن فیڈریشن کی سماجی اور فلاحی کاوشوں اور خدمات کو اجاگر کرنا تھا۔ انہیں عوام الناس کے سامنے لانا ہے۔ یہ جرنل میمن فیڈریشن سے وابستہ جماعتوں، اداروں اور انجمنوں کی خدمات، کارناموں اور سرگرمیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ شائع کرتا تھا۔ یہ ماہنامہ میمن بلیٹن وبائی مرض کرونا کے سبب فروری 2020ء کا آخری شمارہ طبع ہونے کے بعد یہ رسالہ میمن بلیٹن اشتہارات نہ ملنے اور کاروبار ناگفتہ ہونے کے سبب بند کر دیا گیا۔ خاکسار (کھتری عصمت علی پٹیل) نے جنوری 1981ء سے فروری 2020ء تک قلمی سب ایڈیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ نے میمن اداروں کا تعارف، میمن شخصیات کے انٹرویو، مرحوم میمن رہنماؤں کا تعارفی خاکے، تقریبات کی تفصیلی رپورٹنگ قلمبند کیں۔ میمن فیڈریشن سے طویل عرصے تک وابستگی رہی جو جنوری 1981ء سے فروری 2020ء تک قلمی خدمات 39 سال 2 ماہ تک انجام دی جو تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

درحقیقت میمن فیڈریشن کے موجودہ تمام عہدیداران اور سب کمیٹی کے چیئرمین اور اس کے اراکین نے برادری کا تشخص اجاگر کرنے کے لئے نت نئے ایونٹ کا آغاز کیا ہے۔ شادی مد میں تین ہزار روپے سے بڑھا کر ایک لاکھ روپے تک پہنچایا، سرٹیفائیڈ موبائل ایپلی کیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام کا آغاز آئی ٹی کمیٹی کا خوش آئند کارنامہ ہے۔ جاب فیئر کے بعد دوسرا سب سے بڑا ترقیاتی میگا ایونٹ ہے۔ اے آر بنا اسپورٹس کمپلیکس میں تقریباً تین کروڑ روپے کی خطیر رقم سے سوئمنگ پول تعمیر اور اس کی تکمیل آخری مراحل میں ہے۔ علاوہ کراچی اور حیدرآباد میں موٹر سائیکل اور لوڈر رکشا کی فراہمی خود روزگار اسکیم کے تحت خوش آئند اقدام ہے۔ علاوہ بے شمار کام اس مختصر تحریر میں ضبط تحریر میں لانا مشکل مرحلہ ہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے انتخابات اتوار 23 فروری 2020ء میں منعقد ہوئے۔ الحمدللہ موجودہ عہدیداران کو یہ عزت بخشی کے تمام منتخب عہدیداران بلامقابلہ منتخب ہوئے۔ مارچ میں وبائی مرض Covid کرونا نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، معاشرتی اور معاشی

سرگرمیاں بالکل بند ہوگئیں۔ پاکستان سمیت ساری دنیا کو بدترین لاک ڈاؤن موجودہ 2021ء میں تیسری لہر نے پچھلی دو لہروں کے مقابلے میں زیادہ شدت اختیار کی ہے اور میمن برادری کی اہم شخصیات ہم سے جدا ہوگئیں۔ میمن فیڈریشن کا 59 سالوں تک شائع ہونے والا ترجمان رسالہ ماہنامہ میمن بلیٹن بھی کرونا وبائی مرض پھیلنے سے اشتہارات نہ ملنے کے سبب ماہ فروری 2020ء کے آخری شمارہ کی طباعت (اشاعت) کے بعد مالی وسائل کی کمی کے سبب بند کردیا گیا۔

میمن فیڈریشن کا 23 مارچ 2021ء کو سدابہار بینکوئٹ میں پروقار اور شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں برادری کے معززین کی بڑی تعداد نے شرکت کی تھی اور متفقہ طور پر جناب حنیف حاجی تم تم کھیارا کو چیئرمین سپریم کونسل جناب عرفان عبدالواحد کو نائب چیئرمین اور جناب کامران عبدالغنی بھنگڑا کو نائب چیئرمین اوورسیز اور جناب اسلم بدوانی کو کوآرڈی نیٹر سپریم کونسل منتخب کیا گیا تھا جو اپنی مخلصانہ خدمتی کاوشوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

میمن فیڈریشن کی موجودہ فعال اور پرعزم قیادت صدر جناب محمد حنیف موٹلانی، سینئر نائب صدر جناب محمد شبیر ہارون، سیکریٹری جنرل جناب فیصل ابوبکر کھانانی، سینئر جوائنٹ سیکریٹری جناب اعجاز بھولا، فنانس سیکریٹری جناب محمد فاروق عاربی علاوہ دیگر عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی شب و روز کی کوششوں اور کاوشوں سے عمدہ کارگزاری کے سبب میمن فیڈریشن کا امیج اور تشخص اجاگر ہوا ہے۔ میمن برادری کی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کا مورل بلند ہوا ہے۔ موجودہ قیادت کی مخلصانہ خدمات اور کارنامے میمن برادری کی تاریخ کا روشن اور تابندہ باب رہیں گی۔

استدعا برائے اشتہارات

ماہنامہ میمن سماج کراچی بانٹوا میمن جماعت کا واحد ترجمان ہے

جس میں پوری بانٹوا میمن اور میمن برادری کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی، تاریخ و ثقافت، تحقیقی مضامین، انٹرویو، سوانح حیات، ادبی معلومات و تفریحی مواد پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہر ذوق طبع کے لئے یہ دلچسپ جریدہ ثابت ہو اس لئے برادری اور دیگر

تاجر و کاروباری حضرات سے استدعا ہے کہ

ماہنامہ میمن سماج میں اشتہارات دے کر اسے مالی استحکام بخشیں اور اپنا بھرپور تعاون فرمائیں

اشتہارات کی بکنگ اور نرخ کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے رجوع کریں۔ شکریہ

آپ کے عملی تعاون کا پیشگی بے حد شکریہ

فون : 32728397 - 32768214

پتا : ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو بڑی خوشیوں میں بدلنا ہی زندگی ہے

خوش رہنا بھی ایک آرٹ ہے

کسی دانش مند نے درست ہی کہا کہ انسان سماجی جاندار ہے اور انسان ایک دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ خوش رہ کر زندگی گزارنا بھی فن ہے۔ مجموعی طور پر خوشیوں کی تعریف تعلقات کے درمیان مشکل کام ہے کیونکہ اجتماعی خوشیاں اس کی منصفانہ تقسیم پر انحصار کرتی ہیں پھر یہ بھی دیکھئے کہ ہر انسانی تعلق دوسرے تعلق سے مختلف نوعیت کا ہوتا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ہر تعلقات کے اندر ہی ہر شخص خوشیوں کو (ڈیفائن) تعریف بھی کر سکتا ہے اور خوش رہنے کا سیقہ بھی اختیار کر سکتا ہے بعض انسانی تعلقات کو پر امن اختلافات بھی کہتے ہیں لیکن انسانی تعلقات میں خوشیوں کا دھنک رنگ محبت کی نو بہار ہی سے بھر سکتا ہے۔ کچھ لوگوں کے لئے خوشیوں کے ساتھ جینے کے معنی ہیں کہ بہت زیادہ تفریحی سامان میسر ہو، اچھے ریستوران میں بیٹھ کر خوش گپیاں لگائی جائیں، کچھ دوست عورت یا مرد مل بیٹھ کر دل کے غموں کا بوجھ ہلکا کر لیتے ہیں۔ چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جانا تعلقات میں بگاڑ کا ذریعہ بنتا ہے۔ بہت سے لوگ انسیت کو انگریزی میں (INTIMACY) کہتے ہیں۔

چھوٹی چھوٹی خوشیاں منائیں : دنیا بھر میں انسانوں کی خوشیاں سانجھی ہوتی ہیں، کچھ قہقہے لگا کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن انسان تنہا نہیں ہونا چاہتا۔ انسانی تعلقات میں محبت، انسان دوستی کا عنصر نمایاں ہو تو انسان غموں کو بھول جاتا ہے۔ گھر میں خوش گوار زندگی گزارنے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر کیا جائے اور چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو بڑی خوشیوں میں تبدیل کر دیا جائے تو انسان کے اندر مثبت سوچ پیدا ہوتی ہے جس سے اس کی صحت پر صحت مند اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ گاؤں میں پہلے پہل لڑکیاں ایک جگہ اکٹھی ہو کر مختلف کھیل کھیلتی تھیں، پینگ جھولتی تھی، چھپن چھپائی کا کھیل، وغیرہ احمد راہی پنجابی اور اردو کے شاعر کا پہلا، پنجابی مجموعی ترنجن جب منظر پر آیا تو اس میں یہ بتایا گیا کہ گاؤں کی خواتین، دوست۔ سہیلیاں کس طرح ایک جگہ اکٹھی ہو کر موج مستی کرتی تھیں اور زندگی کی خوشیاں ایک دوسرے سے بانٹتی تھیں جہاں وہ اپنے انسانی تعلقات میں خوشیوں کے دھنک رنگ بھرتی تھیں۔ اس جگہ کو ترنجن کہتے ہیں۔ اسی طرح مرد اپنے مضموم دل کی

ادا سیاں ہلکا کرنے اور خوشیوں سے لبریز ہونے کے لئے چوپال میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ شہر اور دیہات میں مختلف تہواروں اور شادیوں پر لوگ خوب شاداں ہوتے ہیں اور انسانی رشتے پیار محبت میں بندھ جاتے ہیں۔

وقت ضائع نہ کریں : یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زندگی ایک پل کی طرح ہے اسے گنوانا ٹھیک نہیں۔ اس کا ہر لمحہ انجوائے کرنا صرف اسی وقت عمل لایا جا سکتا ہے جب قریبی رشتے دار اور دوست مل کر انجوائے کریں اور ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے ملنے کے بہانے نکال لیتے ہیں اور پھر بچوں کو ان انسانی خوشیوں میں شامل ہو جانا زندہ رہنے کی نئی امنگ پیدا کرتا ہے۔ اب پوچھنے والے کہتے ہیں کہ خوشی ہے کیا؟ اکثر کا یہ کہنا ہے کہ یہ انسانی خواہشوں کا پورا ہونا ہے لیکن ہر شخص کی خواہش دوسرے سے جدا ہوتی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرا ملک ترقی کرے میرا ادارہ تازہ افق چھوئے اور کچھ خواہش کو اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں لیکن فطرت کا کہنا ہے کہ جب انسان دوسرے کو خوش دیکھ کر خوش ہو تو وہ ساری عمر خوش رہ سکتا ہے اور یہ بات تو ہر مذہب بھی کہتا ہے کچھ لوگ اپنی تحریروں کی پذیرائی پر خوش ہوتے ہیں، کچھ لوگ شہرت سے خوش ہوتے ہیں، کچھ لوگ دوسرے کے کام آتے ہیں اور کہتے ہیں اس سے میں اپنے خالق کو خوش رکھتا ہوں۔ اس سے میرے اندر خوشی پیدا ہوتی ہے۔ خوشی حاصل کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ تعلقات انسانی میں خوش رہنے کے لئے کامیاب اور مضبوط تعلقات کو استوار رکھنا ضروری ہے اس میں بھی یہ رائے دی جاتی ہے کہ آپ دوسروں کی عزت کریں تو آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا اور اس سے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں لیکن عزت کے معنی ہیں، کسی کا خیال رکھنا ہے صرف عزت سے پیش آنا نہیں۔ جب آپ کسی کا خیال رکھیں گے تو آپ کے دل میں خوشی جھوم اٹھے گی اور دوسرا شخص خاتون یا مرد وہ سوچے گا کہ میری بھی کوئی کیئر کرتا ہے تو اسے ابدی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

شریک حیات کو خوش رکھیں : اس میں آپ کی زندگی کا ساتھی سرفہرست ہے، کیونکہ آپ اس کے احساسات اور ضرورتوں کو سمجھتے ہیں زیادہ توقعات بھی اچھی نہیں ہوتی تھیں لیکن عزت کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کو سہولت اور آرام فراہم کریں کسی کے بارے میں اچھا سوچنا بھی خوشی ہے۔ تعلقات مساوی رویہ خوشیوں کا اہم ذریعہ ہے۔ تعلقات میں جب بھی کوئی اکیلا محسوس کرتا ہے لیکن اگر وہ سوچتا ہے یا سوچتی ہے کہ اس کی پشت پر اس کے دوست اس کے چاہنے والے ہیں تو وہ فرحت محسوس کرتا ہے۔ انسانی تعلقات اس وقت اپنے عروج پر ہوتے ہیں اور کامیاب بھی ہوتے ہیں جب ہر دوست ہر پارٹنر ہر رشتہ دار ایک دوسرے کے مشکل وقت میں مددگار ہو۔

تعلقات میں توازن رکھیں : تعلقات میں توازن رکھنا بھی فن ہے۔ مضبوط رشتوں والا شادی شدہ جوڑا خوب جانتا ہے کب کسی ایشو پر بات کی جائے اور کب تک اسے ملتوی رکھا جائے۔ یہ کرنا بھی خوشگوار زندگی میں دھنک رنگ بھرتا ہے۔ بچوں کے لڑائی جھگڑوں کے نتیجے میں گھر کی مجموعی خوشی کو خراب نہ کیا جائے۔ محبت اور شفقت کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب آپ سخت سے سخت وقت میں نرم لہجے میں گفتگو کریں۔ خوشیوں کو کامیاب کرنا ہے تو دوسرے کے احساسات کو بھی محسوس کرنا اشد ضروری ہے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے تعلقات میں کوئی شخص آپ کی روح کے زخموں کو مندمل نہیں ہونے دیتا اور تبدیل نہیں ہوتا تو اس کے مثبت پہلوؤں کو دیکھنا چاہئے۔

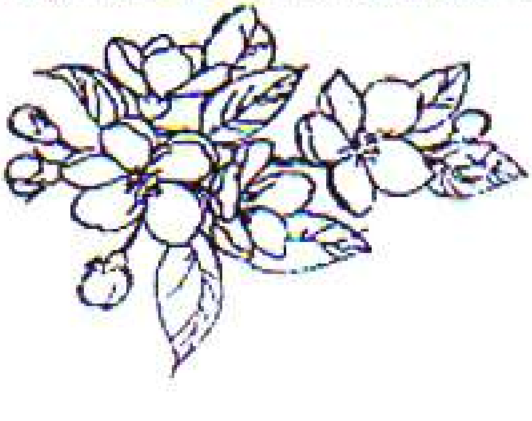

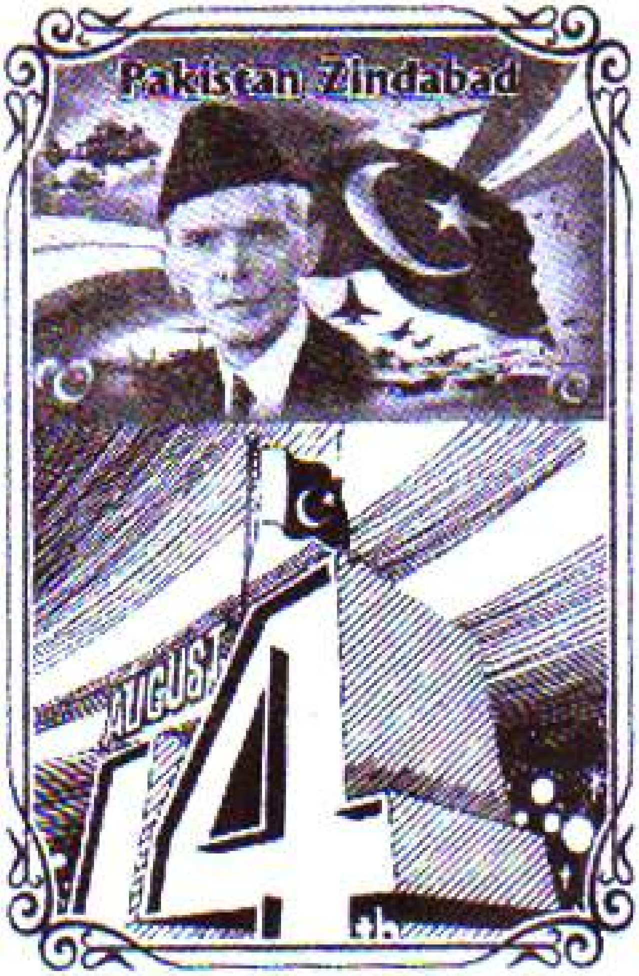

14 اگست۔یوم آزادی

جناب یونس صابر

یہ کس نے آکے صدائے امید افزا دی
خزاں نصیب چمن میں بہار لہرا دی

ہزار سال غلامی سے ایک دن بہتر
وہ ایک دن کہ میسر ہو جس میں آزادی

یہی متاع تھی جو سامراج سے لڑ کر
ہمیں جناح محمد علی نے دلوا دی

نہ عزم قائداعظم کے سامنے ٹھہری
نہ رام ہو سکی اہل قفس کو صیادی

یہ ارض کشور پاک آج جو حقیقت ہے
ہوئی ہزار خرابوں پہ اس کی آبادی

نہ بھول جانا شہیدوں کا خون آج کے دن
یہ کہہ رہی تھی چمن سے گلوں کی شہزادی

سلام کرتے ہیں چودہ اگست تجھ کو عوام
یہ رہگذار یہ دریا پہاڑ اور وادی

بشکریہ: ماہنامہ پاک جمہوریت لاہور
مطبوعہ شمارہ اگست۔ستمبر 2005ء

ملی نغمہ

ساقی جاوید

ساقی جاوید (1925ء - 1994ء) اصل نام سید شوکت علی تھا۔ ان کا شمار اردو کے ثقہ شعراء میں ہوتا ہے۔ عمر بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ قیام پاکستان کے بعد بحیثیت شاعر ان کی شہرت عام ہوئی۔ ان کی شاعری جدید و قدیم کا سنگم تھی۔ تازہ کاری اور معنی آفرینی ان کے اظہار و بیان کی ایک واضح خوبی تھی۔ بقول جناب قمر جمیل ان کی شاعری اور شخصیت میں اگرچہ دھیما پن تھا لیکن موسیقیت بھرپور تھی۔ انہوں نے تمام شعری اصناف میں طبع آزمائی کی مگر نظم کے حوالے سے زیادہ شہرت پائی۔

ساقی جاوید کی قومی شاعری حب الوطنی اور دردمندی کا ایک پرتاثیر نصاب ہے۔ قومی نظموں کا مجموعہ "چاند میری زمیں" اور نظموں کا مجموعہ "آشوب روزگار" کے عنوان سے شائع ہوکر معروف ہوئے۔ خصوصاً چاند میری زمیں میں شامل ان کے نغمات اور منظومات ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی نمائندہ ہیں۔ ساقی جاوید کا لکھا ہوا قومی نغمہ "چاند میری زمیں پھول میرا وطن" نصف صدی سے استاد امانت علی خاں کی روح پرور آواز میں وطن دوستی اور جذبہ و احساس کی علامت کے طور پر مقبول ہے۔

چاند میری زمیں پھول میرا وطن

چاند میری زمیں پھول میرا وطن
میرے کھیتوں کی مٹی میں لعل یمن
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

میرے ملاح لہروں کے پالے ہوئے
میرے دہقاں پسینوں کے ڈھالے ہوئے
میرے مزدور اس دور کے کوہ کن
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

میرے فوجی جواں جراتوں کے نشاں
میرے اہل قلم عظمتوں کی زباں
میرے محنت کشوں کے سنہرے بدن
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

میری سرحد پہ پہرہ ہے ایمان کا
میرے شہروں پہ سایہ ہے قرآن کا
میرا ایک اک سپاہی ہے خیبر شکن
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

میرے دہقاں یونہی ہل چلاتے رہیں
میری مٹی کو سونا بناتے رہیں
گیت گاتے رہیں میرے شعلہ بدن
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

میمن برادری کی تاریخ وثقافت اور معلومات افزا گجراتی تصنیف

''پاکستان اورانے میمنو'' سے اقتباسات

جدوجہد آزادی سے قیام پاکستان تک کا سفر

ممتاز سینئر ریسرچ اسکالر تاریخ حبیب عبدالغنی لاکھانی (مرحوم)

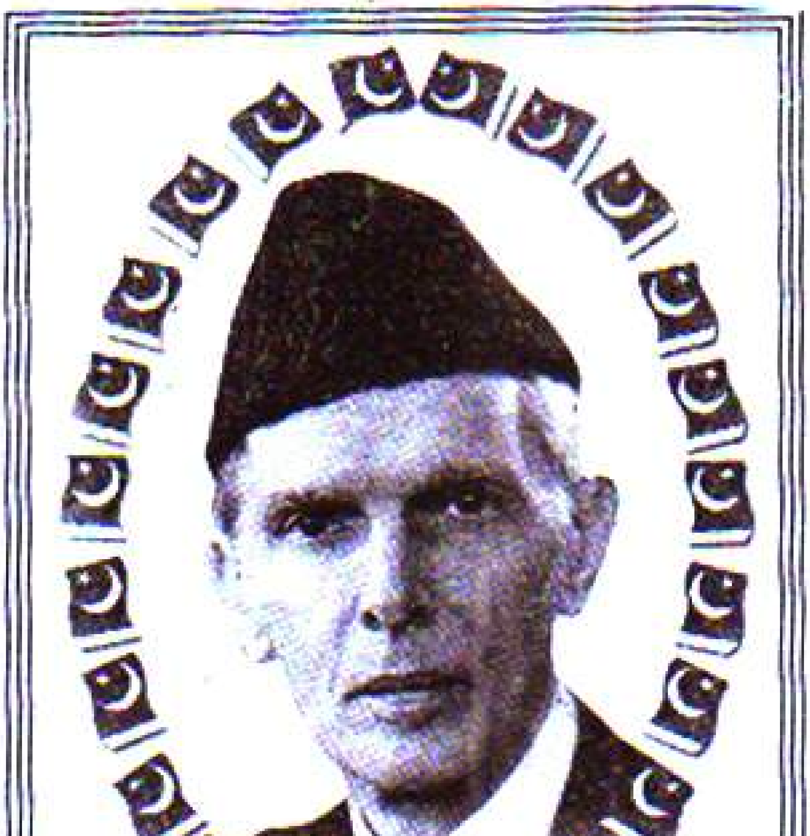

14 اگست 1947ء، وہ تاریخی دن تھا جب برصغیر (متحدہ ہندوستان) کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد مملکت خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اس ملک کے قیام میں جان و مال کی جتنی قربانیاں پیش کی گئیں، ان کی مثال نہیں مل سکتی۔ کیا ہمارے قارئین یہ جانتے ہیں کہ وہ کون عظیم لوگ، برادریاں اور اقوام تھیں جنھوں نے اس مملکت خداداد پاکستان کے اس خواب کو ممکن بنایا جو شاعر مشرق علامہ اقبال نے دیکھا تھا؟ اور جس کی تعبیر قائداعظم محمد علی جناح نے ساری دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔

وہ کون لوگ تھے؟ پاکستان کے قیام کو ممکن بنانے والی ایک آدھ برادری نہیں تھی بلکہ بے شمار اقوام اور برادریوں نے اس کے قیام

Late Habib Lakhani

کے لیے دن رات جدوجہد کی تھی اور جانی ومالی قربانیاں بھی دی تھیں جس کے بدلے میں ہمیں یہ آزاد اسلامی ملک پاکستان نصیب ہوا تھا۔ ان بہت سی برادریوں اور اقوام کے نام تو بہت لوگ جانتے ہیں مگر ان عظیم لیڈرز اور راہنماؤں کے ناموں اور اس ضمن میں ان کے کردار سے کوئی واقف نہیں جنھوں نے اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے لیے دن رات جدوجہد کی تھی اور کوششیں و کاوشیں کی تھیں۔ ممکن ہے ان میں صرف چند راہنماؤں کے بارے میں ہمارے قارئین اور عام لوگ جانتے ہوں مگر شاید کبھی کے بارے میں وہ نہیں جانتے ہوں گے

جنھوں نے پاکستان کی تحریک کو چلانے اور حصول پاکستان جیسی اہم تحریک میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ جنھوں نے پاکستان کی تحریک میں اور اس اسلامی ریاست کے حصول و قیام میں غیر معمولی کردار ادا کیا تھا مگر شومئی قسمت کہ ان کے ناموں اور ان کی شخصیات سے عام لوگ واقف نہیں ہیں۔ ذیل میں ہم انہی کے حوالے سے بات کریں گے اور اس جدید تحقیق اور ریسرچ سے اپنے قارئین کو بھی آگاہ کریں گے جو بلا شبہ تحریک پاکستان کے باب میں ایک اہم اور ناقابل یقین اضافہ ہے۔ آیئے اس کے بارے میں مطالعہ کرتے ہیں۔

معاشی اور اقتصادی استحکام : میمن برادری ایک ایسی عظیم برادری ہے جس نے تحریک پاکستان کے وقت اور پھر قیام پاکستان کے وقت قائداعظم محمد علی جناح کی خدمت میں چاندی اور نقرئی گولیاں پیش کردی تھیں۔ گویا ان حضرت نے قائداعظم کو سونے اور چاندی سے لاد دیا تھا تاکہ وہ پورے زور و شور سے اس تحریک کو شروع کریں اور عملی طور پر ایک منطقی انجام تک پہنچ گئیں۔ میمن برادری ایک ایسی عملی برادری ہے جس نے قیام پاکستان کے بعد اس نومولود اسلامی ریاست کو معاشی اور اقتصادی طور پر وہ استحکام بخشا تھا کہ پہلے پاکستان قائم ہوا اور پھر معاشی طور پر مضبوط و مستحکم بھی ہوا۔

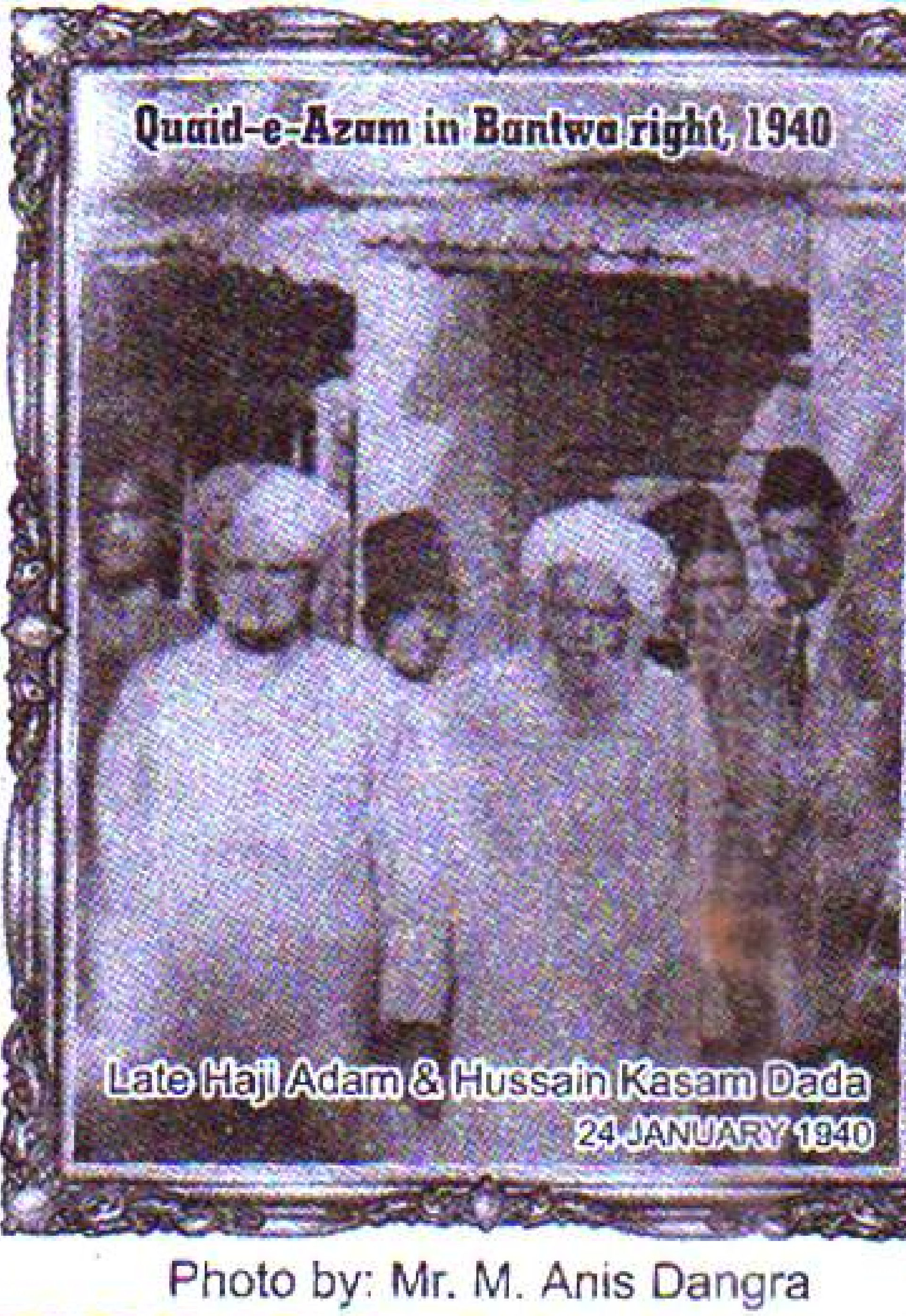

Photo by: Mr. M. Anis Dangra

ذکر ایک پرانے واقعے کا :

پاکستان کی تاریخ میں لکھا ہے کہ 1945 کے آخر میں مرکزی قانون ساز اسمبلی صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن ہوئے تو قائداعظم نے شملہ کانفرنس کے اختتام کے فوری بعد 16 جولائی 1945 کو مسلم لیگ پارلیمانی الیکشن فنڈز کے لیے ایک جذباتی اپیل کی جس کے بعد وہ بمبئی پہنچے جہاں حاجی محمد بنگالی کی صدارت میں مسلمانوں کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسے میں شریک ہونے والے زیادہ تاجر نمبر (عمارتی لکڑی) اور اناج کے تاجر تھے ان سبھی میمن تاجروں نے مشترکہ طور پر قائداعظم کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم انتخابی فنڈز میں رقم پیش کی تھی۔ اس موقع پر پرجوش میمن تاجروں نے قائداعظم کی موجودگی میں بڑی عمدہ تقریریں کیں۔ ان تاجروں کے نمایاں لیڈر انجمن تاجران بمبئی کے صدر حاجی احمد

غریب اور ساتھی حاجی محمد تھے۔ ان سب تاجروں نے اس موقع پر قائداعظم کی قیادت پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور قائداعظم کو یہ یقین دلایا کہ وہ ہر وقت اور ہر لمحہ ان کے ساتھ ہیں۔

قائداعظم سے کیا وعدہ کیا : اس موقع پر عمارتی لکڑی کے ان میمن تاجروں نے قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ایک خاص وعدہ بھی کیا تھا؟ وہ کیا تھا، ہم آپ کو بتاتے ہیں: وہ وعدہ یہ تھا: ''ہم تمام مسلمان آپ کی زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو مانیں گے، اس کو تسلیم کریں گے اور آپ کی دی ہوئی ہر ہدایت اور ہر حکم کو دل وجان سے مانیں گے۔''

قائداعظم کا تاریخی جواب : جب بمبئی کے عمارتی لکڑی اور اناج کے میمن تاجروں نے قائداعظم سے مذکورہ بالا وعدے کیے اور ان کی خدمت میں ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم پیش کی تو جواب میں قائداعظم نے جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ اب تاریخ کے صفحات کا ایک انمٹ نقش بن چکا ہے۔ آپ نے کہا تھا: ''کیا آپ ایک لاکھ روپے کا مطلب سمجھتے ہیں؟ اس ایک لاکھ روپے کا مطلب یہ ہے کہ اب ہماری قوم جاگ چکی ہے، زندہ ہوگئی ہے۔ میں یہ محسوس کررہا ہوں کہ اب مسلم قوم کا ہر بچہ یہ جان اور سمجھ چکا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔''

12 اگست۔ قیصر باغ کا تاریخی واقعہ : اس غیرمعمولی تاریخ کا ایک اور واقعہ جو 12 اگست کو پیش آیا، وہ قیصر باغ کا واقعہ تھا۔ اس دن بھی مسلمانوں کا ایک بڑا جلسہ قیصر باغ میں منعقد ہوا تھا۔ اس موقع پر ایک بار پھر بمبئی کے مختلف تاجر جمع ہوئے جس میں ہوزری کے تاجر، لکڑی، فولاد اور ریڈی میڈ گارمنٹس کے تاجر حضرات بھی شامل تھے اور بڑی تعداد اناج کے تاجروں کی تھی۔ ان سب حضرات نے اپنے اپنے اداروں کی جانب سے قائداعظم کی خدمت میں کم وبیش 31100 روپے کی خطیر رقم اجتماعی طور پر پیش کی تھی۔ اس میں نمایاں میمن تاجر حاجی ابوبکر بیگ محمد کی جانب سے 10 ہزار روپے دیے گئے تھے۔

ایک منفرد اپیل : اسی جلسے میں قائداعظم محمد علی جناح کی جانب سے چاندی کی گولیوں کے لیے ایک منفرد اپیل بھی کی گئی تھی اور اس اپیل کو تاریخ پاکستان میں بڑی شہرت نصیب ہوئی۔ یہ جلسہ بھی قیصر باغ میں منعقد ہوا تھا جس میں قائداعظم نے کہا تھا کہ میں نے آپ حضرات سے اپنے کام میں سپورٹ مانگی ہے اور اس کے بعد میری آپ سے ایک اور بھی اپیل ہے اور وہ یہ کہ آپ میری اس تحریک کو عمل کرنے کے لیے میری مزید مدد کریں اور مجھے چاندی کی گولیاں عطیہ کی شکل میں دیں۔ اس سے میں اور بھی مضبوط ہوں گا اور میرے کاموں میں نہایت آسانی پیدا ہوگی۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ سے چاندی کی گولیاں کیوں مانگی ہیں۔ وہ اس لیے کہ لڑائی ہمیشہ گولیوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے مگر میری یہ لڑائی حق کے لیے ہے اور اسی لیے مجھے گولہ بارود والی گولیاں نہیں بلکہ چاندی کی گولیاں چاہئے جو امن اور تہذیب کی علامت ہیں۔ چاندی کی گولیاں تو انسان کی جسمانی بیماری دور کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہیں اور میں ایک قومی مطالبے کے لیے اور قومی بیماری کے خاتمے کے لیے، حق اور سچ کی فتح کے لیے یہ جنگ لڑ رہا ہوں اس کے لیے مجھے چاندی کی گولیاں درکار ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ آپ اس کام میں میرا ضرور ساتھ دیں گے اور مجھے یہ لڑائی لڑنے کے قابل بنا کر مجھے مضبوط اور توانا بنائیں گے۔ آیئے اس جنگ کو لڑنے کے لیے ہم چاندی کی گولیاں جمع کریں۔

ایک اور چیک کس نے دیا ؟ اس کے بعد تو مسلمانوں میں اور برصغیر کے اہل ایمان میں اور بھی جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ ایک اور جلسہ نظام الدین قریشی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ اکتوبر کی 27 کو 1945 کو سال میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسے میں بھی لوگ بہت بڑ

جوش تھے۔ چنانچہ ان سب حضرات نے قائداعظم کی اپیل پر دو لاکھ روپے کی خطیر رقم کا ایک چیک اپنے محبوب لیڈر کی خدمت میں پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے ہر ایک حکم پر سر تسلیم خم کریں گے اور پاکستان کے قیام میں آپ کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے اس عظیم منزل کو حاصل کرنے کی کوشش اور جدوجہد کریں گے۔

انتخابی فنڈز کی وصولی کے الگ الگ دورے : برصغیر پاک و ہند کی تحریک کے وقت مملکت خداداد کے قیام کے لیے جو تحریک شروع کی گئی تھی اور اس ضمن میں جو اپیلیں کی گئی تھیں، اس حوالے سے فنڈز کی وصولی میں آسانی پیدا کرنے کے لیے ریاست کچھ، کاٹھیاواڑ مسلم لیگ کے راہ نماؤں کے ایک وفد نے حاجی یوسف اللہ رکھا پٹیل کی سربراہی میں ایک اور پلان تشکیل دیا جس کا مقصد انتخابی فنڈ کی وصولی میں سہولت اور آسانی پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ اس کے لیے ان سبھی حضرات نے باہمی صلاح و مشورے کے بعد کاٹھیاواڑ کی علیحدہ علیحدہ ریاستوں اور علاقوں کے تفصیلی دوروں کا منصوبہ تیار کیا اور اس پر فوری عمل بھی کر ڈالا۔ اس موقع پر ان ریاستوں اور علاقوں کی طلبہ انجمنوں اور والنٹیئرز کی تنظیموں نے بڑا ساتھ دیا اور ان کے بھرپور تعاون کی وجہ سے اس کام میں بڑی آسانی پیدا ہوگئی اور سارا کام ایک سسٹم کے تحت خود بخود ہوتا چلا گیا۔

انتخابی فنڈ اور جنوبی افریقہ کے مسلمان : برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں یہ بات ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائے گی کہ اس انتخابی فنڈ میں سب سے بڑا اور بھرپور حصہ اس وقت جنوبی افریقہ میں آباد ان مسلمانوں کا تھا جو اس دور میں انڈیا اور پاکستان (غیر منقسم) کے علاقوں سے ہجرت یا نقل مکانی کر کے جنوبی افریقہ گئے تھے اور انہوں نے اس ملک میں مستقل قیام بھی کیا تھا اور وہاں عملی جدوجہد بھی شروع کی تھی۔ یہ لوگ، اور یہ برادری ہمیشہ سے ہی محنتی تھی اس لیے انہیں وہاں سیٹل ہونے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور وہ وہاں آباد ہو کر اپنے مستقبل کو روشن اور تابناک بنا رہے تھے۔ یہ محنتی مسلمان جلد ہی خوشحال ہو گئے۔ اسی دوران قائداعظم کی اپیل آئی تو ان سب نے اس پر لبیک کہا۔ ان پرجوش اور اپنی سرزمین سے محبت کرنے والے مسلمانوں میں کاٹھیاواڑ کی میمن برادری سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی شامل تھے۔ ان سب میں گجراتی، کچھی اور کھتری برادریاں بھی شامل تھیں اور ان سبھی برادریوں کو قائداعظم سے اور ان کی چلائی گئی تحریک پاکستان سے بھرپور لگاؤ تھا۔ ان لوگوں اور ان برادریوں کی بہت بڑی اور کثیر تعداد اس وقت جنوبی افریقہ کے مختلف علاقوں میں آباد تھی اور اس ملک کی ترقی کے لیے دن رات کام کر کے اپنا مثبت اور تعمیری کردار ادا کر رہی تھی۔ جنوبی افریقہ کے یہ وہ جرأت مند مسلمان تھے جنھوں نے جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی ایک قابل ذکر اور خاص بات یہ بھی تھی کہ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا اور اس مملکت میں ہر اہم دن پر تقریبات بھی منعقد کرنے لگے تھے۔ گویا وہاں ہر وہ کام ہو رہا تھا جو اس وقت متحدہ ہندوستان میں ہوا کرتا تھا خاص طور سے جنوبی افریقہ کی مسلم لیگ کے راہنما ہر قومی دن کے موقع پر اپنے ہیڈ کوارٹر کی ہدایات کے مطابق وہاں بھی خصوصی اور شایان شان تقریبات کا اہتمام کیا کرتے تھے جس سے ان کے نہ صرف اپنے وطن سے تعلق مضبوط انداز سے جڑا رہا بلکہ اس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید پختگی بھی آتی چلی گئی اور وہ اتنی دور ہوتے ہوئے بھی ایک قوم، ایک برادری کی حیثیت سے اپنی تمام ملی اور قومی ذمہ داریاں انجام دیتے چلے گئے۔

قائداعظم کی اپیل پر بھرپور جواب : یہ وہ زمانہ تھا جب قائداعظم نے تحریک پاکستان کو موثر انداز سے چلانے کے لیے چاندی کی گولیوں کی شہرہ آفاق اپیل کی تھی جس کا جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور میمن برادری نے انتہائی زبردست اور بھرپور جواب دیا تھا کہ جتنے اور

دیکھنے والے بھی حیران رہ گئے تھے۔اس وقت تن تنہا جنوبی افریقہ کی مسلم لیگ نے 50 ہزار پاؤنڈ کا عطیہ دیا تھا اور یہ رقم اس زمانے میں ساڑھے چھ لاکھ انڈین روپے کے برابر بنتی تھی۔ یہ کوئی معمولی رقم نہیں تھی بلکہ بہت بڑا عطیہ تھا جس نے ساری دنیا کو ہی حیران کردیا تھا۔لوگ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کا یہ جذبہ دیکھ کر حیران بھی تھے اور بے حد خوش بھی کہ ان لوگوں نے ایک عظیم مقصد کے لیے اپنے دلوں کے دروازے بھی کھول دیے تھے اور اپنی تجوریوں کے منہ بھی کھول کر ساری دنیا کو یہ دکھا دیا تھا کہ بڑے مقاصد کے لیے کس طرح فیاضی کی جاتی ہے اور عظیم مقاصد کس طرح حاصل کیے جاتے ہیں۔

ایک اور بڑا عطیہ بمبئی کی طرف سے : 21 دسمبر 1945ء کو بمبئی میں میمن چیمبر آف کامرس اور میمن مرچنٹس ایسوی ایشن کی جانب سے جناب سلیمان پیر محمد دیوان کی صدارت میں ایک خصوصی جلسہ منعقد ہوا جس میں انتخابی فنڈ کے لیے قائداعظم کی خدمت میں 147000 روپے کی رقم سے بھری ہوئی ایک تھیلی پیش کی گئی اس موقع پر قائداعظم نے بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تھا کہ اب ہمیں پاکستان کو حاصل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

ٹی پارٹی میں بھی عطیات : اس کے بعد بمبئی کے گجراتی تاجروں نے قائداعظم کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا۔اس پارٹی میں بھی قائداعظم کی خدمت میں عطیات پیش کیے گئے اور چاندی کی گولیاں بھی پیش کی گئیں۔بمبئی کے مسلمانوں نے قائداعظم کی اپیل پر بہت بڑی تعداد میں چاندی کی گولیاں پیش کی تھیں جس پر قائداعظم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں بے حد خوش ہوں کہ آپ حضرات نے میرے کام کو آسان بنادیا ہے اور اب میں بھی آپ سب کو مایوس نہیں کروں گا، یہ میرا آپ سب سے وعدہ ہے۔

اس فنڈ کا نتیجہ کیا نکلا ؟ غرض انتخابی فنڈ جمع کرنے کے لیے جو مہم شروع کی گئی تھی اس کے خاطر خواہ نتائج نکلے۔1945ء کے آخر میں انڈیا کی قانون ساز اسمبلی کے الیکشن ہوئے جن میں مسلمانوں کے لیے مخصوص 30 سیٹوں پر مسلم لیگ کامیاب ہوگئی اور ساری دنیا پر یہ واضح کردیا گیا کہ مسلم لیگ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اسی لیے وہ اتنی اکثریت کے ساتھ آئی تھی کہ مخالفین کے ہوش اڑ گئے۔جب ہم پاکستان کی روشن اور زریں تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ میمنوں نے اس ملک کے قیام کے لیے بڑی جدوجہد کی تھی جس کے حوالے اور حوالہ جاتی حقائق آج بھی تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔میمن اور گجراتی برادری نے تحریک پاکستان کے وقت اس تحریک کے لیے دل کھول کر فنڈز پیش کیے تھے۔فنڈز کسی بھی تحریک کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتے ہیں جس کا قائداعظم کو احساس تھا اسی لیے انہوں نے ضرورت پڑنے پر سب سے پہلے میمن اور گجراتی برادری سے رجوع کیا تھا اور ان برادریوں نے قائداعظم کو بالکل مایوس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دل اور اپنی تجوریوں کے دروازے ان کے سامنے کھول دیے تھے۔

(اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

ضروری ھدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

قومی نغمہ

صہبا اختر

صہبا اختر (1931ء - 1996) اصل نام اختر علی تھا۔ ان کے والد منشی رحمت علی اپنے زمانے کے معروف ڈرامہ نگار تھے اور ان کا شمار آغا حشر کاشمیری کے ہم عصروں میں ہوتا تھا۔ صہبا اختر جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ بریلی (یوپی) سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ لیکن تقسیم ہند کے نتیجے میں پاکستان آ گئے۔ ابتداً ناموافق حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے محکمہ خوراک میں ملازمت اختیار کرلی۔ زمانہ طالب علمی سے ہی شاعری کا شوق تھا لہٰذا مشاعروں میں شرکت شروع کردی۔ نہایت گھن گرج کے ساتھ مشاعروں میں اپنا کلام سنایا کرتے تھے۔ زود گو شاعر تھے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی۔ فلموں کے لیے بھی گیت لکھے مگر قومی شاعری کے حوالے سے زیادہ معروف ہوئے۔ ان کے شعری مجموعوں میں سرکشیدہ، اقرا، سمندر اور مشعل شامل ہیں۔ یہاں ہم نے صہبا اختر کا قومی نغمہ وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا منتخب کیا ہے جسے گلوکار و نیر نور اور ساتھیوں کی آوازوں میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا

وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا
وطن کی مٹی عظیم ہے تو، عظیم تر ہم بنا رہے ہیں
وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا

ترے مغنی کی ہر صدا میں
تری ہی خوشبو مہک رہی ہے
ہر اک سر میں ہر ایک لے میں
تری محبت چمک رہی ہے
وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا

تری زمیں پہ چاند تارے
ہے جن کی آنکھوں میں پیار تیرا
صداقتوں کے دیے جلا کر
بڑھا رہے ہیں وقار تیرا
وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا

ہر ایک دل میں تری لگن ہے
تری ہی جانب ہر اک نظر ہے
تیری حفاظت کا عزم لے کر
ہر ایک اپنے محاذ پر ہے

وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا
وطن کی مٹی عظیم ہے تو، عظیم تر ہم بنا رہے ہیں
وطن کی مٹی گواہ رہنا، گواہ رہنا

تاریخ کے جھروکوں سے

یادرفتہ۔ایک بھولی بسری داستان

82 سال قبل کے ناقابل فراموش واقعات۔پہلی بار تاریخی دستاویز کا اردو ترجمہ پیش ہے

ممتاز مسلم لیگی رہنما عثمان عیسیٰ بھائی میمن ایڈووکیٹ (مرحوم) کا راجکوٹ میں پریس کانفرنس میں تاریخی بیان

گجراتی رپورٹ : نورمحمد جمال نور میمن، ایڈیٹر ہفت روزہ مسلم بلیٹن راجکوٹ

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل، سینئر قلمکار اور ریسرچ اسکالر

خلاصہ : انڈیا کے عوامی رہنما مہاتما گاندھی اور راجکوٹ (انڈیا) کے مسلم لیگی رہنماؤں کے درمیان تاریخی مذاکرات ہوئے تھے جو بعد میں یکایک ختم ہوگئے تھے۔ایسا کیوں ہوا تھا؟ اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں تھا۔پھر 19 اپریل 1939ء کو ریاست کاٹھیاواڑ کے لیگی صدر اور قائداعظم محمد علی جناح کے قابل اعتبار رفیق کار جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن (ایڈووکیٹ) بی۔اے۔ایل ایل بی نے ان مذاکرات کے حوالے سے ایک اہم پریس کانفرنس میں چونکا دینے والے انکشافات کیے تھے۔انہوں نے اس پریس کانفرنس میں جو بھی انکشافات کیے تھے انہیں باقاعدہ ایک تحریری بیان کی شکل میں محفوظ کرلیا گیا تھا۔

یہ بیان 21 اپریل 1939ء کو ہفت روزہ مسلم بلیٹن میں شائع ہوا تھا۔یہ راجکوٹ (انڈیا) سے شائع ہونے والا ہفت روزہ تھا جس نے برصغیر کے مسلمانوں کی تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے مشن کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔یہ مسلم لیگ کا ترجمان ہفت روزہ تھا جو

ممتاز گجراتی قلمکار: نور محمد جمال نور مرحوم

صرف گجراتی زبان میں شائع ہوا کرتا تھا۔ اس زمانے میں ''مسلم بلیٹن'' کے چیف ایڈیٹر جناب نور محمد جمال نور میمن تھے جو گجراتی زبان اور ادب کے ممتاز قلمکار اور اس دور کے معروف اور مستند صحافی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد نور محمد جمال نور میمن صاحب بھی دیگر حضرات کے ساتھ پاکستان چلے آئے تھے اور انہوں نے بعد میں پاکستان کی صحافت میں بھی بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ انہیں گجراتی علم و ادب کے ساتھ ساتھ گجراتی صحافت کا بھی ایک اہم ستون قرار دیا جاتا تھا۔ کراچی سے شائع ہونے والے روزنامہ ڈان گجراتی اور روزنامہ وطن گجراتی کے چیف ایڈیٹر رہے۔

واضح رہے کہ راجکوٹ (انڈیا) سے شائع ہونے والا مذکورہ بالا ہفت روزہ ''مسلم بلیٹن'' بدری پرنٹنگ پریس سے شائع ہوتا تھا جو لاکھاجی روڈ پر واقع تھا۔ جناب عثمان عیسیٰ بھائی میمن کی یہ تاریخی دستاویز اردو زبان میں پہلی بار شائع کی جا رہی ہے ورنہ اس سے پہلے کہ جیسا ہم نے اوپر بھی لکھا ہے، یہ گجراتی میں تو 82 سال قبل شائع ہو کر تاریخ کا حصہ بن چکی ہے مگر اب اس سے میمن برادری کے علاوہ غیر میمن برادریاں بھی فیض یاب ہو سکیں گی۔ 82 سال بعد اس تاریخی بیان کی اشاعت اس بات کی دلیل ہے کہ حقیقت کبھی چھپ نہیں سکتی۔ یہ سو پردوں میں سے بھی نمایاں ہو کر منظر عام پر آجاتی ہے بلاشبہ اس سے تاریخ پاکستان اور قیام پاکستان کے محققین بھرپور استفادہ کر سکیں گے۔ (مترجم: کھتری عصمت علی پٹیل)

راجکوٹ کی دستور ترمیم کمیٹی میں دو مسلم نمائندوں کو شامل کیے جانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کے لیے کسی نتیجے پر پہنچنے کے لیے گاندھی جی اور میرے درمیان بات چیت شروع ہوئی مگر اس میں ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے جس کے بعد یہ مذاکرات ختم کرنے پڑے جو بلاشبہ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے۔ انڈیا کی سپریم کورٹ کے جج نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ راجکوٹ کی مذکورہ ترمیم کمیٹی کے لیے پسندیدہ اور موزوں نمائندوں کے انتخاب پر پورے انڈیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور یہ کام جلد ہو جانا چاہیے۔ ان منتخب ارکان یا نمائندوں کا انتخاب ٹھاکر صاحب کے 26 دسمبر 1938ء کو جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر 50۔ 39 - 1938ء کے تحت اور اسی تاریخ کو شری ولبھ بھائی پٹیل کے تحریر کردہ خط کے مطابق ہونا تھا مگر گاندھی جی نے راجکوٹ کے معاملے میں جس طرح خصوصی دلچسپی لی اور جس طرح کے بیانات دیئے، ان کے بعد ان بیانات کی اہمیت ٹھاکر صاحب کے نوٹیفکیشن اور ولبھ بھائی پٹیل کے خط سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ واضح رہے کہ نوٹیفکیشن 50 میں کہا گیا تھا:

کیا لکھا تھا؟ ہم نے ایک ایسی کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے جس میں ریاستی عوام یا سرکاری ملازمین پر مشتمل دس ارکان ہوں گے جن میں سے تین افراد تو سرکاری افسر ہوں گے اور سات افراد ریاست کے عوام میں سے لیے جائیں گے۔ ان کے نام بعد میں ظاہر کیے جائیں گے۔ پھر کمیٹی کا صدر ہم مقرر کریں گے۔ اس کے بعد یہ کمیٹی جنوری کے آخر تک پوری جانچ پڑتال اور غور و فکر کے بعد ایک ایسی ترمیمی رپورٹ تیار کرے گی اور ہمیں پیش کرے گی جس میں تمام اختیارات کے ساتھ ہمارے تعلق (وابستگی) اور خصوصی حقوق کا خیال رکھا گیا ہو اور اس سے ہمارے عوام کو زیادہ طاقت

بھی ملے اور نتیجہ بھی۔

دوسرے خط کی عبارت : 26 دسمبر 1938ء کو ویرجھ بھائی پٹیل پرٹھاکر صاحب کے تحریر کردہ خط کی عبارت یہ تھی: آج کی تاریخ کے سرکاری حکم نامہ کے دوسرے کالم میں لکھا ہے کہ مذکورہ کمیٹی کے سات ارکان کی سفارش ویرجھ بھائی پٹیل کریں گے اور ہم ان ساتوں ارکان (ممبرز) کے ناموں کی منظوری دیں گے۔

گاندھی جی کے الفاظ : دوسری طرف راجکوٹ ریاست کی اس دستوری ترمیمی کمیٹی میں مسلم ارکان کی شمولیت کا وعدہ خود گاندھی جی نے ان الفاظ میں کیا تھا: اگر مسلمان اس کمیٹی میں شامل ہونے پر زور دیں گے تو میں ان کے اس اصرار پر ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔

وعدہ گاندھی کا : یہ وہ وعدہ تھا جو گاندھی جی نے اپنا ''احتجاجی برت'' رکھنے سے پہلے کیا تھا اور ''برت'' کے بعد بھی انہوں نے اس وعدے کو دہرایا تھا۔ بعد میں جب انہوں نے یہ برت چھوڑا تو وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ وائسرائے نے اس کا جو حل بتایا ہے اور جسے انہوں نے منظور بھی کیا تھا، اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کمیٹی کی تشکیل کے مطابق ٹھاکر صاحب کے نوٹیفکیشن اور ولبھ بھائی پٹیل کے خط کو جج صاحب نے سمجھ لیا ہے اور وہ سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق کمیٹی تشکیل دے دیں گے مگر حقیقت یہ تھی کہ یہ کمیٹی مذکورہ نوٹیفکیشن اور خط کے مطابق میں قائم ہوئی تھی جس میں دس ارکان ہونے تھے۔

ٹھاکر صاحب کا اصرار : ٹھاکر صاحب کا اصرار تھا کہ کمیٹی کا صدر کمیٹی کے دس ارکان کے علاوہ ہوگا۔ اس وقت مسٹر گاندھی اور مسٹر پٹیل نے بھی کمیٹی کے ارکان دس تسلیم کیے تھے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے بھی گاندھی جی کی خواہش کے مطابق فیصلہ دیا تھا۔ ان حالات میں اگر گاندھی جی نے اپنے برت چھوڑے اور بار بار مسلمانوں سے وعدے کرتے رہے تو اس کا صرف یہی مطلب نکل سکتا ہے۔ وہ یہ کہ: ''اگر مسلمان زور دیں گے تو انہیں دس ممبران کی کمیٹی میں صرف دو سیٹیں دے دیں گے۔'' مگر بعد میں گاندھی جی نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ: ''دستوری ترمیم کمیٹی میں ہماری اکثریت ہوگی۔''

حیرت ؟ اس پر مجھ کو حیرت تو ہوئی تھی کہ انہوں نے مسلمانوں سے دو سیٹوں کا وعدہ کیوں اور کیسے کر لیا؟ اصل بات یہ تھی کہ گاندھی جی نے اپنے احتجاجی ورت چھوڑنے کے بعد یہ تک کہہ دیا تھا کہ ''برصغیر اور راجکوٹ کے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کرنے کے لیے میں نے یہ کہہ دیا تھا۔ یہ بہت ضروری تھا۔''

مسٹر ڈھیبر : 9 اپریل 1939ء کو مسٹر ڈھیبر نے ہمیں یہ بتایا کہ آج شام کو گاندھی جی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہم شام کو ان کے پاس گئے۔ اس کے بعد ہمارے ان سے تفصیلی مذاکرات ہوئے جن میں ہم نے صرف مذکورہ کمیٹی میں دو مسلمان نمائندوں کی شمولیت پر ہی بات نہیں کی بلکہ ہم نے ان سے تمام مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت پر بھی بات چیت کی۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ گاندھی جی دستور میں شامل کرنے کے لیے مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت کا بھی پیکیج تیار کریں تاکہ ہمیں اطمینان ہو سکے۔

گاندھی جی کا خط : 10 اپریل 1939ء کو گاندھی جی نے مجھے ایک خط لکھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر مسلمانوں کو دی جانے والی مذکورہ ضمانت کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے تو مسلمان نمائندے دستوری ترمیمی کمیٹی کی کانفرنس میں شامل ہو کر کانفرنس کے دیگر ممبران کے ساتھ ووٹ دینے کا حق استعمال کریں گے اور یہ بات انہوں نے (گاندھی جی) نے تسلیم بھی کر لی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے

ان کے ماننے یا نہ ماننے پر کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ گاندھی جی کے خط پر مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی کیونکہ ہم نے تو ایسی نہ کوئی بات کی تھی اور نہ شرط رکھی تھی۔ یہ سب انہوں نے خود ہی کہا تھا۔

11 اپریل کا خط : میں نے 11 اپریل 1939ء کو گاندھی جی کو خط لکھا جس میں ان کی مذکورہ بات منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا اور مختصراً لکھا کہ مسلمان اب تک اس کانفرنس میں شامل نہیں ہو سکے ہیں کیونکہ ان کی مسلم کونسل الگ سے موجود ہے اس لیے مسلمان نمائندے اس کمیٹی میں مسلم کونسل کے نمائندوں کی حیثیت سے ہی شریک ہوں گے۔ اگر مسلم ارکان نے گاندھی جی کی مذکورہ بالا شرط مان لی تو ان کی حیثیت اس کانفرنس میں محض کٹھ پتلی کی رہ جائے گی اور یہ وہ حیثیت ہے جسے تسلیم کرنے کے لیے کوئی بھی غیور قوم تیار نہیں ہوگی۔

گاندھی جی کے دل میں وسوسہ ؟ در اصل اس دوران کئی مفاد پرست سیاست دانوں اور جماعتوں نے گاندھی جی کے دل میں وسوسہ پیدا کر دیا تھا کہ مسلم ارکان ٹھاکر صاحب کے زیر اثر عوام کو ملنے والے قانونی حقوق کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ محض بدگمانی تھی جسے دور کرنے کے لیے میں نے اپنی طرف سے اس خط میں وضاحت کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ مسلم نمائندے ایسی ہر کوشش کی حمایت کریں گے جس کے تحت عوام کو وسیع قانونی اختیارات اور حقوق حاصل ہوں۔ ہم ان کو ملنے والے وسیع حقوق کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

مطالبہ کیا تھا؟ اس کے علاوہ اس خط میں، میں نے گاندھی جی سے یہ پرزور مطالبہ بھی کیا تھا کہ ہم مسلمان آپ سے صرف اپنے قانونی اور آئینی تحفظ کی ضمانت ہی نہیں چاہتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ دستور سازی کے پورے اور مکمل عمل کے دوران مسلمانوں کا کردار بھی نظر آنا چاہیے اور ان کی آواز کو بھی اس میں شامل کرنا چاہیے۔ ہم لوگ اس سے کم کسی بھی درجے یا حیثیت کو قبول نہیں کریں گے۔

نرم لہجہ ! میرے اس خط کے جواب میں گاندھی جی نے بھی مجھے فوری طور پر خط لکھا اور اس میں ان کے الفاظ اور لہجہ قدرے نرم ہو گیا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا ''ہمارے درمیان جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں ہم انہیں دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کمیٹی کے اجلاس کے وقت تمام ووٹ ایک ہی جگہ ہوں۔ یہ بٹ نہ جائیں۔ میں آپ کے اس مطالبے کی حمایت کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اختلاف کے باوجود عوام کو زیادہ سے زیادہ قانونی آزادی ملنی چاہیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس موقع پر آپ کمیٹی اجلاس کے ارکان کے ساتھ ہوں اور اس کے لیے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔''

ہم سب لوگ اسی رات گاندھی جی سے ملاقات کے لیے گئے۔ وہ اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے جس کے جواب میں ہم نے بھی مسلم رہنماؤں کا دو ٹوک موقف ان کے سامنے رکھ دیا جو یہ تھا۔ ''مسلمان ارکان پوری ایمانداری اور آزادی کے ساتھ اپنے ووٹ کا حق چھوڑنے کو ہرگز تیار نہیں ہیں۔''

یہ تھی اصل وجہ! یہ تھے وہ اختلافات اور تنازعات جن کی وجہ سے دو طرفہ تعلقات کی استواری کا عمل رک گیا اور کسی نتیجے پر نہ پہنچنے کے باعث مذاکرات کا وہ سلسلہ وہیں رک گیا بلکہ ختم ہو گیا۔ اس کا سب سے زیادہ دکھ مسلمانوں کو ہوا ہے۔

ماخوذ: ہفت روزہ مسلم بلیٹن (گجراتی) راجکوٹ

ایڈیٹر: نور محمد جمال نورانی۔ مطبوعہ رپورٹ: 21 اپریل 1939ء

شکریہ: میمن ویلفیئر لائبریری، بمبئی بازار (کراچی)

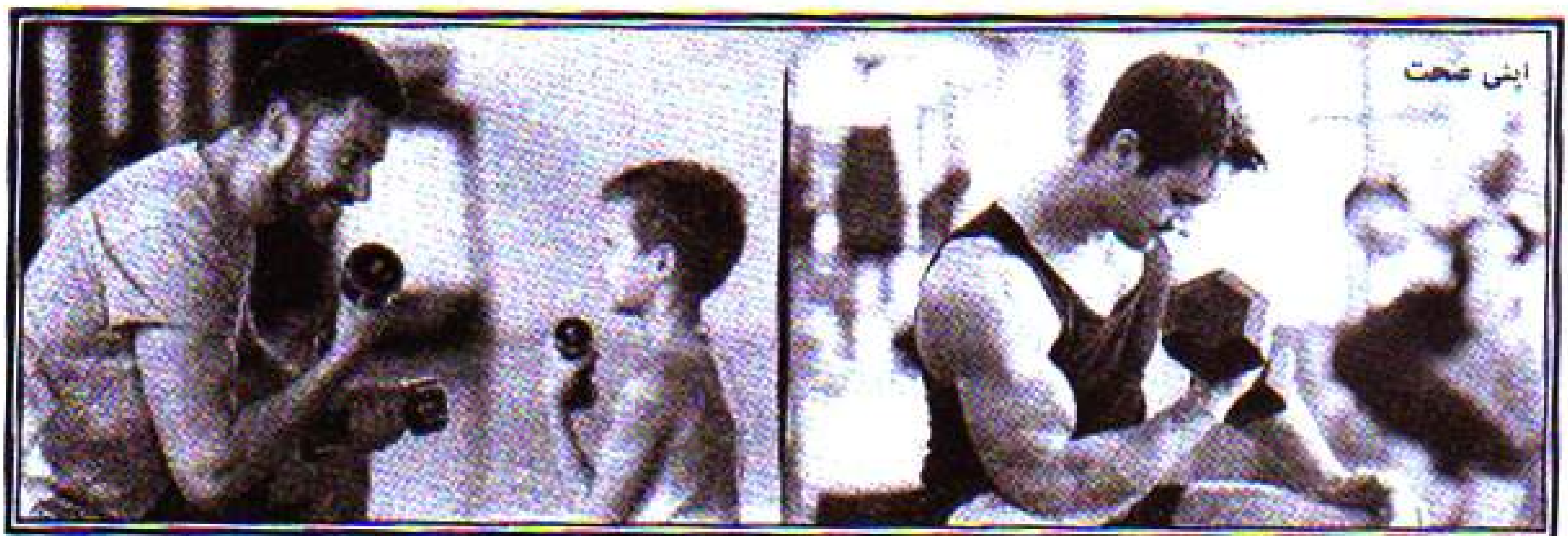

اپنی صحت کو برقرار رکھیئے

وہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ "روٹی جلی کیوں؟ گھوڑا اڑا کیوں؟ پان سڑا کیوں؟" جواب بھی آپ یقیناً جانتے ہوں گے کہ "پھیرا نہ تھا" یعنی ایک ہی رُخ پر رکھی ہوئی روٹی جل جاتی ہے تو ایک ہی حالت میں رکھے ہوئے پان سڑ جاتے ہیں اور ایک جگہ بندھا ہوا گھوڑا اپنی چال بھول کر بے کار سا ہو جاتا ہے۔ گھوڑے کو چست رکھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس پر باقاعدگی سے سواری کی جائے۔ یہ ممکن نہ ہو تو اسے ٹہلایا جائے یا پھر اسے "کاوا" دیا جائے، یعنی گھوڑے کو حلقہ باندھ کے میدان میں چکر دیے جائیں۔

یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ جب گھوڑے کو ایک دو سال مسلسل چنے، جئی، مکئی اور عمدہ گھاس کھانے کو ملتے ہیں تو وہ دیکھنے میں بہت توانا اور تندرست نظر آنے لگتا ہے، لیکن اگر کسی ماہر معالج حیوانات یا سلوتری سے اس کا معائنہ کروایا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اس کی زبان موٹی اور سفید رنگ کی ہو گئی ہے، مسوڑھے پھولے ہوئے ہیں، بلکہ اکثر اوقات دانت بھی متورم مسوڑھوں میں چھپ جاتے ہیں اور اس کے لیے منھ چلانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کھر سخت ہو کر پھٹ جاتے ہیں اور ان میں اکڑن یا گلٹوں کی وجہ سے چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ پیشاب کے معائنے سے اس میں تیزابیت کی موجودگی کا علم ہو جاتا ہے۔

آخر ایک صحت مند جانور میں یہ تبدیلیاں کیوں رونما ہوتی ہیں، اس کی بنیادی وجہ غذا کی بے اعتدالی اور ورزش کی کمی ہوتی ہے؟ تر نوالے کھاتے رہنے کی وجہ سے اس کا نظام ہضم فضلات اور ردی مواد سے اٹ جاتا ہے اور اس میں بڑھاپے یا اضمحلال کا اثر تیزی سے ہونے لگتا ہے۔ غذا میں شامل معدنی اجزا، اس کے جسم میں مختلف مقامات پر جمع ہونے لگتے ہیں اور اگر اسے انسانوں کے زیر استعمال محرک اشیا مثلاً چائے، کافی، شراب، تیز مسالے، اچار، چٹ پٹی اشیا وغیرہ کھلائی جائیں تو اس کے پتے اور گردوں میں بھی پتھریاں بن جاتی ہیں۔ اس کی رگیں بھی تنگ ہو جاتی ہیں اور عضلات و اعضا مفلوج ہو جاتے ہیں اور ہوا سے باتیں کرنے والا گھوڑا ان اشیا کی وجہ سے بوڑھے انسانوں کی طرح مجبور و معذور ہو جاتا ہے۔

اس گھوڑے کا علاج ڈاکٹر کے پاس نہیں ہوتا بلکہ کھلی چراگاہوں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ یہاں اسے کھلا چھوڑ دیں تو فطرت مہربان اس کے دکھوں کا مداوا کرنے لگتی ہے۔ کھلی فضا، تازہ گھاس اور مختلف پودے کھا کر وہ ایک ہفتے کی مختصر مدت میں رو بہ صحت ہونے لگتا ہے۔ پیشاب میں

معدنی اجزاء کی مقدار اخراج بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا بدن فضلات سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ ایک بار پھر توانا اور چونچال ہو جاتا ہے۔ اس کے بدن میں بجلیاں سی بھر جاتی ہیں۔ جسم انسانی کا بھی یہی حال ہے۔ ترنوالے مزے اور لذت کا سامان ضرور کرتے ہیں، لیکن ان کا ذائقہ حلق تک محدود ہوتا ہے۔ نیچے اترتے ہی ان کی لذت غائب اور سامان آفت و کلفت فراہم ہونے لگتا ہے۔ غرض صحت آہستہ آہستہ سلگنے لگتی ہے۔ کبھی ٹخنے پھول جاتے ہیں تو کبھی جوڑ سوج جاتے ہیں۔

گٹھیا کا مسلسل سخت ہوتا شکنجہ حلیہ اور حواس بگاڑنے لگتا ہے۔ رگیں تنگ، قلب بے چین، سانس بے قابو، گردے سنگسار، پتہ پتھرایا ہوا اور جگر خوابیدہ رہنے لگتا ہے۔ جسم میں جمع ہونے والے فضلات کبھی رسولی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو اکثر بگڑ کر سرطان کی صورت میں جسم کو چٹ کرنے لگتے ہیں۔ ان کا علاج کیا ہے؟ کیا گھوڑے کی طرح آپ بھی چراگاہ کا رخ کر کے گھاس کھانے لگیں؟ نہیں! آپ کے لیے یہ ضروری نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ زندہ اشیا کھائیں، یعنی تازہ سبزیاں، پھلوں، تازہ صاف بے چھنے آٹے اور چھلکے والی دالوں کو اپنی زندگی میں جگہ دیں۔ کھلی فضا میں گھومیں، تازہ ہوا میں گہرے سانس لیں۔ بھوک لگنے پر ہی کھائیں۔ اس وقت کھائے گئے کھانے بغیر مسالوں کے بھی اچھے لگتے ہیں۔ زندگی کا یہ انداز اختیار کرنے کے بعد آپ کے جسم میں بھی جمع فضلات اور زہریلے اجزاء بتدریج خارج ہونے لگیں گے اور پھر آپ بھی خود کو مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد ہلکا پھلکا اور توانا اور صحت مند محسوس کرنے لگیں گے۔ آپ کیا آپ کے دوست احباب خود آپ کی اچھی صحت کی گواہی دینے لگیں گے اور پھر آپ بھی صحت مند گھوڑے کی طرح شاہراہ زندگی پر پوری توانائیوں کے ساتھ دوڑنے لگیں گے اور اڑیں گے نہیں۔

جماعت کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق
آپ کی واقفیت ضروری ہے

ملی نغمہ

مسرور انور

مسرور انور (1996 - 1944ء) اصل نام انور علی تھا۔ قیام پاکستان کے بعد شملہ سے ہجرت کر کے کراچی میں مستقل قیام کیا۔ دوران تعلیم قومی ایئرلائن میں ملازمت اختیار کی۔ بعد ازاں ریڈیو پاکستان میں اسٹاف آرٹسٹ کے بطور خدمات انجام دیں۔

انہوں نے بحیثیت شاعر اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا اور پھر فلموں کے لیے گیت لکھنا شروع کیے اور بہت جلد صف اول کے فلمی نغمہ نگاروں میں شمار ہونے لگے۔ ان کے فلمی نغمات کو جہاں مقبولیت حاصل ہوئی وہاں ان کے لکھے ہوئے قومی نغمات بھی نہایت مقبول ہوئے۔ خاص طور پر اپنی جان نذر کروں، اپنی وفا پیش کروں، جگ جگ جیے میرا پیارا وطن کے علاوہ ایک نغمہ سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد آج بھی وطن دوستی، ملی یکجہتی اور تجدید عہد وفا کی علامت کے طور پر اہل وطن کی سماعتوں میں گونج رہے تھے۔ یہاں ہم نے اعتراف عظمت کے طور پر مسرور انور کا تاریخ ساز ملی نغمہ سوہنی دھرتی اللہ رکھے منتخب کیا ہے۔ جسے شہناز بیگم کی آواز اور سہیل رعنا کی موسیقی میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے
قدم قدم آباد

تیرا ہر اک ذرہ ہم کو اپنی جان سے پیارا
تیرے دم سے شان ہماری تجھ سے نام ہمارا
جب تک ہے یہ دنیا باقی ہم دیکھیں آزاد تجھے
ہم دیکھیں آزاد

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے
قدم قدم آباد

دھڑکن دھڑکن پیار ہے تیرا قدم قدم پر جیت رے
بستی بستی تیرا چرچا نگر نگر ہیں میت رے
جب تک ہے یہ دنیا باقی ہم دیکھیں آزاد تجھے
ہم دیکھیں آزاد

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے
قدم قدم آباد

تیری پیاری سج دھج پر ہم واری واری جائیں
آنے والی نسلیں تیری عظمت کے گن گائیں
جب تک ہے یہ دنیا باقی ہم دیکھیں آزاد تجھے
ہم دیکھیں آزاد

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے
قدم قدم آباد

بچو! مانا کہ اس پاگل نے تمھیں پتھر مارا ہے۔ لیکن پاگل تم لوگ بھی ہو جو جوابًا پتھر مار رہے ہو۔

ڈاکٹر! مجھے کوئی مرض نہیں، لیکن پلیز یہ بتا دیں، میں آپ کے پاس کس لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب! ہمیں پڑھایا گیا ہے کہ ذہنی مریض کو تندرست کرنے کے لیے ڈاکٹر کو بعض مرتبہ وہی کرنا چاہیے، جو مریض کرتے ہیں یا چاہتے ہیں!!

سب ڈاکٹر تمھاری بیگم کے مرض کو لاعلاج قرار دے چکے تھے، لیکن میرے پاس ٹھیک ہونے کا راز یہ ہے کہ میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ "یہ مرض جو آپ بتا رہی ہیں وہ تو صرف بڑھتی عمر کی عورتوں کو ہوتا ہے۔" بس اس روز سے بالکل ٹھیک ہیں۔

آلو کے چپس

اجزاء: آلو بڑے سائز کے ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، کارن فلور ایک کھانے کا چمچ، چاول کا آٹا دو کھانے کے چمچ، بیسن آدھا چائے کا چمچ، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: آلو اچھی طرح سے دھو کر پانچ منٹ کے لیے پانی میں ڈال کر ابال لیں پھر چھیل کر چپس کاٹ لیں۔ ایک براؤن کاغذ کا لفافہ لے کر اس میں کارن فلور، نمک اور چاول کا آٹا ڈال کر خوب ہلا کر تینوں چیزیں یک جان کر لیں پھر چپس ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ آلوؤں پر سب چیزیں اچھی طرح چپک جائیں۔ ایک بڑی کڑاہی میں تیل گرم کریں جب گرم ہو جائے تو مصالحہ لگے چپس ڈال دیں اور آنچ ہلکی کر دیں۔ انہیں کے چمچ سے چلاتے رہیں جب گولڈن براؤن ہو جائے تو نکال کر اخبار پر پھیلا دیں تاکہ چکنائی جذب ہو جائے فوراً ہی ایک چٹکی بیسن چھڑک دیں۔

مٹکا گوشت

اجزاء: مٹن ایک کلو، سرخ مرچ (پسی ہوئی) کھانے کے دو چمچے، ہلدی ایک چائے کا چمچ، ادرک پیسٹ کھانے کے دو چمچے، لہسن پیسٹ کھانے کے دو چمچے، پیاز (براؤن کی ہوئی) ایک عدد، دہی ایک کپ، سفید زیرہ کھانے کے دو چمچے، ٹماٹر (بوائل کرکے چھلکا اتار کر پیس لیں) دو عدد، نمک حسب ذائقہ، تیل ایک کپ، گرم مصالحہ (پسا ہوا) کھانے کا ایک چمچ، پانی ڈیڑھ کپ۔

ترکیب: مٹی کی ہانڈی میں تیل گرم کرکے زیرہ ڈالیں خوشبو آئے تو ادرک لہسن پیسٹ ڈال دیں، سرخ مرچ، ہلدی اور نمک بھی ڈالیں پھر گوشت ڈال کر بھونیں تھوڑا سا بھوننے کے بعد اس میں ٹماٹر کا پیسٹ ڈالیں اور دہی ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ براؤن پیاز، پانی ڈالیں اور ایک ابال آنے پر ہلکی آنچ پر ڈیڑھ گھنٹے کے لیے ڈھکن کو گیلے آٹے سے سیل کرکے پکائیں۔ جب گوشت گل جائے تو اس میں پسا ہوا گرم مصالحہ ڈالیں اور سرو کریں۔

اسٹو بریانی

اجزاء: پیاز آدھا کلو، دہی آدھا کپ، مٹن 750 گرام، کالا زیرہ ایک چائے کا چمچ، کیوڑہ ایک چائے کا چمچ، ثابت گرم مصالحہ ایک کھانے کا چمچ، تلی پیاز دو کھانے کے چمچ، ادرک دو انچ کا ٹکڑا، پیلا رنگ ایک چٹکی، لہسن ایک پوتھی، سیلا چاول تین پاؤ، تیز پتے دو عدد، ہری مرچ چھ سے آٹھ عدد، ثابت لال مرچ دس سے بارہ عدد، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: سیلا چاول دو گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ اب اس میں نمک، ثابت گرم مصالحہ اور لال مرچ ڈال کر تین کنی تک ابال لیں۔ پیاز کو کاٹیں پھر اس میں گوشت، کٹا ادرک لہسن، دہی اور ثابت گرم مصالحہ شامل کرکے پکائیں۔ ایک دیگچی میں تھوڑا سا تیل ڈالیں۔ اس کے بعد ابلے چاول ڈالیں۔ اوپر سے اسٹو شامل کریں اور ہری مرچیں

ڈال دیں۔ دوبارہ اوپر سے ابلے چاول ڈالیں اور تھوڑا سا تیل چھڑک دیں۔ آخر میں تلی ہوئی پیاز، کیوڑہ اور پیلا رنگ پانی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر دم پہ چھوڑ دیں۔ تیار ہونے پر گرم گرم سرو کریں۔

مٹن اسپائسی چانپ کڑاھی

اجزاء: مٹن چانپ ایک کلو، ٹماٹر آدھا کلو، لہسن پیسٹ دو کھانے کے چمچے، ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا (باریک کاٹ لیں)، گرم مصالحہ پاؤڈر آدھا کھانے کا چمچہ، لال مرچ (کٹی ہوئی) ایک کھانے کا چمچہ، نمک حسب ذائقہ، ہری مرچ چھ عدد، تیل آدھا کپ۔

ترکیب: پتیلی میں تیل ڈال کر گرم کریں۔ اس کے بعد لہسن پیسٹ ڈال کر اچھی طرح بھونیں۔ بھوننے کے بعد ٹماٹر ڈال کر اچھی طرح گلا لیں۔ اب اس میں مٹن چانپ ڈال دیں، ساتھ ہی لال مرچ، نمک بھی ڈال دیں اور حسب ضرورت پانی ڈال کر گلنے کے لئے رکھ دیں۔ مٹن چانپ گل جائے تو اچھی طرح بھون لیں، ہری مرچ باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ آخر میں گرم مصالحہ پاؤڈر ڈال کر چولہا بند کر دیں۔ ادرک سے گارنش کریں۔ گرم تندوری نان کے ساتھ سرو کریں۔

بھنا ہوا گوشت

اجزاء: بکرے کی بوٹیاں ایک کلو، دہی (پھینٹی ہوئی) ایک پیالہ، لیموں کا رس دو کھانے کے چمچے، ہری مرچیں (باریک کٹی ہوئی) چار عدد، بھنا اور پسا سفید زیرہ ایک چائے کا چمچہ، کٹی ہوئی کالی مرچ ایک چائے کا چمچہ، کٹی ہوئی لال مرچ ایک کھانے کا چمچہ، بہاری مصالحہ (پیکٹ والا) ایک کھانے کا چمچہ، پسا ہوا لہسن ادرک ایک کھانے کا چمچہ، نمک حسب ذائقہ، تیل آدھی پیالی۔

ترکیب: کڑاہی میں بوٹیاں، لہسن ادرک اور دہی ڈال کر پکنے دیں۔ گوشت گل جائے اور پانی خشک ہو جائے تو اس میں بہاری مصالحہ، لال مرچ اور تیل شامل کر کے بھونیں۔ اس میں ہری مرچیں، لیموں کا رس، کالی مرچ، سفید زیرہ اور نمک ڈال کر دس منٹ دم پر رکھیں اور گرم گرم پیش کریں۔

تلی ہوئی مرچ

اجزاء: موٹی ہری مرچ آٹھ سے دس عدد (بیج نکال لیں)، بیسن دو کھانے کے چمچ، پسا ہوا انار دانہ آدھا کپ، نمک آدھا چائے کا چمچ، کٹی مرچ آدھا چائے کا چمچ، بیسن ایک کپ، میٹھا سوڈا آدھا چائے کا چمچ، نمک پاؤ چائے کا چمچ۔

ترکیب: مرچ میں دو کھانے کے چمچ بیسن، پسا ہوا انار دانہ، نمک، کٹی مرچ مکس کر کے بھر دیں۔ پھر ایک کپ بیسن، میٹھا سوڈا اور پاؤ چائے کا چمچ نمک لگا کر ڈیپ فرائی کریں۔

قبرستان

☆ایک مسخرہ اپنی بیوی کو سیر کروانے قبرستان لے گیا۔ بیوی نے کہا: بھلا! یہ بھی کوئی سیر کرنے کی جگہ ہے؟ مسخرہ بولا: بے وقوف! لوگ تو یہاں آنے کے لیے مرتے ہیں اور تم ایسی بات کررہی ہو۔

نظر

☆ایک خاتون نے آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر دھیرے سے کہا: میں سچ مچ بدصورت ہوں! مجھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی میرے شوہر تعریف کرسکیں۔ شوہر اسی وقت کمرے میں داخل ہوا تو بیوی کی بات سن کر بولا: بیگم! تمھاری نظر بہت اچھی ہے۔

گندگی

☆ایک ہیلی کاپٹر شہر کے اوپر پرواز کے دوران بے شمار کاغذ کی پرچیاں نیچے پھینک رہا تھا۔ ایک شخص نے پرچی اٹھا کر پڑھی تو لکھا تھا: اپنے شہر کو صاف رکھیں۔ جگہ جگہ کاغذ وغیرہ پھینک کر گندگی نہ کریں۔

مینڈک

☆ایک پروفیسر کلاس میں آئے اور بچوں سے کہا: آج میں آپ کو مینڈک کے بارے میں بتاؤں گا۔ یہ کہہ کر انھوں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو ان کے ہاتھ میں کیک تھا۔ یہ دیکھ کر پروفیسر نے کہا: ارے یہ تو کیک ہے تو پھر وہ کیا چیز تھی جو میں نے راستے میں کھائی تھی۔

مشکوک

☆ایک پولیس انسپکٹر کی شادی تھی۔ بارات جارہی تھی۔ دولہا اپنے دوست کے ہمراہ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیچھے آنے والی باراتیوں کی بس کو دیکھتے ہوئے اپنے دوست سے کہنے لگا: پیچھے جو بس آرہی ہے وہ مجھے مشکوک لگتی ہے گھر سے یہاں تک برابر ہمارا پیچھا کرتی رہی ہے۔

زیورات

☆وکیل: (اپنی بیوی سے) آج اپنے زیورات کی نگرانی کرنا۔ بیوی: کیوں؟ وکیل: آج میں نے ایک چور کو چھڑالیا ہے۔ اس لئے شام کو وہ میرا شکریہ ادا کرنے آئے گا۔

انڈے

☆ماں: (بیٹے سے) تم مرغی کو گرم پانی کیوں پلا رہے ہو؟ بیٹا: تاکہ یہ ابلے ہوئے انڈے دے۔

صحت یاب

☆ڈاکٹر (نرس سے): "وہ کنجوس مریض کس بات پر ناراض ہورہا ہے؟" نرس: "اس بات پر کہ وہ سب دوائیں ختم ہونے سے پہلے ہی کیوں صحت یاب ہوگیا ہے۔"

انتظار

☆استاد: (شاگرد سے) اگر تمھارے پاس چار کیلے ہوں اور تمھارے چار دوست آجائیں تو تم کیا کروگے؟ شاگرد: جناب میں ان کے جانے کا انتظار کروں گا۔

سخی اور کنجوس

☆لڑکا: (فقیر سے) "تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟" فقیر: "تاکہ سخی اور کنجوس کا پتا چل سکے۔"

پنسل

☆ بچہ: (دکاندار سے) ''اس پنسل کی کیا قیمت ہے؟'' دکاندار: ''کون سی؟'' بچہ: ''یہ چار آنے والی۔''

ناپ

☆ ایک صاحب کا جوتا تنگ تھا، چلنے میں تکلیف ہورہی تھی۔ کسی نے پوچھا ''جوتا کہاں سے لیا ہے؟'' جسے بچنے تو تھے ہی۔ بولے ''درخت سے توڑا ہے۔'' دوسرا بولا ''بڑی جلدی کی آپ نے ایک ہفتہ ٹھہر جاتے تو جوتا پورے ناپ کا ہوجاتا۔''

اداکاری

☆ ایک اداکار اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا ''کل رات سٹیج پر میری اداکاری دیکھ کر لوگوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔'' ایک دوست بولا: ''ناممکن۔ اتنے سارے لوگ ایک ہی وقت میں کیسے جمائی لے سکتے ہیں۔''

خالی

☆ باپ: بیٹا آج کا پرچہ کیسا گیا؟ بیٹا: ''ابا اتنا آسان پرچا تھا کہ میں زبانی ہی کر آیا اور پرچہ خالی دے آیا۔

دانت

☆ بیٹا: ''اماں اماں گاؤں میں دانتوں والا ڈاکٹر آیا ہے۔'' ماں: ''اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ کیا ہم لوگوں کے دانت نہیں ہیں کیا؟''

اول

☆ باپ: بیٹا تم کلاس میں کون سے نمبر پر آئے ہو؟ بیٹا: اباجان اگر کلاس میں اور لڑکے نہ ہوتے تو میں اول آتا۔

حلوہ

☆ بچہ: دادی جان آپ عینک کیوں لگاتی ہیں؟ دادی: بیٹا اس سے ہر چیز بڑی نظر آتی ہے۔ بچہ: ''تو مجھے حلوہ دیتے وقت آپ عینک اتار دیا کریں۔

آئینہ

☆ باپ: بیٹے تم نے یہ آئینہ کیوں توڑ دیا؟ بیٹا: اباجان! جب بھی میں روتا ہوں، یہ آئینہ میری نقل اتارتا تھا۔

تنخواہ

☆ کنجوس مالک: (ملازم سے) بتاؤ وہ کونسی چیز ہے جو محنت کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی؟ ملازم: (معصومیت سے) ''جناب میری تنخواہ۔''

ادھار

☆ ایک دوست نے دوسرے سے کہا مجھے پچاس روپے ادھار دیجیے۔ دوسرے نے کہا میرے پاس صرف چالیس روپے ہیں۔ پہلے نے کہا اچھا یہ چالیس روپے ہی دے دیجیے، دس روپے آپ کے ذمہ ادھار رہے۔

وقت

☆ مسافر: اگر سب گاڑیاں لیٹ ہیں تو اس ٹائم ٹیبل کا کیا فائدہ؟ بکنگ کلرک: جناب اگر گاڑیاں وقت پر آنے لگیں تو آپ پوچھیں گے اس ویٹنگ روم کا کیا فائدہ؟

بجلی

☆ ایک صاحب سو رہے تھے کہ رات کے دو بجے بڑے زور سے گھنٹی بجی۔ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ وہ شخص ان صاحب کو دیکھتے ہی بولا: ''بس جناب میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ کے گھر بجلی ہے یا نہیں۔''

اعتماد

☆ مالک: (نوکر سے) آخر تم نوکری کیوں چھوڑ رہے ہو؟ نوکر: اس لیے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں رہا۔ مالک: وہ کیسے؟ گھر کی تمام چابیاں میں نے تمہیں دے رکھی ہیں! نوکر: لیکن صاحب ان میں سے ایک بھی تجوری میں نہیں لگتی۔

وہ جو ہم سے بچھڑ گئے

(انتقال پرملال)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم جولائی 2021ء ۔۔۔ 31 جولائی 2021ء

ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کیے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-1	30 جون 2021ء	محمد سلیم عبدالعزیز کھانانی	60 سال
-2	30 جون 2021ء	عبدالستار محمد صدیق وڈری والا	78 سال
-3	یکم جولائی 2021ء	فریدہ سلیمان گاذت زوجہ ہارون نزا	65 سال
-4	یکم جولائی 2021ء	حاجی عبدالوہاب باداؤ وسایہ جی	87 سال
-5	یکم جولائی 2021ء	لطیفہ بانو حاجی ولی محمد نوری والا زوجہ عبدالغفار پان والا	70 سال
-6	یکم جولائی 2021ء	بلقیس اسماعیل کالیا زوجہ امان اللہ ساٹ	55 سال
-7	یکم جولائی 2021ء	ارم یونس میراج والا زوجہ محمد راشد کھانانی	50 سال
-8	3 جولائی 2021ء	محمد دانیال نجم الدین کھانانی	29 سال
-9	4 جولائی 2021ء	زبیدہ حاجی یوسف وڈھاوار زوجہ حاجی عبدالغفار بالاگام والا	65 سال
-10	5 جولائی 2021ء	محمد سلمان عبدالرزاق دوجکی	35 سال
-11	7 جولائی 2021ء	رخسانہ عبدالشکور ایدھی زوجہ ذکر حبیب	60 سال
-12	9 جولائی 2021ء	رابعہ محمد صدیق ڈنڈیا	----

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت /زوجیت	عمر
13-	9 جولائی 2021ء	محمد عارف عبدالستار راز وانی	72 سال
14-	12 جولائی 2021ء	فائزہ محمد یوسف موٹا	27 سال
15-	12 جولائی 2021ء	عبدالغفار عبدالستار چونا والا	68 سال
16-	12 جولائی 2021ء	بلقیس عمر بانا زوجہ ابا عمر بدو	68 سال
17-	13 جولائی 2021ء	عبدالغنی عبدالعزیز شیرڈی والا	46 سال
18-	13 جولائی 2021ء	جواد محمد حنیف دوجکی	28 سال
19-	15 جولائی 2021ء	حاجی عبدالغفار نور محمد کیسوریا	86 سال
20-	15 جولائی 2021ء	فاطمہ جان محمد ممتاز زوجہ ہارون پان والا	68 سال
21-	15 جولائی 2021ء	حاجی محمد صدیق ابا ولی وکیل	70 سال
22-	15 جولائی 2021ء	انیسہ احمد جانگڑا	65 سال
23-	15 جولائی 2021ء	عبدالغنی حاجی رحمت اللہ جانگڑا	92 سال
24-	16 جولائی 2021ء	محمد رضوان عبدالستار رمنائی	52 سال
25-	16 جولائی 2021ء	محمد حنیف عبدالعزیز کھاتانی	60 سال
26-	18 جولائی 2021ء	محمد نعیم ابا عمر حاجی موسیٰ ایدھی	62 سال
27-	20 جولائی 2021ء	عبدالواحد احمد کالیا	64 سال
28-	20 جولائی 2021ء	عبدالغفار علی محمد بھوڑا	76 سال
29-	22 جولائی 2021ء	نفیسہ محمد اقبال کالیا زوجہ محمد حنیف گاندھی	56 سال
30-	22 جولائی 2021ء	کلثوم ابا عمر غازی زوجہ حاجی محمد یونس حاجی عبدالرحمٰن گنگ	79 سال
31-	23 جولائی 2021ء	کلثوم حاجی اختر قاسمانی زوجہ محمد اویس کنجا	33 سال
32-	23 جولائی 2021ء	عبدالرزاق عثمان بجوری	72 سال
33-	23 جولائی 2021ء	محمد اقبال سلیمان چھنی	74 سال
34-	24 جولائی 2021ء	سلمیٰ عبدالرزاق مون	54 سال
35-	24 جولائی 2021ء	محمد یوسف ابا علی جانگڑا	78 سال
36-	25 جولائی 2021ء	عبدالغفار حسین بالاگام والا	72 سال
37-	29 جولائی 2021ء	عبدالغفار عثمان کھاتی	67 سال
38-	29 جولائی 2021ء	حاجی عبدالستار حاجی عبدالکریم کھاتانی	90 سال

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
کمپیوٹرائزڈ کارڈ
کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی/چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو 1x1

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے "ب فارم" کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر

کنوینر لائف ممبر شپ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کچی منگنی

JULY 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Usama Muhammad Farooq Abdul Sattar Jangda with Bushra Abdul Ali Maqbool Siddiqui	29-07-2021
2	☆......Muhammad Anas Muhammad Yaseen Aba Umer Kesodia with Mirza Ahmed Baig	02-07-2021
3	☆......Muhammad Junaid Abdul Sattar Muhammad Essa Khanani with Urooj Zain-ul-Abedin Qazi Bawa Minya	03-07-2021
4	☆......Ali Raza Munawar Hussain Muhammad Hussain Bhukhari with Madiha Muhammad Owais Haji Abdul Sattar Rawda	07-07-2021
5	☆......Muhammad Raza Haider Ali Punjwani with Marium Qasim Rehmatullah Durvesh	08-07-2021
6	☆......Abdul Muqeet Abdul Qadir Aba Tayyab Ghaniwala with Mushkbar Hamid Bhai Chohan	15-07-2021
7	☆......Sher Muhammad Muhammad Saeed Abdul Aziz Sheikh with Mariam Asif Ali Muhammad Bhocha	19-07-2021
8	☆......Noman Muhammad Hussain Allah Rakha with Iqra Muhammad Farooq Abdul Sattar Jangda	29-07-2021

Printed at: **Muhammed Ali -- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

بانٹوا میمن جماعت
قیام 22 ... 1950

Engagement

JULY 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Muhammad Uzair Muhammad Hussain Muhammad Zakariya Sheikha with Aisha Abdul Qadir Rehmatullah Manodhrawala	01-07-2021
2	☆.....Muhammad Awais Raza Muhammad Amin Abdul Aziz Bhabha with Arzoo Muhammad Farhan Muhammad Haroon Sojra	03-07-2021
3	☆.....Salman Haji Iqbal Abdullah Jangda with Muniza Muhammad Jawaid Abdul Sattar Moosani	03-07-2021
4	☆.....Owais Muhammad Altaf Hussain Aba Ali Khanani with Sumaiya Muhammad Hanif Muhammad Ibrahim	06-07-2021
5	☆.....Muhammad Waqas Faisal Haji Yousuf Sheikha with Nimra Kashif M. Sharif Polani	08-07-2021
6	☆.....Muhammad Ibad Muhammad Sohail Abdul Aziz Khanani with Aleman Muhammad Owais Muhammad Umer Moosani	08-07-2021
7	☆.....Adnan Muhammad Yaseen Muhammad Usman Pabal with Sarah Muhammad Furqan Zakaria Kaya	08-07-2021
8	☆.....Adnan Muhammad Hanif Abdul Shakoor Adhi with Areeba Muhammad Aftab Abdul Majeed Panwala	08-07-2021
9	☆.....Saad Muhammad Arif Muhammad Siddiq Durvesh with Humna Muhammad Hussain Ghulam Muhammad	08-07-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Shehyar Muhammad Saleem Abdul Ghaffar Galla with Asma Muhammad Aslam Rehmatullah Manodhrawala	08-07-2021
11	☆.....Mudassir Abdul Ghani Abdullah Diwan with Shifa Muhammad Shahid Muhammad Younus Badi	09-07-2021
12	☆.....Rehan Muhammad Jawed Abdul Aziz Khanani with Tasmiyat Muhammad Amin Muhammad Hanif Bhatda	10-07-2021
13	☆.....Muhammad Ahmed Muhammad Iqbal Abdul Shakoor Akhai with Qurat-ul-ain Muhammad Iqbal Adam Biddu	10-07-2021
14	☆.....Muhammad Faizan Raza Muhammad Yasin Muhammad Umer Galla with Hoor Aiman Zubair Suleman Piddah	10-07-2021
15	☆.....Muhammad Arsalan Muhammad Siddiq Abdullah Dhamia with Umar Ahmed Abad wala (Lagri)	12-07-2021
16	☆.....Waleed Naeem Suleman Bilwani with Kiran Muhammad Ilyas Haji Abdul Rehman Pothiawala	12-07-2021
17	☆.....Abdul Samad Ghulam Hussain Muhammad Ismail Kherani with Um-e-Ammara Muhammad Rafiq Muhammad Younus Khadiawala	12-07-2021
18	☆.....Muhammad Suleman Muhammad Ashraf Abdul Ghaffar Moosani with Muhammad Mushtaq Lakhani	12-07-2021
19	☆.....Bilal Muhammad Ashraf Muhammad Younus Rawda with Fatima Muhammad Rizwan Abdul Majid Parekh	12-07-2021
20	☆.....Abdul Haseeb Muhammad Yousuf Ismail Jangda with Mariam Muhammad Shahid Ali Muhammad Dhamia	13-07-2021
21	☆.....Daniyal Jahangir Abdul Sattar Kasbati with Khizra Ashfaq Hussain Haji Sattar Vadalawala	14-07-2021

S.NO	NAMES	DATE
22	☆....Abdul Samad Muhammad Qasim Essa Muhammad Kasbati with Areesha Muhammad Ali Muhammad Yousuf Bhimani	14-07-2021
23	☆....Muhammad Umer Abdul Aziz Muhammad Siddiq Akhawala with Zainab Muhammad Irfan Aba Umer Chatni	14-07-2021
24	☆....Muhammad Dawood Anwer Abdul Aziz Shakoor Rawda with Mariam Muhammad Jawed Noor Muhammad Moti	15-07-2021
25	☆....Bilal Abdul Hamid Haji Moosa Mota with Samia Muhammad Feroz Abdul Razzak Ladha	15-07-2021
26	☆....Hasan Raza Muhammad Tariq Abdul Karim Khanani with Muhammad Haroon Chura	15-07-2021
27	☆....Muhammad Raheel Riaz Abdul Ghaffar Manai with Manahil Muhammad Qazzafi Muhammad Rafiq Kapadia	15-07-2021
28	☆....Affan Muhammad Asif Haji Abdullah Dojki with Arisha Aqeel Abdullah Suriya	16-07-2021
29	☆....Muhammad Uzaifa Muhammad Ashfaq Muhammad Durvesh with Ayesha Muhammad Irfan Abdul Razzak Dojki	16-07-2021
30	☆....Muhammad Ismail Muhammad Umer Ali Muhammad Advani with Hiba Abdul Wahid Haji Dawood Batavia	17-07-2021
31	☆....Salman Muhammad Munaf Abdul Sattar Jangda with Amna Muhammad Imran Abdul Sattar Tola	19-07-2021
32	☆....Muhammad Usama Muhammad Saleem Rehmatullah Moon with Ayesha Muhammad Taif Haji Muhammad Khalid Dojki	19-07-2021
33	☆....Muhammad Huzaifa Abdul Haseeb Abdul Aziz Ladha with Zainab Zeeshan Haroon Abdul Shakoor Mitiwala	19-07-2021
34	☆....Muhammad Mustafa M. Yousuf A. Razzak Moon with Azka M. Altaf Tar Muhammad Moosani	20-07-2021

S.NO	NAMES	DATE
35	☆.....Ahmed Raza Riaz Ahmed Abdul Aziz Adhi with Saba Shakil Jan Muhammad Biddu	20-07-2021
36	☆.....Muhammad Tabish Abu Talib Moosa Moosani with Aisha Imran Muhammad Yousuf Abdul Aziz Vaid	24-07-2021
37	☆.....Burhan Muhammad Munir Aba Ali Khanani with Humna Imran Abdul Ghaffar Katiya	27-07-2021
38	☆.....Ali Muhammad Yaseen Haji Ismail Moon with Tooba Abdul Qadir Abdul Aziz Bhangda	28-07-2021
39	☆.....Nazeel Muhammad Haroon Muhammad Yousuf Ladha with Nimra Muhammad Shabbir Abu Talib Cochinwala	28-07-2021
40	☆.....Usama Muhammad Ayub Abdul Razzak Moon with Sabah Muhammad Hanif Abdul Ghaffar Moosani	29-07-2021
41	☆.....Muhammad Shahzaib Mehmood Abdul Sattar Nanadiawala with Sabahat Faisal Abdul Karim Tharani	29-07-2021
42	☆.....Haseeb Muhammad Amin Gul Muhammad Kasbati with Iqra Muhammad Arif Ali Muhammad Biddu	29-07-2021
43	☆.....Ahmed Raza Muhammad Iqbal Abdul Habib Parekh with Amina Muhammad Sohail Muhammad Ashraf Kapadia	30-07-2021
44	☆.....Aqib Amir Abdul Aziz Bikiya with Sidra Asif Haroon Gandhi	30-07-2021
45	☆.....Muhammad Sufiyan Muhammad Ashraf Wali Muhammad Kodvavwala with Areeba Muhammad Arif Muhammad Younus Bilwani	30-07-2021
46	☆.....Wali Hassan Muhammad Saleem Muhammad Moosa Bakhai with Huda Muhammad Amin Abdul Sattar Cutleriwala	31-07-2021
47	☆.....Muhammad Usama Altaf Hussain Muhammad Moosa Khanani with Aimen Saleem Dr. Muhammad Saleem Ismail Adhi	31-07-2021

Wedding

JULY 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆....Muhammad Mustafa Muhammad Yaseen Muhammad Siddiq Ozri with Ariba Muhammad Jawed Abdul Aziz Khanani	02-07-2021
2	☆....Hammad Ahmed Abdul Qadir Abdul Sattar Sanosrawala with Maryam Mehrin Nadeem ur Rehman Khalil ur Rehman Arain	02-07-2021
3	☆....Muhammad Waqas Ghulam Muhammad Haji Tayyab Khadiawala with Rukhsar Muhammad Hanif Rehmatullah Kandhoi	02-07-2021
4	☆....Shehyar Aftab Abdul Ghaffar Khanani with Shumaila Muhammad Shahid Muhammad Sharif Ghori	02-07-2021
5	☆....Mateen Muhammad Farooq Aba Ali Bilwani with Kanwal Iqbal Hussain Ladha	02-07-2021
6	☆....Muhammad Khizer Abdul Jabbar Haji Abdul Sattar Dandia with Zulekha Amanullah Muhammad Younus Andha	02-07-2021
7	☆....Furqan Muhammad Ashraf Haji Moosa Khanani with Tasmeena Javed Abdul Razzak Nini	03-07-2021
8	☆....Muhammad Umer Muhammad Younus Aba Ume Silat with Aqsa Muhammad Jawed Pir Muhammad Afinwala	04-07-2021
9	☆....Abdul Qadir Muhammad Yousuf Jan Muhammad Sholapurwala with Hira Muhammad Irfan Abdul Ghani Wadiwala	09-07-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆ ---- Hasnain Muhammad Haroon Suleman Bhuri with Faryal Bano Muhammad Younus Abdul Ghaffar Shiwani	09-07-2021
11	☆ ---- Wahid Arif Muhammad Anwer Bhuri with Kiran Naz Muhammad Fazal Muhammad Habib Qureshi	09-07-2021
12	☆ ---- Muhammad Yawar Muhammad Yaqoob Tayyab Kaliya with Ayesha Muhammad Nasir Abdul Qayyum Sharif	09-07-2021
13	☆ ---- Abdullah Mustafa Abdul Rauf Haji Suleman Ahmed Jangda with Aisha Muhammad Zafar Essa Kasbati	09-07-2021
14	☆ ---- Sadiq Ali Abdul Qadir Haji Hussain Nara with Quba Muhammad Yaqoob Muhammad Ismail Khanani	09-07-2021
15	☆ ---- Yousuf Muhammad Altaf Muhammad Haroon Bhoot with Maria Muhammad Yaqoob Muhammad Ilyas Khadeli	09-07-2021
16	☆ ---- Muheet Sikander Abdul Sattar Otha with Qurrat-ul-ain Muhammad Sharif Abdul Razzak Dhedhi	09-07-2021
17	☆ ---- Muhammad Shaukat Abdul Sattar Ahmed Jangda with Rozina Bano Muhammad Younus Abdul Rehman Gadit	10-07-2021
18	☆ ---- Muhammad Sohail Muhammad Tufail Abdul Razzak Lobhia with Tehreem Muhammad Junaid Muhammad Ismail Ghancha	10-07-2021
19	☆ ---- Muhammad Bilal Muhammad Zubair Abdul Latif Samegawala with Sumaiya Hashim Suleman Behra	16-07-2021
20	☆ ---- Rabbies Ibrahim Aba Ali Tola with Areeba Muhammad Asif Muhammad Younus Jangda	16-07-2021
21	☆ ---- Hamza Ashfaq Kassim Jangda with Ateeqa Jawed Ahmed Ismail Saranpipriwala	19-07-2021

اللہ ہی کو ہر صورت میں یاد کیا جائے

جب بھی ....

- ☆ کوئی کام شروع کریں تو کہیں ——— بِسْمِ اللہ
- ☆ کام کرنے کا ارادہ کریں تو کہیں ——— إِنْشَاءَ اللہ
- ☆ کسی چیز کی تعریف کرنا ہو تو کہیں ——— سُبْحَانَ اللہ
- ☆ کسی کی تعریف مقصود ہو تو کہیں ——— مَاشَاءَ اللہ
- ☆ کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو تو کہیں ——— جَزَاكَ اللہ
- ☆ بیدار ہوں تو کہیں ——— لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللہ
- ☆ چھینکتے وقت کہیں ——— اَلْحَمْدُ لِلّٰہ
- ☆ چھینک کے جواب میں کہیں ——— یَرْحَمُکُمُ اللہ
- ☆ گناہ سے توبہ کرتے وقت کہیں ——— أَسْتَغْفِرُ اللہ
- ☆ محبت کا اظہار کریں تو کہیں ——— لِحُبِّ اللہ
- ☆ نکاح کرتے وقت کہیں ——— آمَنْتُ بِاللہ
- ☆ جدا ہوتے وقت کہیں ——— فِی أَمَانِ اللہ
- ☆ سختی و پریشانی کا سامنا ہو تو کہیں ——— یَا اللہ
- ☆ قسم اٹھاتے وقت کہیں ——— وَاللہ - بِاللہ
- ☆ خیرات دیتے وقت کہیں ——— فِی سَبِیْلِ اللہ
- ☆ مشکل یا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کہیں ——— تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہ
- ☆ ناخوشگوار معاملہ ہو تو کہیں ——— نَعُوْذُ بِاللہ
- ☆ خوشگوار تبدیلی ہو تو کہیں ——— فَتَبَارَكَ اللہ
- ☆ کوئی کام خلاف توقع ہو تو کہیں ——— إِنِ الْحُکْمُ إِلَّا لِلّٰہ
- ☆ دعا میں شمولیت کے وقت کہیں ——— آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن
- ☆ موت یا رنج و غم کی خبر سنیں تو کہیں ——— إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْن

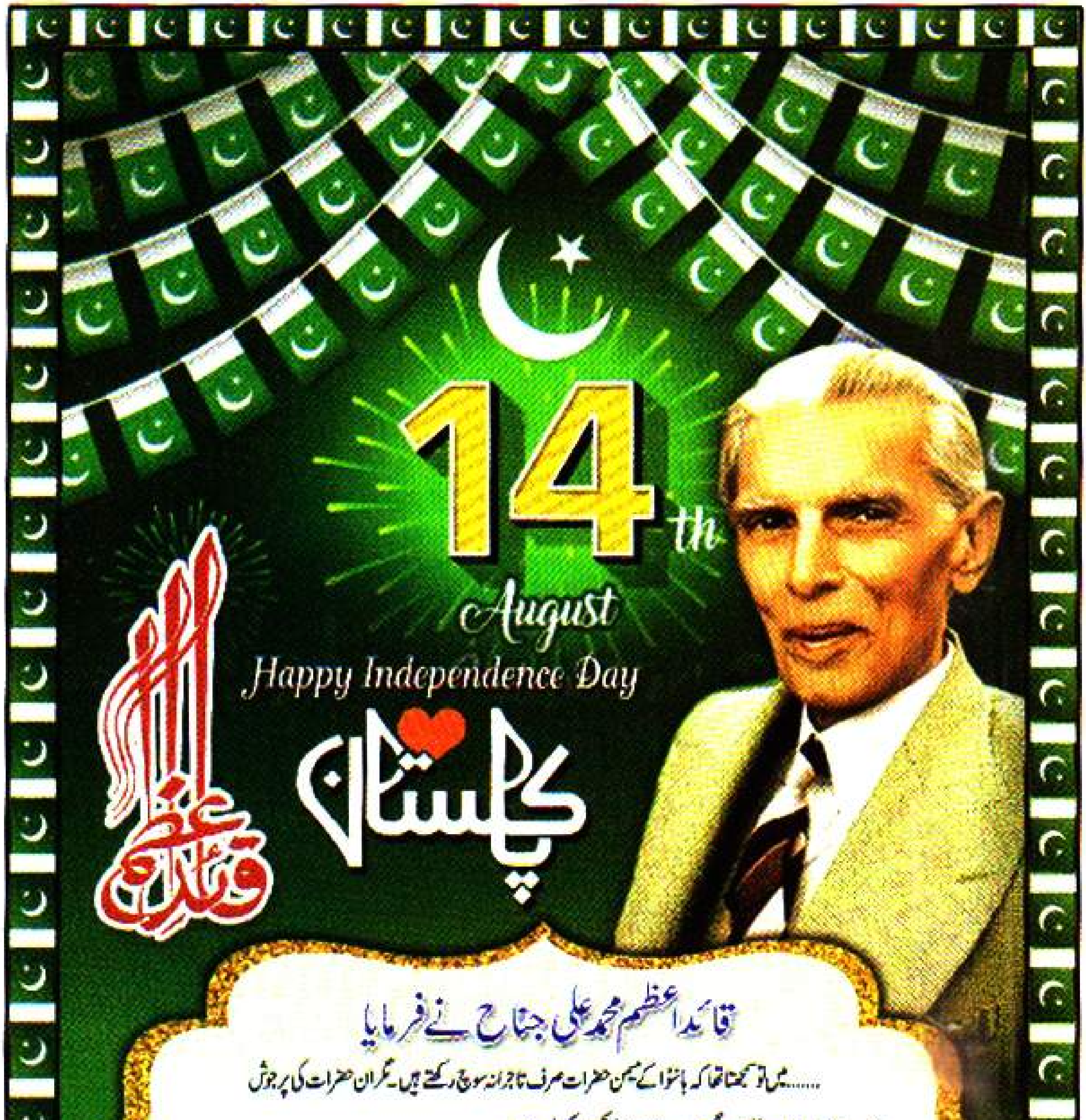
14th
August
Happy Independence Day
پاکستان
قائدِ اعظم
قائدِ اعظم محمد علی جناح نے فرمایا
......میں تو سمجھتا تھا کہ بانٹوا کے میمن حضرات صرف تاجرانہ سوچ رکھتے ہیں۔ مگر ان حضرات کی پرجوش
سیاسی، سماجی اور فلاحی پرخلوص سرگرمیوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔
اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ پاکستان بن کے رہے گا اور اس کے قیام کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ ہمارے باصلاحیت تاجر
اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے اور اسی طرح پاکستان میں صنعتیں قائم کریں گے۔ جس طرح یہاں قائم کی ہیں۔ ہمارے
لئے ملک کی صنعتی بنیادیں انشاءاللہ تعالیٰ مضبوط ہوں گی۔
24 جنوری 1940ء دورہ خطاب پریس کلب بانٹوا

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Fahad Muhammad Junaid Jan Muhammad Dandia with Sarah Ahmed Abdul Aziz Mysorewala	23-07-2021
23	☆.....Ali Shah Muhammad Jawed Abdul Sattar Diwan with Anum Muhammad Saleem Muhammad Qasim Methabathiya	25-07-2021
24	☆.....Mubeen Abdul Sattar Ismail Kudiya with Narmeen Muhammad Saeed Haroon Rashid Makrani	25-07-2021
25	☆.....Shayan Javed Muhammad Siddiq Adhi with Rabia Muhammad Rauf Abdul Latif Gheli	25-07-2021
26	☆.....Haseeb Muhammad Hanif Qasim Gandhi with Rabia Bano Nazir Ahmed	25-07-2021
27	☆.....Usama Muhammad Hanif Ahmed Dandia with Aswa Kashif Muhammad Qasim Diwan	25-07-2021
28	☆.....Muhammad Rizwan Dr. Altaf Abdul Rehman Badla with Fatima Junaid Haroon Aba Ali Vakil	29-07-2021
29	☆.....Muhammad Younus Muhammad Yousuf Muhammad Kassam Kotriwala with Hermain Zeeshan Haroon Mitiwala	30-07-2021
30	☆.....Muhammad Faisal Muhammad Aslam Abdul Ghani Makrani with Zainab Muhammad Bashir Qadri Abdul Ghani Kasia	30-07-2021
31	☆.....Muhammad Yahya Muhammad Yousuf Muhammad Kassam Kotriwala with Zainab Haseeb Jan Muhammad Balagamwala	30-07-2021
32	☆.....Muhammad Ali Muhammad Saleem Muhammad Usman Osawala with Tahreem Muhammad Amin Abdul Sattar Moosani	30-07-2021
33	☆.....Muqeet Abdul Hafeez Sattar Jangda with Khadija Hanif Noor Muhammad Dhaga	30-07-2021
34	☆.....Muhammad Hafeez Haroon Rasheed Aba Tayyab Gadagwalawith Ajwah Zeeshan Abu Talib Bhatda	30-07-2021

S.NO	NAMES	DATE
35	☆.....Adnan Muhammad Hanif Abdul Shakoor Adhi with Areeba Muhammad Aftab Abdul Majeed Panwala	30-07-2021
36	☆.....Osama Muhammad Younus Rehmatullah Moosani with Areeba Muhammad Jamil Suleman Adhi	30-07-2021
37	☆.....Muhammad Younus Muhammad Tufail Muhammad Younus Halari with Mariyam Jawed Akhter Muhammad Zakaria Lodhkawala	30-07-2021

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور
سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

استاد نے شاگرد سے کہا: تم جانتے ہو میں تمہیں کیوں مار رہا ہوں؟
شاگرد نے برجستہ جواب دیا آپ مجھے بچہ سمجھ کر مار رہے ہیں

میں تیری شادی میں دیوانہ، ناچیں، گائیں اور زندگی کا لطف اٹھائیں

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Fahad Muhammad Junaid Jan Muhammad Dandia with Sarah Ahmed Abdul Aziz Mysorewala	23-07-2021
23	☆.....Ali Shah Muhammad Jawed Abdul Sattar Diwan with Anum Muhammad Saleem Muhammad Qasim Methabathiya	25-07-2021
24	☆.....Mubeen Abdul Sattar Ismail Kudiya with Narmeen Muhammad Saeed Haroon Rashid Makrani	25-07-2021
25	☆.....Shayan Javed Muhammad Siddiq Adhi with Rabia Muhammad Rauf Abdul Latif Gheli	25-07-2021
26	☆.....Haseeb Muhammad Hanif Qasim Gandhi with Rabia Bano Nazir Ahmed	25-07-2021
27	☆.....Usama Muhammad Hanif Ahmed Dandia with Aswa Kashif Muhammad Qasim Diwan	25-07-2021
28	☆.....Muhammad Rizwan Dr. Altaf Abdul Rehman Badia with Fatima Junaid Haroon Aba Ali Vakil	29-07-2021
29	☆.....Muhammad Younus Muhammad Yousuf Muhammad Kassam Kotriwala with Hermain Zeeshan Haroon Mitiwala	30-07-2021
30	☆.....Muhammad Faisal Muhammad Aslam Abdul Ghani Makrani with Zainab Muhammad Bashir Qadri Abdul Ghani Kasia	30-07-2021
31	☆.....Muhammad Yahya Muhammad Yousuf Muhammad Kassam Kotriwala with Zainab Haseeb Jan Muhammad Balagamwala	30-07-2021
32	☆.....Muhammad Ali Muhammad Saleem Muhammad Usman Osawala with Tahreem Muhammad Amin Abdul Sattar Moosani	30-07-2021
33	☆.....Muqeet Abdul Hafeez Sattar Jangda with Khadija Hanif Noor Muhammad Dhaga	30-07-2021
34	☆.....Muhammad Hafeez Haroon Rasheed Aba Tayyab Gadagwalawith Ajwah Zeeshan Abu Talib Bhatda	30-07-2021

ખારી ચાહ

'નવાબ' માણાવદરી (મર્હુમ)

કલ્પના પણ દૂર ભાગે છે ને દેખાતી નથી !
ચાહ જો ગરમાગરમ બેગમ મને પાતી નથી

મિત્ર જે નાદાન છે નાદાન એ રહેશે સદા !
કૂતરાની પૂછડી સીધી કદી થાતી નથી !

બાયડી બોલે છે ઉર્દૂ, બેટો અંગ્રેજી મહીં
ઘર મહીં ગુજરાતીના ગુજરાતી બોલાતી નથી

પાનખર આવી ગઇ છે પાનના ખાનાર પર
હોઠ પર એના બહારો આજ દેખાતી નથી

ચાહ ખારી પીવા મળશે શ્રીમતી બોલ્યા મને
ખાંડ મોંઘી થૈ ગઇ છે હાય પોસાતી નથી

તોલ ઓછું, ભાવ ઊંચા, માલ પણ નકલી મળે
મુજને તો ઇમાનદારી કયાંય દેખાતી નથી

એની ચિંતામાં પડી ગૈ ટાલ માથા પર "નવાબ"
હાય લક્ષ્મીની છતાં પધરામણી થાતી નથી

'ડોન ગુજરાતી'
તા. ૭-૨-૧૯૭૩ના સૌજન્યથી

ભાવના ફોરમ

મકબુલ કચ્છી (મર્હુમ)

ટેવ ખોટી જો પડી કેમે કરી જાતી નથી
વાસનાની વિષકળી ખીલી તો કરમાતી નથી

"આઈ લવ યુ ડાર્લીંગ" કહેતાં ન થાકે મિત્રને !
આજની નૂતન કુમારી લેશ લજવાતી નથી !

ગાંડપણમાં ગાઈ બેસે છે યુવક "માઈ સ્વીટ હાર્ટ"
લગ્ન કેડે વર્ષ બે એ વસ્તુ દેખાતી નથી

સ્નેહનાં સુમનો મહિથી ભાવના ફોરમ ગઈ;
દંભ આડંબરથી કિંમત એની અંકાતી નથી

દોટ પ્રગતિની હરણ-ફાળે ભલે આગળ વધી !
સદગુણી ચારિત્રની એ પ્રેરણા પાતી નથી

પાક જીવન જીવવું આજે બહુ કપરૂં બન્યું !
દુષ્ટતા પર શિષ્ટતા આજે સફળ થાતી નથી

ઝેરને અમૃત કહી ખવડાવનારા છે અહીં
વાત આ "મકબૂલ"ને તે કેમ સમજાતી નથી

'ડોન ગુજરાતી'
તા. ૭-૨-૧૯૭૩ના સૌજન્યથી

મોમીનોની ખુબીઓ

ઘણા કૃપાળુ, દયાળુ અલ્લાહના નામથી.

અલ્લાહથી તવબહ કરનારા, તેની બંદગી કરનારા, હમ્દ કરનારા, રોઝા રાખનારા, રૂકુઅ કરનારા, સિજદા કરનારા, નેક કામનો હુકમ કરનારા, બુરી વાતોથી રોકનારા અને અલ્લાહની (મુકર્રર કરેલી) હદો (હુકમો)ને જાળવનારા (એ શાનના હોય છે તે મોમિન જે અલ્લાહના માર્ગમાં જેહાદ કરે છે અને જન્નતનો મામલો નક્કી કરી છે) તે મોમિનોને હે નબી સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ ! જન્નતની ખુશ ખબરી સંભળાવી દો. (સૂરએ તવબહ, આયત-૧૧૨).

મેમણી બોલો
ભા મેમણી બોલો
અનીસ ઉપલેટવી (મર્હુમ)

બોલી પાંજી પ્યારી બોલો
મેમણીજા દરવાજા ખોલો
મેમણી મેં અખ્લાક કે તોલો
બોલો, સચ્ચો સારો બોલો
મેમણી બોલો પે, મેમણી બોલો

ગભરાયો મા ને શરમાયો મા
મેમણ ચુન મેં અચકાયો મા
પાંજી ભાષા આય, ગભરાયો મા
બચ્ચા બોલન તાં ચડકાયો મા
મેમણી બોલો બેટા, મેમણી બોલો

કેર ચોઈતો મેમણી મેં દમ નાય
કોઈપણ બોલીથી ઈ જરાએ કમ નાય
ઈન્જે મીટી વીને જો પાંકે ગમ નાય
ભલે મીટે પાંકે જરાયે શર્મ નાય
મેમણી બોલો મા, મેમણી બોલો

ઈ મા ચુજા ભાષા પાંજી બે ગુણ આય
હર ભાષા કે સમાયન જો ઈન્મે ગુણ આય
ઈન ઝબાને મથે ઈન્જો ઈ રૂણ આય
પાંકે કદર નાંય ઈન્જી, ઈજ મુઝવણ આય
મેમણી બોલો ભેણ મેમણી બોલો

"સોનેટ"
(આઝાદી)
'દિલકશ' ગોંડલવી (મર્હુમ)

આઝાદી તારી હાલત પૂછું છું આજ તુજને
કેવા હસી ખુશીમાં વરસો ગયા છે તારા
રાખે છે કેમ તુજને, આ તારા ચાહનારા
હાલતનું તારી વર્ણન મુજને જરા કહી દે

* * *

હાલતની વાત મારી સાંભળ હવે ગુલામી
અશ્રુઓ સારી સારી વરસો ગયા છે મારા
એવા છે ચાહકો કે લાગે છે શત્રુ સારા
મારાજ ચાહકોએ લૂંટી છે લાજ મારી

* * *

રૂશ્વતના નામે આજે સવ મુજને ઓળખે છે
માટી પલીત કેવી તેઓ કરે છે મારી
મુજથી ગુલામી તારી હાલત ઘણી છે સારી
માગુ છું ભીખ ત્યારે ખાવા મને મળે છે !

* * *

મારી છે આવી હાલત જીવન થયું છે ખારૂં
આ જિંદગીથી બહેતર આવે જો મોત મારૂં

* * *

બાંટવા મેમણ બિરાદરીના દરેક ઘરમાં 'મેમણ સમાજ'
માસિક હોવું અને વાંચવું જરૂરી છે.
બાંટવા મેમણ જમાતની પ્રવૃત્તિઓ અને
બિરાદરીમાં થતી સગાઈ, શાદી અને
મરણનોંધનો પુરો રીપોર્ટ છાપવામાં આવે છે.

અસાંજો પ્યારો પાકિસ્તાન

મકબૂલ કચ્છી (મર્હુમ)

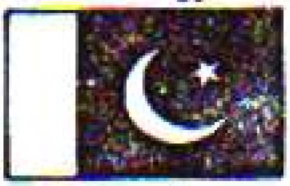

જમ્હુરી ઈસ્લામી હકૂમત
ખુદા તરફસે જુળેલ ન્યામત
નીલે ઝન્ડે ચન્દરતારો
મુલ્કી આય નિશાન

અસાંજે પ્યારો પાકિસ્તાન

પૂરમ પચ્છમ વડા બ નાકા
ઈનમેં માજી ઐન ઈલાકા
બંગાલ, પંજાબ ને સરહદ
સિંધ બલુચિસ્તાન

અસાંજે પ્યારો પાકિસ્તાન

ડૅસે ને પરડૅસેં નામી,
ઈનજી કો સચ નાએં નિકામી
આજધીજો આય હીધોરો
સો એઁ જિતે સમાન

અસાંજે પ્યારો પાકિસ્તાન

મુસ્લિમ, હિંદુ, બૌદ્ધ, ખ્રિસ્તી
પારસી, હરિજન નેં બઈ વસ્તી
ઐન મિળે બાલુડા ઈનજા
મોભતમેં મસ્તાન......

અસાંજે પ્યારો પાકિસ્તાન

આંસુ, ઈઝઝત, લોઈ, પસીનું
વિજી ભનાયોં પાઈયો પીનું
કયાસી ઈનતા અનાંએ કૈભો
તન, મન, ધન કુરબાન.......

અસાંજે પ્યારો પાકિસ્તાન

આઝાદી

દિલકશ ગોંડલ્વી (મર્હુમ)

આઝાદી તારી હાલત પૂછું છું આજ તુજને
કેવા હસી ખુશીમાં વરસો ગયા છે તારા
રાખે છે કેમ તુજને, આ તારા ચાહનારા
હાલતનું તારી વર્ણન મુજને જરા કહી દે

* * *

હાલતની વાત મારી સાંભળ હવે ગુલામી
અશ્રુઓ સારી સારી વરસો ગયા છે મારા
એવા છે ચાહકો કે લાગે છે શત્રુ સારા
મારાજ ચાહકોએ લૂંટી છે લાજ મારી

* * *

રૂશ્વતના નામે આજ સહુ મુજને ઓળખે છે
માટી પલીત કેવી તેઓ કરે છે મારી
મુજથી ગુલામી તારી હાલત ઘણી છે સારી
માગુ છું ભીખ ત્યારે ખાવા મને મળે છે !

* * *

મારી છે આવી હાલત જીવન થયું છે ખારૂં
આ જિંદગીથી બહેતર આવે છે મોત મારૂં

* * *

દિલના આંગણાની દરેક સીમા સ્વચ્છ રાખો કે જગતની જે પણ વ્યકિતનો તમારી જોડે ભેટો થાય બસ તે તમારા હૃદયના આશ્રમમાં સ્થાન મેળવવાના પ્રયાસો કરતી રહે. જગત જીવનની કસોટી તેનો આરંભ અને કસોટીનો અંત તેના મૃત્યુ બાદની તેના સદાકાળ ઝિંદગીમાં ગુણાકાર બાદબાકી આરંભથી અંત પર નિર્ભર બની પોતાના સ્થાનની સ્થાપના કરશે.

કવમી મુનાજાત

મુળ ઉર્દુમાં રચનાર: ડો. ઈકબાલ (ગુજરાતી ભાષાંતરકાર: મુનાદી)

આજે ડોકટર અલ્લામા ઈકબાલની મુસ્લિમ-હિંદમાં એક અતિ લોકપ્રિય થઈ પડેલ ઉર્દુ દુઆનું ગુજરાતી ભાષાંતર રજુ કરીએ છીએ. દુઆની અસરો અને ચમત્કારો ઉપર મુસલમાનો જેવી આસ્થા, ભાગ્યે જ બીજી કોઈ કોમ રાખતી હોવાથી અને દુઆ-કવિતામાં વધારે અસરકારક હોવાથી દુઆઓનું મુસ્લિમ, કવિતા સાહિત્ય (અરબી, ફારસી અને ઉર્દુ) ખૂબ રૂષ્ટ પુષ્ટ છે. ઈકબાલની આ દુઆ, ઘણા સાહિત્ય ટીકાકારોના મત પ્રમાણે, ઉર્દુ ભાષામાં અજોડ અને તે કારણે સર્વોત્તમ છે. આમ આ કવિઓના કવિ, પ્રજાને પ્રજાકીય ભાષામાં સર્વોત્તમ પ્રજાકીય ગીત આપવાનું અને પોતાની કવમને તેની કવમી ઝબાનમાં એક સર્વોત્તમ કવમી ગીત અને એક સર્વોત્તમ કવમી દુઆ આપવાના એવા ત્રણ ગણા માન ખાટી જાય છે. 'મુનાદી'

દુઆ

યા રબ ! દિલે મુસ્લિમ કો વો ઝિંદા તમન્ના દે !
જો કલ્બકો ગરમા દે, જો રૂહ કો તડપા દે !
ફિર વાદીફે ફારાં કે હર ઝર્રે કો ચમકા દે !
ફિર શવકે તમાશાં દે ! ફિર ઝવકે તકાઝા દે
મહરૂમે તમાશા કો ફિર દીદએ બીના દે
દેખા હય જો કુછ મંયને, અવરો કો ભી દિખલા દે
પયદા દિલે વીરાં મેં ફિર શુરિશે મહશર કર
ઈસ મહમિલે ખાલીકો ફિર શાહિદે લયલા દે
આતિશ મનશી જીસકી કાંટોંકો જલા ડાલે,
ઈસ બાદિયા-પયમાકો વો આબલએ પા દે !
ભટકે હુવે આહુકો ફિર સુએ હરમ લે ચલ !
ઈસ શહકે બુઝુર્ગો કો ફિર વુસઅતે સહરા દે !
ઈસ શહકે ખુગરકો ફિર વુસઅતે સહરા દે !
ઈસ દવરકી ઝુલતમેં હર કલ્બે પરેશાંકો
વો દાગે મુહબ્બત દે, જો ચાંદકો શરમા દે
રફઅત મેં મકાસિદકો હમ દોશે સુરૈયાકર,
ખુદદારીએ સાહિલ દે, આઝાદિયે દરિયા દે
બેલવથ મોહબ્બત હો, બેબાક સદાકત હો
સીનોં મેં ઉજાલા કર દિલ સુરતે મીના દે
ઈહસાસ ઈનાયત કર આથારે મુસીબતકા
ઈમરોઝકી શુરિશમેં અંદેશએ ફરદા દે
મંય બુલબુલે નાલાં હું, એક ઉજડે ગુલિસ્તાકાં
તાથીરકા સાઈલ હું, મુહતાજ કો દાતા દે !

યાચના

દાતા ! મુસ્લિમને દિલ જીવિત અભિલાષી દે
જે ઉર ઉકાળી દે, જે જીવ જગાડી દે !
રત પુનઃ કળાની દે, રસ પુનઃ વિજય તું દે
ફારાન શિખરની પુનઃ રજ રજ ચમકાવી દે
રસ-શૂન્ય નયનમાં પુનઃ દર્શન રસ આંજી દે
મુજ આંખ અનુભવ અન્યોને અનુભાવી દે
ઉજડેલ ઉરોમાં પુનઃ મહશર કોલાહલ
આંસુની માંચે પુનઃ લયલા સન્નારી દે
આ રાન-પ્રવાસીને તે દાહ ચરણમાં દે
અગ્નિ-રસ જેવું કંટક પણ બાળી દે
લઈ ચાલ હરમદ્વારે, ભટકેલ હરણ પાછું
આ શહેર-વિલાસીને લગની વગડાની દે !
કળિકાળ તણા આ યુગમાં પ્રત્યેક અંતરને દે
તે દાઝ સ્નેહી જે, શશિને શરમાવી દે !
દ્રષ્ટિ-બિંદુને કર ઉચ્ચ સુરૈયાં સમ
હકતા કાંઠાની દે, શક્તિ દરિયાની દે
નિષ્કલંક બને સ્નેહો, નિષ્કામ બને સત્યો
દિલ સ્વચ્છ સુરા સમ દે, અંતર દીપાવી દે
આ આજ ઉપાદપમાં, ભવિ ચિંતા પણ દે
સંકટ પરિસીમાનું કંઈ ભાન કરાવી દે
રડતું બુલબુલ એક ઉજડેલ ઉપવનનું હું
થઈ દીન અસર યાચું, વાણી ફળવાળી દે

માસિક 'અલ-હમાલ'
૧૯૪૫ના સૌજન્યથી

કરી રહ્યા છે. ત્યાં ધર્મ એક જ છે, રહેણી કરણી એકસરખી છે. આપસમાં લગ્નો થાય છે પણ હિંદનો મામલા અલગ છે. હિંદમાં હિંદુઓને મુસલમાનો આઠસો વરસ થયા ભેગા વસે છે, છતાં હજી લગી તેઓ જુદી જુદી પ્રજા છે, કારણ હિંદુઓ અને મુસલમાનોના ધર્મ અલગ છે, ભાષા, રહેણી કરણી, રિવાજ બધુંય જુદું છે. હિંદના રાજકીય મડાગાંઠ ફક્ત એકજ ઉકેલ છે અને તે પાકિસ્તાન જ છે.

વધુ આગળ ચાલતા જનાબ ચુંદરીગરે પંજાબના હાલના મામલા વિષે બોલતા જણાવ્યું કે ખિઝર હયાતખાનને લીગમાંથી બારતરફ કરવાથી પંજાબમાં લીગની સ્થિતિ નબળી થવાનો જરા પણ ભય નથી. ખિઝર હયાતખાને યુનિયનીસ્ટ પાર્ટી વિખેરી ધારાસભામાં મુસ્લિમ પાર્ટી ઊભી કરી. બીજા પક્ષો સાથે મળી મુસ્લિમ લીગ કોએલીશન મીનીસ્ટ્રી ઊભી કરવા કાઈદે આઝમની માંગણી નહીં સ્વીકારવાથી તેમને લીગમાંથી હાંકી કાઢવામાં આવ્યા છે, જે વ્યાજબી જ છે. એક તરફ ખિઝર હયાતખાન મુસ્લિમ લીગના મેમ્બાર હોવાનું કબૂલ કરે છે. બીજી તરફ તેમની પ્રાંતિક બાબતમાં લીગની આ આજ્ઞા માનવા ઈન્કાર કરે છે. આવા બંને તરફ ઢોલ વગાડનાર કોમ દ્રોહીઓનું લીગમાં સ્થાન ન જ હોવું જોઈએ, અને એ દિવસ બહુ દૂર નથી કે ખિઝર હયાતખાન પણ એક દિવસ બંગાલના ફઝલુલ હકની હારમાં જઈ બેસશે, અને જરૂર ખુદા ચાહે પંજાબના જોશીલા મુસલમાન તેમ કરી બતાવશે.

ત્યાર બાદ જનાબ નિઝામુદ્દીન કુરૈશીએ પોતાની રમુજી શૈલીમાં બોલતાં પોતે ૧૯૦૯માં જ્યારે બાંટવામાં રેલ્વે પણ ન હતી, ત્યારે શાપુરથી બાંટવા ગામડામાં કરેલ મુસાફરીનો ચિતાર રજુ કર્યો હતો અને બાંટવાવાસીઓની લીગ તરફથી વફાદારીના ભારે વખાણ કર્યા હતા.

ત્યાર પછી અમદાવાદના જાણીતા વકીલ શેખ અહમદ મિયાં સાહેબે બોલતાં જણાવ્યું કે હાલ કહેવાતા રાષ્ટ્રીય અખબારો ગાંધીજીના છૂટકારા બાદ મુસ્લિમ લીગના આગેવાનો તરફ તોહમત લગાડી રહ્યા છે કે ગાંધીજી તથા બીજા હિંદુ આગેવાનો મુસ્લિમો સાથે હિંદુ-મુસ્લિમ ઝઘડાનો નિવેડો લાવવા તદ્દન તૈયાર છે, પણ કાઈદે આઝમ તથા મુસ્લિમ લીગ કોઈ પણ હાલતે તેવી સમજુતી આપસમાં થાય તેવું ઈચ્છતી નથી. પણ આ વાત તદ્દન વાહિયાત છે. અલકાઈદ હિંદુઓ સાથે જો તેઓ પાકિસ્તાનના સિદ્ધાંતને કબૂલ રાખતા હોય તો સમાધાન કરવા હર વખતે તૈયાર છે પણ કોંગ્રેસીઓ તથા ગાંધીજી જ મુસલમાનો સાથે સમાધાન કરવા તૈયાર નથી, એ ખુલ્લે ખુલ્લુ ગાંધીજીના અલ કાઈદ ઉપરના પત્રમાં જેની ખૂબ હોહા થઈ છે તે પત્રમાંથી જણાઈ આવે છે.

ત્યાર બાદ પ્રમુખ સાહેબે ટુંકુ ભાષણ કર્યું હતું અને જનાબ સુલેમાન હાજી ઈબ્રાહીમે પ્રમુખ સાહેબ તથા હાજરીનોનો આભાર માન્યો હતો અને સભા મોડી રાત્રે અલ્લાહો અકબર તથા મુસ્લિમ લીગ ઝિંદાબાદ, અલ કાઈદ ઝિંદાબાદના ગગનભેદી અવાજો વચ્ચે બરખાસ્ત થઈ હતી.

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

જમણ સમયસર પીરસવાની ગુઝારીશ

બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.)ના પ્રમુખ અને બીજા ઓહદેદારો અને મેનેજીંગ કમિટીના સભ્યોએ એક વિનંતી કરતા જણાવ્યું છે કે આપ આપને ત્યાં થતી સગાઈ શાદીના પ્રસંગોએ જમણ મોડામાં મોડું ૧૦-૩૦થી ૧૧ વાગ્યા દરમ્યાન પીરસી દેવામાં આવે જેથી કરીને આવનારા મહેમાનોને અગવડ ન પડે.

જમાતની પ્રચાર કમિટી તરફથી

આજથી 77 વર્ષ પહેલાં બાંટવાની પ્રવૃત્તિઓની ઝાંખી કરાવતા સમાચાર જે તા. ૧૧ જુન ૧૯૪૪માં 'વતન' દૈનિકમાં પ્રગટ થયા હતા

મેમણ ધનવાનોએ ઉદ્યોગમાં ઝંપલાવવું જોઈએ જ. ચુંદરીગરનું મુસ્લિમ કોમને પ્રેરણા દેતું ભાષણ

બાંટવા તા. ૬: અહીં ગુજરાત મુસ્લિમ એજયુકેશનલ સોસાયટીના ડેપ્યુટેશનના લીગી આગેવાનો જનાબ ઈસ્માઈલ ચુંદરીગર, મી. નિઝામુદ્દીન કુરેશી તથા શેખ આહમદ મિયાં વકીલ આવેલ હોઈ તે તકનો લાભ લેવા અત્રેની મેમણ સેવા સમિતિ, અંજુમને હિમાયતે ઈસ્લામ તથા મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટસ ફેડરેશનના સંયુકત સહકારથી એક જંગી સભા મોહમેડન લાયબ્રેરી પાસે ઈશા બાદ મળી હતી. સભાનું પ્રમુખસ્થાન અહીંના જાણીતા કોમી હમદર્દ શેઠ સુલેમાન હાજી પીરમોહંમદે શોભાવ્યું હતું. તિલાવત પછી કોમી નઝમો મી. યુસુફ દાઊદ કોડવાવી તથા મોહંમદ શફીએ સંભળાવી હતી. મુસ્લિમ સ્ટુડન્ટસ ફેડરેશનના જોશીલા મેમ્બરોએ એક પુરજોશ કોમી કોરસ સંભળાવ્યું હતું. ત્યાર પછી કાઠિયાવાડના આગેવાન જનાબ ચુંદરીગર તથા બીજા મહેમાનોની ઓળખ સભાજનોએ કરાવી હતી અને જનાબ ચુંદરીગર સાહેબને ભાષણ કરવા વિનંતી કરી હતી અને ચુંદરીગર સાહેબ તાળીઓના જોશભેર અવાજો સાથે ભાષણ કરવા ઊભા થયા હતા.

જનાબ ચુંદરીગર સાહેબે ભાષણ કરતાં કાઠિયાવાડના મેમણ વેપારીઓ અને ખાસ કરી બાંટવાના વેપારીઓની કુનેહના ભારે વખાણ કર્યા હતા. સાથે સાથે અહીંના સંખ્યાબંધ કરોડપતિઓના હિંદના હુન્નર ઉદ્યોગ કે મિલ ઈન્ડસ્ટ્રીમાં કોઈ પણ હિસ્સો નહીં હોવા બદલ ભારે ખેદ બતાવ્યો હતો. મેમણોની હાલની વેપાર પદ્ધતિમાં ૨૫ લાખની મૂડીમાં કેટલા માણસો નભે છે પણ તેટલા જ રૂપિયા મીલ ઉદ્યોગ કે આવાજ બીજા માલ ઉત્પન્ન કરવાના કારખાનાઓમાં રોકવામાં આવે તો કેટલા માણસોને રોજી મળે તે વિગતવાર સમજાવ્યું હતું.

પરદેશથી આયાત થતા માલમાં પણ મુસ્લિમ વેપારીઓનો નજીવો હિસ્સો છે. કાપડ સુતરની મિલોમાં પણ આપણો કાંઈ હિસ્સો નથી. કાપડ મિલોની એજન્સીઓ પણ ગૈરમુસ્લિમોની જ છે. આપણે હુન્નર ઉદ્યોગના નાના-મોટા કારખાનાઓ ઊભા કરવા ધ્યાન આપવાની બહુ જરૂરત છે, અને એવા કારખાનાઓ સારી રીતે ચલાવવા આપણી જ કોમના નિષ્ણાંત હોવા જોઈએ, એ માટે તાલીમ લેતા નવજવાનોએ પણ ઔદ્યોગિક અને એન્જિનિયરીંગ શિક્ષણ તરફ ધ્યાન આપવું જોઈએ.

આગળ ચાલતાં જનાબ ચુંદરીગરે જણાવ્યું કે મને આ જાણી બહુ જ ખુશી થઈ છે કે બાંટવાની મુસ્લિમ જનતા સંપૂર્ણ રીતે મુસ્લિમ લીગી છે અને તેઓ હાલના રાજકીય મામલાથી બેખબર નથી.

૧૭૫૭માં જ્યારથી કલાઈવને પ્લાસીમાં ફતેહ મળી ત્યારથી ધીમે ધીમે અંગ્રેજોની હુકુમત વધવા લાગી અને મુસલમાનોની હાલત નબળી થવા લાગી. અંગ્રેજોના દેશમાં જે ઢબનું લોકશાહી રાજતંત્ર એટલે મતગણત્રીના ધોરણે રાજકીય નિર્ણય થાય છે તેવી રીતે તેઓ અહીં રાજકીય સુધારા કરવા લાગ્યા. હિંદુ ભાઈઓને એમ જાણવામાં આવ્યું કે આ ઢબે હિંદનું રાજતંત્ર ચલાવવામાં આવે તો તેઓનો આખા હિંદ ઉપર કાબુ થઈ શકે કારણ કે હિંદુઓ મુસ્લિમો કરતા ત્રણ ગણા છે, અને તેથી જ તેઓ હિંદમાં યુરોપી લોકશાહી રાજતંત્ર જેમાં બહુમતિના હાથમાં રાજસત્તા હોય છે તે ઢબનું રાજતંત્ર અહીં સ્થાપવા હિમાયત

પયગમ્બરે ઈસ્લામ (સ.અ.વ.)ની નૂરાની નસીહતો

- મુસલમાનના માટે મૃત્યુ એક ભેટ છે. તમારા મુર્દાઓને ભલાઈપૂર્વક યાદ કરો અને તેનું નામ નેકીની સાથે લો અને તેની બુરાઈ કરવાથી બચો.
- કુરઆને શરીફના પાંચ વિષયો છે. હલાલ, હરામ, સ્પષ્ટ અને ગર્ભિત તઅલીમાત, અપ્રગટ પર ઈમાન લાવો અને ઉદાહરણોથી બોધગ્રહણ કરો.
- ખરેખર તમે એ જમાનામાં છો જેમાં તમને હુકમ કરવામાં આવી છે એ તઅલીમના દસમા ભાગથી ગફલત કરશો તો તમે તબાહ થઈ જશો. ત્યાર પછી એવો જમાનો આવશે કે તે સમયના લોકો તેના દસમા ભાગ પર અમલ કરશે તો તેઓ બચી જશે.
- જે માણસ હલાલ ખોરાક ખાય અને મારી શરીઅત પર અમલ કરે અને લોકો તેનાથી સલામતીમાં હોય તો તે જન્નતમાં જશે.
- તમારાથી બની શકે તો સવારથી સાંજ સુધી અને સાંજથી સવાર સુધી કોઈની બુરાઈ કરવાથી તમારી જાતને બચાવો. પછી કહ્યું, "આ હુકમ મારી શરીઅતમાં છે અને ખરેખર જે મારી શરીઅતથી મોહબ્બત રાખે છે તે મારાથી મોહબ્બત રાખે છે.
- ખરેખર બની ઈસ્રાઈલ બોંતેર ફિર્કાઓમાં વ્હેંચાઈ ગયા અને મારી ઉમ્મત ૭૩ ફિર્કાઓમાં વ્હેંચાઈ જશે. એક ફિર્કા સિવાય બધા હલાક થશે. લોકોએ પૂછ્યું એ કયો ફિર્કો છે ? આપે ફરમાવ્યું, "એ ફિર્કો જેના પર હું અને મારા દોસ્તો હોય."
- હું તમને હિદાયત કરૂં છું કે અલ્લાહ તઆલાથી ડરો અને મારા (સાચા) જાનશીનોની પેરવી કરો.
- દુનિયાના અંતિમ કાળમાં લોકો જૂઠા હશે અને એવી વાતો બનાવશે જે ન તો તમે ન તમારા વડવાઓએ સાંભળી હશે ત્યારે એનાથી બચો કે તે તમને ગુમરાહ ન કરી દે અને વાદવિવાદમાં ન ઉતરો.
- ઈમાનના ત્રણ મૂળ છે. એક તો એ કે જે માણસ લાએલાહ કહે તેને કષ્ટ આપવામાં ન આવે. ન તેને એકાદ વાંકના કારણે બેઈમાન સમજવામાં આવે અને ન તેને એક વાંકના કારણે દૂર ફેંકી દેવામાં આવે.

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia

Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

August 2021 Moram 1443 Hijri - Year 66 - Issue 08 - Price 50 Rupees

પાલનહાર તું

બિલાલ મેમન (મર્હુમ)

સર્વે મખ્લુકોનો સર્જનહાર તું
તું જ છે સત્તાર ને ગફ્ફાર તું

સૃષ્ટિની રજ રજ અને કણ કણમાં તું
શહેરમાં, ઉધાનમાં ને રણમાં તું

પૂરી સૃષ્ટિનો સર્જનહાર તું
સર્વે સર્જેલાનો પાલનહાર તું

આપે તું કીડીને કણ હાથીને મણ
તું વહાવે સૂકેલા રણમાં ઝરણ

આગને ગુલ્ઝાર તું કરનાર છે
દીન દુ:ખીઓના દુ:ખો હરનાર છે

તારી મરજી વિણ ન હાલે પાન પણ
તુ જ દયા ઉપર છે સૌની જાન પણ

તું જ માલિક સર્વ તુજ સ્વાધિન છે
તારી મરજીને બધા આધિન છે

આલમ ધરતી હમદમાં મશ્ગુલ છે
ઝિક્રમાં હર ખાર ને હર ફુલ છે

હે 'બિલાલ' હર દમ ખુદાની કર સના
છે બકા એને જ બાકી સહુ ફના

જગ મુનવ્વર થઈ ગયું !

'ઉન્મત' પોરબંદરી (મર્હુમ)

ગુમરાહી અત્યાચારની ચોમેર વા વાતી હતી !
ને ઝૂલમ પાપાચારની દિન દિન વૃદ્ધિ થાતી હતી !
બાતિલ અને કુકૃત્યની કાળાશ ફેલાતી હતી !
શયતાનિય્યત પ્રસરી હતી રાહત ન દેખાતી હતી !

ત્યાં એક હિદાયત જ્યોતથી અજવાળું ઘર-ઘર થઈ ગયું!
નૂરે નબુવ્વત રોશનીથી જગ મુનવ્વર થઈ ગયું !

માનવ ભૂલીને ભાન માનવતા ગયો તો વિસરી !
ભૂલીને હક્ક બેઠો તો તે બૂતપરસ્તી આદરી !
હયવાનિય્યતને કુફ્રની જંગમાં ભયંકરતા ભરી !
અટવાઈને અંધકારમાં ખુદાને રહ્યો તો છેતરી !

ત્યાં એક રબ એવા પુનિત મઝહબનું ઘડતર થઈ ગયું!
નૂરે નબુવ્વત રોશનીથી જગ મુનવ્વર થઈ ગયું !

એક ઉમ્મત કાજ સહ્યા દુ:ખ ને આઘાતો હજાર !
ને ખુદાની બંદગીમાં છે વીતી રાતો હજાર !
આજ પણ ગુણ-ગાન જેના માનવી ગાતો હજાર !
એમના પર હો દરૂદો લાખ સલવાતો હજાર

ઈમાનની ખુશ્બુથી તર 'ઉમ્મત'નું અંતર થઈ ગયું
નૂરે નબુવ્વત રોશનીથી જગ મુનવ્વર થઈ ગયું